

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

تحقیق الاسلام

بلا حصرہ
مسلمی

حقیقت الاسلام



قرآن و احادیث محمدی کی اعلیٰ مدتوں کی تقسیم و تشریح اسلام و قرآن انی کا ثانی نوزم مسیحیت اسلام کے غیر
منفک شے۔ قرآن و اسلام محمد کی حقیقت کا دعویٰ حرم بے غیر مسیحیت اسلام کی تردید کے عین غریب
نظائر مسیحوں کے حضرت محمد کے زمہ ہی تعلقات کی اچھوت شاملیں جو یونکی بائبل اور قرآن حدی میں بائبل
کے شے۔ اہل مسیحیت و الاسلام کے واحد و جوہر کے افضل ثبوت مسیحوں کی امت کی خدا پرستی کی
بہترین مثالیں۔ اہل قبلہ کی جمیع باتوں کے غیر اسلام ہونے کے منقولی شاہد جس میں الفرقان حصہ
اور طبع اول کی تحقیق الاسلام کے حصہ دل کی ترمیم و تصحیح کر کے یہ مستند اوشین طبع ثانی کا تیار کیا،

من تصنیف

پادری غلام ساج صاحب پیشتر باطرا نبالہ شہر دہرادون۔ لودھیانہ کلیسیا۔ پٹرٹنٹ شرفور
و پیلورٹنٹن فیلڈس و مومشن فیلڈ لاہور پٹرٹنٹ و مصنف رسالہ الفرقان۔ فی الحال
ایڈیٹر نور افشان۔ لاہور

تحقیق الاسلام

ہمارے زمانہ میں جو مذہب اسلام کے نام سے مروج ہو وہ قرآن و حدیث، جماع و قیاس پر مبنی سمجھا جاتا ہے جس کے ارکان اللہ کو واحد ماننا، حضرت محمد کو نبی رسول جانتا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا، کعبہ کا حج کرنا، کعبہ رخنی پانچ یا سات نمازیں پڑھنا ہیں۔ انہیں کا نام اسکان خمس ہے۔ پر ان معانی کا اسلام صرف سنت جماعت کے فرقوں کا ہے جس پر اسلام کے دیگر فرقوں کا بکلیہ اتفاق نہیں ہے۔

مذہب مروجہ اسلام کی بنیادوں پر غور کیا جاتا ہے تو اس میں سچیل کی بائبل کی عدم موجودگی قرآن و احادیث ان اصحاب کو حیرت و تعجب کا شکار بنا دیتی ہے۔ بائبل جسکی تعریف و ثناء سے قرآن عربی کا ہر ایک صفحہ، اسکی ہر ایک سطروں و منور ہے جس کے تفصیل و مطالب سے قرآن عربی کا وجود بنا جس پر اسان لا کر عمل کر نیکی احکام سے قرآن بھرا پڑا ہے جسکی نافرمانی اور عدول کمی کی سزاؤں کا اس کے متن میں تکرار کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ وہی بائبل جو ام القرآن بلکہ امام الکتاب کہلائی ہے وہی بائبل اہل قبلہ کے اسلام کی بنیاد سے خارج ہے اس کا ذکر تک نہیں کیا گیا یہ مروجہ اسلام کے تحقیق کرنے کی پہلی وجہ ہے اور نہایت عظیم و اہم وجہ ہے جس نے ہمیں اہل قبلہ کے اسلام سے بظن کیا تھا ہم اس اسلام کو اسلام نہ تسلیم کر سکتے جس کی بنیاد بائبل اور قرآن حکم کے سوا پر مبنی۔

مزید براں اہل قبلہ کے اسلام کی بنیاد اول قرآن عربی و ثانی نبی پر اہل قبلہ قرآن عربی کی بابت یہ ایک سچی حکایت ابتدا سے اپنے ہمراہ لئے آئے ہیں کہ قرآن عربی محکمات و مشابہات کا مجموعہ ہو۔ مشابہات منسوخ ہیں اور دین و ایمان کے لئے سخت خطرہ اک ہیں۔ کیونکہ وہ اتفاقاً شیطان ہیں۔ گو منسوبات کا علم و امتیاز کھویا گیا ہو وہ جز قرآن بنکر چلے آئے جن بزرگوں نے قرآن عربی کو اسلام کی بنیاد یا تقاضا نہیں دے مشابہات کو محکمات سے بیزیر کر کے بنایا تھا۔ لہذا قرآن عربی دین اسلام کی درست و صحیح بنیاد نہ بن سکتا تھا پرا سے بنیاد بنایا گیا یہ ہمارے باپ دادوں کی دوسری غلطی تھی۔ جس سے اسلام میں وہ تمام بدعتیں راہ پا گئیں جن کا ذکر حصہ سوم میں آیا ہے۔ اس کے سوا اگر اسلام کی بنیاد قرآن عربی ہی رہتا تو بھی خیر مٹتی پر اہل قبلہ نے اسلام کی بنیاد میں حدیث شریف کو بھی بڑھایا ہے۔ اہل قبلہ کے اسلام کی اس بنیاد کے خام ہو نیکاد کرنا ضروری نہیں ہے۔ تو بھی اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ حدیث شریف کی سرخی کے ماتحت وہ کل روایات جمع ہیں جو اہل قبلہ کے مختلف مذاہب کے معتقدوں نے جمع فرمائی ہیں مثلاً اہل شیعہ نے احادیث جمع فرمائی ہیں وہ سنت جماعت کی حدیثوں کے سوا ہیں سنت جماعت کی حدیثوں کے جامعیں نے ہی مختلف روایات جمع کی ہیں۔ قرآن ہر ائمہ سنت میں جمع کر لیا ہے۔

شکر

ہم ایس۔ اے ایٹو کس اسکول کوٹ گڑھ (شملہ) کا مسٹر آرسمین سب سٹرا شکوہ آباد
ضلع مینپوری کا اور لودھیانہ پریسٹری کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتے ہیں تحقیق الاسلام
طبع ثانی میں یہی دوست ہمیں مالی امداد دینے والے ہیں جن کا ذکر خیر تحقیق الاسلام
کی تمام زندگی کے ساتھ رہیگا۔ ان کے سوا اے پی مشن کے تمام مدارس کے ہیڈ ماسٹر
صاحبان اور استاد ان کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے طبع اول کی تحقیق الاسلام
کی اشاعت میں ہماری بڑی مدد فرمائی تھی۔ ہم امیدوار ہیں کہ طبع ثانی میں بھی ہمارے
تمام نئے اور پرانے دوست ہماری مقدور بھر مدد فرمائیں گے۔ جو کام ہمارے کرنے کا
تھا ہم بفضل خدا اُسے تمام کر چکے۔ باقی کام قدر دان دوستوں کا ہے وہ اسے انجام
دیکر خدا کا جلال ظاہر فرمائیں +

آپ سب کا خادم۔

غلام مسیح۔ ایڈیٹر نور افشان۔ لاہور

فروری ۱۹۲۲ء

میں بائبل کے اللہ و ارطین کا۔ اس کے کارما عظیم کا۔ اس کے اسماء صفات کا بیان آیا ہے۔ اسی کی عبادت و عبادت کے احکام و اکہید سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ کعبہ شریف کے جمیع معبودوں کی تکذیب سے قرآن لبریز ہے۔ مگر اہل قبلہ کے اسلام کی جملہ صورتوں میں عزت و عبادت اللہ الکعبہ کی ہوتی آئی ہے اور اسی پر اجماع چلا آیا ہے۔ یہی حال دوسرے ارکان کا ہے پس ایسی ایسی دہوں سے ہم اہل قبلہ کے اسلام کی تحقیق پر مجبور ہوئے ہیں تحقیق سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اہل قبلہ کا اسلام نہیں بلکہ یہ کفر از اسلام ہے بلکہ یہ بالکل غیر اسلام ہے حقیقی اسلام قرآن حکم کے متن میں چھوڑا گیا ہے اور قصداً چھوڑا گیا ہے جسے ہم نے کتاب نہ امیں پیش کرنا عاشقان اسلام کے لئے ضروری سمجھا ہے۔

دین اسلام کی تحقیق میں ہمیں جو مشکلات درپیش آئیں انکی بابت اس قدر عرض کرنا ضروری ہو کہ ہمارے روبرو اہل قبلہ کی جمیع روایات جو اہم متخالف و متضاد ہیں موجود تھیں۔ مگر ان کی کوئی تفسیر و تشریح بھی ایسی نہ تھی جو ان روایات کے مرتب کرنے والی تھی۔ اہل قبلہ کے مفسرین نے اسلامی روایات کی تفسیر و تشریح میں اور بھی اختلاف و تضاد بڑھائے ہوئے تھے جسکی وجہ سے اسلام وغیرہ سلام میں اتنا بڑا سخت مشکل تھا۔ اہل قبلہ نے جو اسلامی روایات کی بابت پچھید گچیاں پیدا کی تھیں وہ تو بجائی خود ان روایات کو انسانی فہم و ادراک سے ماہر کر نبوالی تھیں یہی سبھی غلامی انکی الجھن کو بڑھاتے ہی رہے۔ انہوں نے اہل قبلہ کے مقابل جو کچھ اسلام کی تردید میں لکھا وہ بغیر اسلام سمجھنے کے لکھا۔ لہذا دین اسلام کی بابت جو ہمارا خیال تھا اُسے کہیں سے مدد نہ ملے۔ اگر لی ترتیب کم مل جسکی وجہ سے ساہا سال ہمیں اہل قبلہ کے فتوحات کو پڑھنے اور سمجھنے میں خیر کرنے پر اس کل محنت و مشقت کے نتائج تحقیق الاسلام میں مرتب ہیں۔

تحقیق الاسلام کی موجودہ صورت سے پیشتر ہم الفرقان کے عنوان سے دو حصے شائع کر چکے ہیں۔ پھر تحقیق الاسلام کے نام سے حصہ اول و دوم شائع کر چکے ہیں۔ مفسرین کی غیر موزوں ترتیب کی وجہ سے ان سب کو طبع نہ اکیلے دو بارہ ترتیب دینا پڑا۔ باقی غیر مطبوعہ حصے کی ان کے ساتھ ہی نظر ثانی کرنا پڑی جسکی وجہ سے کل کتاب کے شائع شدہ اور غیر مطبوعہ حصے کو پھر کے تین حصوں میں مرتب کیا گیا۔ طوالت و ضخامت کم کی گئی مگر نئے مضامین میں بھی بڑھائے گئے۔ غرض کیا ہمارے پیشتر اذجال کی تمام تقریر کا آخری اور مستند مجموعہ تحقیق الاسلام کی طبع نہ ہونے کی وجہ سے یہ حصہ اول کا نام حقیقت الاسلام جو حصہ دوم کا نام اہل الاسلام جو حصہ سوم کا نام غیر الاسلام ہوگا۔ یہ بات کسی افکار سے پوشیدہ نہیں کہ ہندوستان میں اہل قبلہ نے خصوصاً مزار اعلام احمدیائی صاحب اور دیگر مریوں کو کھانا تک سمیت کی تحقیر و کذب و تکبر کی ہر ذمہ داری کے پہلے دو حصے انہیں صاحبان کی کفر گوئی کا اور انہیں ہندو مخالفت و مذہب کا سبب کرنے کیلئے لکھے گئے ہیں مگر ہم نے دورانِ تحریر میں مشکل سے کسی حیثیت کے خلاف کو طبع

تہود و مشرکت کا ادنیٰ نمونہ یہ ہو کہ خود سنت جماعت کے ہی تمام فرقوں نے صحاح ستہ کی روایات کو پورے طور سے ہمیں قابل اعتبار نہیں سمجھا ہو۔ اہل تسبیح و تہلیل حدیثوں کو بالکل نہیں مانتے ہیں۔ ان حدیثوں میں نہ صرف مخالفت و تضاد کی ہی حد نہیں بلکہ ان کا کئی حصہ قرآن مجید کی تعلیم کے بغیر خلافت ہو۔ ان میں راویوں نے قصداً اہل قبلہ کو اہل حق بنانے کی کوشش کی ہے قرآن عری کے سوا ایک نئی شریعت بنائی ہے۔ راویوں کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کا امتیاز ہی رکھا نہیں گیا غرضیکہ اہل قبلہ کے اسلام کی حدیث نامی بنیاد قرآن کے مقابل ہزار درجہ زیادہ خام ہو۔

اسکے سوا اہل قبلہ کے اسلام کی بنیاد میں قیاس و اجتہاد بھی ایک بنا ہو اس بنیاد کی خامی سنت جماعت کے چار اماموں کی تصنیفات سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ واحد مذہب کے چار محضہ جب اہل قبلہ کے مذہب کو بجائی ایک بنانے کے چار مذہب بنا گئے ہیں تو قیاس کی حقیقت کے ناکس ہونے کے لئے یہی کافی ثبوت ہو۔ اس سے جو ضعف اہل قبلہ کے مذہب کا ظاہر ہے اور کسی دلیل سے ظاہر منہ محال ہے۔

چوتھی بنیاد اہل قبلہ کے اسلام کی اجماع قرار پائی۔ اجماع کا مطلب کثرتِ راوی کا ہو۔ اہل قبلہ نے جو مذہب قرآن و حدیث و قیاس سے اخذ کرنا اختیار کر کے اس پر اتفاق کر لیا یہی اجماع کا مطلب ہے۔

اب وہ مذہب قابل غور ہے کہ جو اہل قبلہ کے اجماع نے قرآن و حدیث و قیاس سے اخذ کیا تھا وہ مذہب حدیث سے اخذ ہوا ہے جس کے ارکان کا اجتہاد میں ذکر ہوا ہے۔ اگر سچ پوچھو تو یہ مذہب حنفیت ہے اسلام ہرگز نہیں ہے۔ یہی بات کی ہمیں تحقیق کرنا ہے کہ جو مذہب اللہ کو ادھارنا حضرت محمد کو نبی رسول یقین کرتا۔ ماہ رمضان کے روزے فرض ٹھہرا۔ آذکار کو لازم قرار دیتا کعبہ شریف کا حج اور کعبہ رضی نمازیں ارکان دین کا جزو بنانا ہے جس کا نام اسلام مشہور ہو جو قرآن و حدیث و قیاس پر مبنی بتلایا جاتا ہو۔ یا ان ارکان و فرائض کا مذہب اسلام ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا یہی وجہ حقیقت ہے جو تحقیق الاسلام کا موضوع ہے۔

ہمیں مروجہ اسلام کے اسلام ہونے کا بالکل یہ انکار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسکی بنیاد میں شتہ اجزاء ہیں۔ جس سے آج کے دن تک حقیقی اور مصلی اسلام کی نہ صرف نائش نہیں ہوئی برعکس اس کے غیر اسلام مذہب اسلام کے نام سے سینکڑوں تک پیدا ہو گئے ہیں جن میں آپس میں آج تک تلوار چلتی آئی ہے اور وہ تاحال ایک دوسرے کے اسلام کی تکذیب و تکفیر کر رہے ہیں۔ فرقہ نظامیہ کے بانی نے نہایت سچائی سے اہل قبلہ کی تکفیر کی تھی پر ہمارے زناد میں طاعت کعبہ ہی اسلام اسکے سوا کچھ سلامی نہیں ہے۔

اہل قبلہ کے اسلام کے ارکان خمسہ میں ایک رکن بھی اسلام کا داخل نہیں کیا گیا تمام ارکان ملت کعبہ یعنی ملت حنیفہ کے ہیں۔ اللہ کے واسطے کہ رکن میں صرف اللہ الٰہ کعبہ ہی رکنِ اول ہے۔ ورنہ خود ہی حوالہ کر دو کہ مسیحیوں کی بائبل میں مسیح کا رکن ہے۔ اللہ الٰہ کعبہ سے کیا علاحدہ درشتہ؟ اگرچہ تمام قرآن

طرز تحریر سادہ اور مؤدبانہ و محققانہ ہر کسی طرح سے بزرگوں اور واجب التحظیم ہستیوں کی سوء ادبی رواد نہیں رکھی تحقیق محق کے نتائج پیش کرنے پر کفایت کی ہو بحث و تکرار سے پرہیز کیا گیا ہے۔ اگر اس پر بھی ہوا کہیں دل آزمائی کی صورت باقی رہی ہو تو ہمیں ضرور سمجھنا چاہئے۔ نقطہ۔

پادری غلام سیح ایڈیٹر نوافشاں

حقیقت الاسلام

دین اسلام کی حقیقت مسیحیت ہو تو ہمیں بظاہر اسلام مسیحیت میں زمین و آسمان کا بُعد معلوم ہوتا ہو یہ بعد حیاتی مردود اسلام ہے جو حقیقت اسلام نہیں بلکہ غیر اسلام ہو گو اہل قبلہ کے جملہ مذاہب کا نام اسلام و مسلمان ہی ہے پر وہ درہل اسلام کی مخالفت و مکاذبت ہو اگر اہل قبلہ کے جملہ مذاہب کو جو اسلام کے نام سے مشہور چلے آ رہے ہیں ایک طرف رکھ کر دین اسلام کی حقیقت دریافت کی جائے تو وہ آج کے دن خالص مسیحیت ثابت ہو سکتا ہے۔

جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ دین اسلام کی حقیقت مسیحیت کے سوا نہیں ہے تو ہمیں یہ بات دیکھ کر ضرور افسوس ہوتا ہے کہ صرف دنیا میں دین اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہو چکی ایک طرف تو دنیا بھر کے مسیحی تکذیب کر رہے ہیں اسکا پنا دشمن یقین کر رہے ہیں۔ دوسری طرف مدعیان اسلام جو اسکی حقانیت کے معتقد ہیں اسے اپنے عقائد و عمل سے خارج کئے چلے آتے ہیں مسیحیت اور اس کے تعلقات کی انحصار منہ الیسی تکذیب و تکفیر کرتے آ رہے ہیں جس کی مثال لانا دشوار ہے۔ گویا دنیا میں ایک دین اسلام ہی ایسا مذہب پایا جاتا ہے جسکی تکذیب و تحقیر خود اسی کے ماننے والے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ دنیا بھر کی مسیحی اقوام اسے اپنا دشمن سمجھتی آ رہی ہیں۔ دنیا بھر کے اہل قبلہ اسے اپنے عقائد و عمل سے نہ صرف خارج کئے چلے آتے ہیں بلکہ وہ مسیحیت اور اس کے تعلقات کی تکذیب و تکفیر کرتے ہوئے اپنے مسلمہ دین اسلام کی تکذیب و تکفیر کئے جا رہے ہیں تو بھی یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایسے حال میں دین اسلام کی ہر سادھے تیرہ سو سال کی بوجھل ہے۔ گو دنیا بھر کے اہل قبلہ اور مسیحی اسکی حقیقت سے بے خبر چلے آئے ہیں تو بھی دین اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اہل قبلہ کے مقبولات میں موجود رہا اور انکی انتظار میں کرتا رہا جو اس کے متلاشی و عارف تھے ایک مدت تک غور و فکر کے بعد اس احقر العباد پر اسلام کی حقیقت کھلی جس کا بیان آنے والے اوراق میں موجود ہے۔

اہل قبلہ اپنے مقبولات میں دو مخالفت و تضاد مذاہب کے عقائد و رسوم لائے ہیں جن میں سے ہر ایک مذہب اپنے آپ میں اپنی صداقت کا نہ صرف مدعی ہے بلکہ دوسرے مذاہب کا۔ اس کے عقائد و مسلمات کا سخت کذب و مبطل ہے۔ ان مذاہب میں سے ایک کا نام دین اسلام ہے اور دوسرے کا نام ملت ابراہیم یا ملت حنیف۔ یا خفیت یا صابیت یا تحف یا دین الفطرۃ وغیرہ ہیں۔ اسی کو ملت کعبہ

کہا ہو۔ اسکے سوا کتاب ہذا کے پہلے دو حصے حصہ سوم کے دین و عقائد کا جواب ہیں جسے اہل قبلہ حضرت محمد کی وفات کے دن سے آج کے دن تک مانتے آئے ہیں :

حصہ اول و دوم میں ثابت کیا گیا ہے کہ عرب میں دین اسلام کی تخلیق حضرت محمد سے نہیں بلکہ عربی مسیحیوں سے شروع ہوئی۔ حضرت محمد نے اسلام اور ارکان اسلام بلکہ قرآن مجسم تک مسیحیوں سے پایا۔ آپسچیت یعنی اسلام کے دغا و دھڑکنیز و سول ہر مصلایوں اور عقیدوں یعنی اہل مکہ اور اسکی بستیوں میں گئے۔ آپ نے زندگی بھر اکو مسیحیت کی مسیحیت کی۔ اللہ اسچیت کی مسیحیت کی بابل کی مسیحیت کے پیشوا یسوع مسیح کی تائید و تصدیق کی سچائی اور صداقت کی ہی سنادی کہ۔ اہل مکہ اور انکی بستیوں کو دیا۔ انکے دین و مذہب کی۔ انکے مذاہب و عقائد کی۔ انکے معبودوں اور کعبوں کی جو آپ نے خاطر کار دہ آپ کا ہی کام تھا۔ اسلام و مسیحیت کی صداقتوں کے بیان میں اور اہل قبلہ کے مذاہب کی تکذیب میں جو آپ نے دکھا اٹھائے وہ فراموش نہیں ہو سکتے۔ مدینہ میں جو آپ نے کام کیا وہ یقیناً ہی کام و خدمت کا توازن تھا۔ یہ آپ کی محنتوں کا نتیجہ تھا کہ اہل مکہ و مدینہ آپ کی وفات سے پیشتر قرآن مجسم کی جملہ صداقتوں کا اقبال کر چکے تھے اگرچہ وہ دیکر کچھ اپنی آباؤی ملت کے ہی دلہ اوہ رہے تھے ۔

حصہ سوم میں حضرت محمد کی وفات کے بعد کی مصائب کی امت کی کارروائیوں کا بیان کیا گیا ہے۔ انکی قرآن و اسلام محمدی سے بیوفائیاں دکھائی گئی ہیں۔ آباؤی ملت و مذہب کو قرآن و اسلام محمدی پر ترجیح و فضیلت دینا بیان کیا گیا۔ غرضیکہ صحابہ کی امت کے دنوں سے لیکر ہمارے زمانہ تک اہل قبلہ نے حقیقت کی ترقی و اشاعت میں کچھ کیا تھا اس کا لب لباب دیا گیا ہے جس سے ناظرین کو کام قرآن و اسلام محمدی کے بیوفادوں کے مذہب و عقائد سے خود بھی اہم کر لینے کہ حضرت محمد کی وفات کے بعد اسلام کے نام سے دنیا میں جو مذہب رواج پایا تھا وہ ہرگز اسلام محمدی نہ تھا بلکہ اسلام قرآن محمدی کا دشمن تھا اور آج تک دشمن ہو۔

کتاب مذکور کی ضرورت کا زمانہ شاہد ہے۔ دین اسلام سے نہ صرف منہد اور مسیحی پیغمبر ہیں بلکہ جنکو اسلام و ایمانی کا دھوکا دیا گیا ہے۔ قرآن مجسم میں اسلام اور مسیحیوں میں۔ بدعیان اسلام اور ہندو صاحبان میں بحث مباحثہ کی جنگ ہو۔ ہندوستان مباحثہ کرتے وقت اہل قبلہ کے مذہب پر حملہ کرتے ہوئے غلطی سے مسیحیوں کے بزرگوں کی ہتک کر جاتے ہیں جنکے جواب میں اہل قبلہ خاموش ہو جاتے یا اس اعتراض کو مسیحیوں پر داکر سبکدوش ہو جاتے ہیں جیسا کہ انہیں دہائیکے مباحثوں میں ظاہر ہو چکا ہے مسیحیوں کے مقابل اہل قبلہ قرآن مجسم کے مضامین کے مفسرین بیٹھا کرتے ہیں جیسا چاہتے ہیں اس کے مضامین کے معنی کر کے مسیحیت کی تکذیب پر دلیرانہ رہتے ہیں۔ ایسے حال میں تحقیق الاسلام جیسی کتاب کی سنت ضرورت تھی جو اہل قبلہ و منہد صاحبان کو حقیقی اسلام و قرآن اور غیر حقیقی اسلام و قرآن کی صفائی سے تحقیق ظاہر کر دیوے ۔

دینہ اری کا حضرت محمد کے ہمران جیوں کے فضائل حق پرستی کا۔ انکی معرفت حضرت محمد کے سچی ہونے کا۔ اسلام کے
 یاسیحیت کے ارکان و عقائد کا خصوصاً اہل مقدس کے اعلیٰ فضائل کا ایسا بیان کیا ہے جو اس بات کو ظاہر و ثابت کر
 دیتا ہے کہ اسلام یحیت کا عین مذہب مقادہ آج تک یحیت کا عین ثابت ہو سکتا ہے صرف اسلام یحیت کا عین ہی نہیں بلکہ
 اللہ الاسلام اللہ یحیت بھی اسلام کے انبیاء یحیت کے انبیاء ہیں اسلام کے مسک یحیت کے سچی ہیں اسلام کی اہل
 مسیحیت کی اہل ہیں۔ اسلام کا قرآن مجید کم یحیت کی تائید و تصدیق کی کتاب ہے۔ اسلام کا حضرت محمد یحیت کا بندہ رسول ہے
 غرضیکہ اسلام و قرآن محکم کا جو کچھ ہے وہ یحیت کا ہے اور جو کچھ یحیت کا ہے وہ سب کچھ اسلام کا ہے۔ اسلام یحیت کی مغائرت
 اگر کسی مذہب سے ہے تو وہ ملت حنیف ہے۔ اسلام کو۔ بزرگ یحیت سے کسی معافی کی مغائرت نہیں ہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جنکے ثبوت ہم نے رسالہ ہمیں پیش کئے ہیں بغیر بحث و تکرار کے ہم صرف واقعات و روایات کے مرتب
 کرنے پر کفایت کرتے رہے ہیں طوالت و ضخامت کا خیال کسی زیر بحث مسئلہ پر اسکی تشریح کا بھی مانع رہا ہے تو یہی ہم اس
 مقدمہ پر کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہمارا مطلب ناظرین کرام اچھی طرح سمجھ لیں۔

حقیقت الاسلام داخل الاسلام کے بیان کو رد و رد رکھتے ہوئے ہیں اس بات کا اعلان کرنا فردی معامد ہوتا ہے
 کہ اہل قبلہ کے جملہ مقبولات کم از کم دو حضرت محمد کے ناموں سے منسوب ہیں۔ ایک حضرت محمد سلامی ہے وہ۔ واعظ اسلام
 یحیت ہو آپ کا قرآن قرآن محکم ہے۔ آپ ایک سچی خاتون حضرت خدیجہ کے شوہر تھے۔ آپ کے والدین کا نام عبیدہ السد
 آمنہ تھا۔ آپ سچی منبری رسول تھے۔ آپ کی کوششوں سے اہل تحف دین اسلام یحیت کی حقانیت کے اقراری
 ہوئے تھے۔ پس ہر ایک سچی اس واعظ اسلام و یحیت کی عزت کرے۔ قرآن محکم کی تعظیم کرے۔ یہی وہ باتیں ہیں
 جو اہل قبلہ تک پہنچنے کے لئے ہمارا رستہ بنائی ہیں۔ دوسرے حضرت محمد یحیت کے نبی رسول ہیں جنہوں نے قرآن مشابہ کے
 ساتھ حقیقت کی حقیقت کے عقائد و رسوم کی تائید و تصدیق کر کے یہودیت و مسیحیت کی کیا تکفیر کی ہے۔ ہم یحیت
 کے نبی رسول کی نبوت و رسالت سے کچھ سروکار نہیں۔ اس اہل قبلہ کے فیصلہ کے لئے چھوڑا گیا ہے۔ پس ہم اہل
 قبلہ کی جملہ باتوں تک پہنچنے کے لئے واعظ اسلام حضرت محمد سچی رسالت ماننے کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ ایسے ہی
 قرآن محکم کی سچائی کا اقرار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ہمیں مجبور کرنے والی وہ صداقت ہے جو ہم اس کتاب کے
 پہلے دو حصوں میں بیان کرتے ہیں جسے سوم قرآن مشابہ کے بیان کا جامع ہو گا۔

آخر میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ یحیت و الاسلام اس کتاب کے وسیلے سے برادران اسلام کو دین اسلام کی مسرت و
 سے منور فرمائے۔ انہیں غیر اسلام کی غلامی سے جہالت حنیف سے غلامی بخشنے۔ انکو شہادت اسلام کی جے
 سیوسحیح کہتے ہیں پوری پہچان و فراہم داری عطا فرمائے۔ تاکہ بنی اسحق و بنی اسمعیل ایک ساتھ یود و باش
 کریں۔ آمین فقط۔
 احقر العباد جندہ غلام مسیح اڈیر ٹیڈر افشال

بھی کہا گیا ہے۔ ایک دین یعنی دین اسلام وہ ہے جو کم از کم حضرت نوح و ابراہیم و اسحق اور اس کی نسل میں ہوتا ہو اور عربی سیمین کی معرفت حضرت محمد تک پہنچا تھا۔ دوسرا دین حنیف حضرت محمد کے آباؤ اجداد کا دین تھا جس کی بابت اعتقاد تھا کہ حضرت ابراہیم عمرانی کا دین تھا۔ مگر اس دین کا تواتر نہ تو حضرت اسماعیل کی نسل میں دکھایا گیا ہے نہ اس اعتقاد کی صحت کا کوئی تاریخی ثبوت ہی دیا گیا ہے۔ البتہ ملت حنیف کی بابت اس قدر ثابت ہو کہ یہ دین عرب کے جمیع بیت پرستوں میں حضرت محمد کے زمانہ میں مقبول تھا عرب کے جملہ غیر یہودی و غیر مسیحی قبائل ملت حنیف کو ہی مانتے تھے چونکہ اہل قبلہ کے جملہ اسب کے جملہ مقبولات میں انہیں دو دشمن مذاہب کے مقبولات کسی نہ کسی طرح سے خلط ملط ہو چکے ہیں اسی وجہ سے اہل قبلہ کے جملہ مقبولات میں تنحالف و تضاد کی کچھ حد نہیں ہے نہ وہ کسی کی نگاہ میں آئی اہل قبلہ کے مقبولات میں قرآن شریف حدیث شریف۔ اجماع و قیاس داخل ہیں۔ تفسیر القرآن۔ عتقائے نامے۔ تاریخ الاسلام شامل ہیں۔ ان تمام میں دین اسلام اور ملت حنیف کا تنحالف و تضاد موجود ہے جو تنحالف و تضاد اہل قبلہ کے مقبولات میں ہو۔ اسی کا اظہار اہل قبلہ کی مختلف ملتوں میں نمودار ہوا ہے۔ اہل قبلہ کے مقبولات میں نہ تو کوئی خالص اسلامی تحریر مل سکتی ہے نہ اکی ملتوں میں کوئی ملت ہی اسلامی ملت ہے جملہ ملتوں میں انفاط اسلام و مسلمان کے سوا اسلام کا کچھ نام نہیں جاتا۔ جو کچھ مانا گیا ہو وہ سب کا سب ملت حنیف کا جزو ہے۔

ہم حقیقت الاسلام و اہل الاسلام میں دین اسلام کی سچی صداقتوں کا سلسلہ و مصدقہ صورت میں ذکر کریں گے اور ملت حنیف اور اس کے اعتقاد و مقبولات کی تکذیب و تحقیق کے نمونے پیش کریں گے ہمارا یہ بیان زیادہ تر قرآن مجسم پر تاریخ الاسلام کی درست روایات پر۔ درست تفسیر القرآن و الحدیث پر مبنی ہو گا پرت حنیف کا بیان حصہ سوم میں کیا گیا ہے دین اسلام یا صرف اسلام کے لغوی معنی و برداری کے ہیں غرض میں اس کے معنی صرف خدا کی فرمانبرداری کے لئے تھے ہیں جسے دوسرے لفظوں میں تسلیم مطلق کہہ سکتے ہیں۔ اس اعتبار سے اسلام نہایت عموماً طور سے خدا کی باوجود شہادت کا بمعنا آیا ہے جیسا کہ ان الذین عند اللہ الاسلام کی آیت سے ظاہر ہے یعنی تحقیق اللہ کے نزدیک دین اس کی فرمانبرداری ہی ہے اہل قبلہ کے جملہ مقبولات میں اسلام کے یہی معنی مقبول و مردوح چلے آئے ہیں۔

مگر اللہ کی فرمانبرداری ہی سوچنے اور سمجھنے کی بات تھی جس پر سچی محققین و اہل قبلہ کے علما کرام نے کم توہر کہ۔ اللہ کی فرمانبرداری بغیر اللہ کے فرمان کو جاننے اور اسے اور ان پر عمل کرنے کے ہر فرد بشر کے لئے محال تھی۔ اللہ بھی اسلام میں وہی مانا گیا جو اپنے فرمانوں اور مشعوذ کا دینے والا تھا۔ دوسرے اللہ کی الوہیت کا بھی اسلام نے اعتراف نہ کیا۔ لہذا قرآن مجسم کی عربی میں حضرت محمد کو نہ صرف اسلام کا ہی بیان کرنا پڑا بلکہ دین اسلام کے اسکانوں کا بھی بیان کرنا پڑا جو کچھ آپ اور نہ کورہ کی بابت دنیا میں سنا گئے تھے اس میں سے ہمیں بھی اہل بعیرت کی آگاہی کے لئے بیان کرنا پڑا چنانچہ اس حصہ میں ہم نے حضرت محمد کے زمانہ سے پیشتر کے عربی مسلمانوں یعنی مسیحیوں کا اُنکی خدا پرستی اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی فصل

عرب میں یہودیت و مسیحیت کا اقتدار

وہ شخص جو دین اسلام کی تحقیق کرنا چاہتا ہے اُسے سب سے پہلے عربی یہودیت و مسیحیت کے حالات تلاش کرنا لازمی امر ہے۔ کیونکہ قرآن عربی یہودیت و مسیحیت سے نہایت قریبی تعلقات ظاہر کرتا ہے۔ اگر عرب میں حضرت محمد کی حیات میں یہ دونوں مذہب پائے نہ جاتے تو ان کے ذکر کا ذکر قرآن میں آنے محال تھے۔ اس وجہ سے دین اسلام کی حقیقت و اہمیت کے سمجھنے کے لئے ہمیں عربی یہودیت و مسیحیت کی مختصر کیفیت یہاں بیان کرنا ضروری ہے۔

جاننا چاہئے کہ عربی یہودیوں کے جو حالات ہم تک ہیں وہ کسی عربی یہودی یا سچی کے تحریر کردہ نہیں ہیں نہ ان کی تحریرات ہم تک پہنچ سکتی تھیں۔ کیونکہ ان کی ہستی تو حضرت محمد کی وفات کے بعد ہی مٹا دی گئی تھی عربی یہودیوں اور مسیحیوں کے جو حالات ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں وہ صرف ان بزرگوں کی معرفت پہنچے ہیں جن کو اسلام و مسلمانی کا دعویٰ تھا ہم ان بزرگوں کے شکر گندہ ہیں جنہوں نے عربی یہودیوں اور مسیحیوں کے کچھ حالات جو ان کے ہاتھ چھوئے تھے ان کے بعد کی پشتوں کے لئے رہنمائی کا کام کریں۔ ذیل میں ہم ان کے مختصر حالات ہمیں ناظرین کرتے ہیں۔

۱۔ عرب میں یہودی مذہب اور اس کا غلبہ۔ قرآن شریف اور دیگر کتب سے یہ بات صفائی سے معلوم ہوتی ہے کہ عرب میں حضرت محمد کی پیدائش سے پیشتر سے یہودی قوم کا ایک گروہ آباد تھا۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں اس گروہ کا زبردست اثر و تسلط تھا۔ ان کی عرب میں ایک زیر دست ریاست تھی۔ وہ ریاست البیہ (بئر) تھی کہ مکہ کی ریاست کے بھگوانوں کو پناہ دے سکتی تھی۔ یہ تمام باتیں سرسید مرحوم کے بیان ذیل سے بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ سرسید فرماتے ہیں۔

یہودی مذہب کو شام کے یہودیوں نے عرب کے ملک میں شائع کیا تھا جو اس ملک میں جا کر آباد ہوئے تھے۔ بعض مصنف نادان جب جوأت کر کے یہ راوی دیتے ہیں کہ ایک قوم بنی اسرائیل کی اپنے تہمتے

حقیقت الاسلام کے مضامین کی فہرست

تحقیق الاسلام حقیقت الاسلام۔

پہلی فصل۔ عرب میں یہودیت و مسیحیت کا اقتدار دوسری فصل۔ خفیت کے مرکز مکہ میں مسیحیت کا دخل

تیسری فصل۔ حضرت محمد کے مسیحوں سے تعلقات اور ربط و ضبط

چوتھی فصل۔ حضرت محمد کے زمانہ کے عربی عجیبہ و غریب حالات پانچویں فصل۔ نیابج القرآن محکم۔

دفعہ ۱۔ حضرت محمد کے لئے خفیت پر ایک سبق دفعہ ۲۔ حضرت محمد کے مسیحوں نے قرآن حکم کھلایا

چھٹی فصل۔ حضرت محمد کی آبائی مذہب سے دستبرداری اور دین اسلام کی تابعداری کا اعلان۔

ساتویں فصل۔ حضرت محمد اور مسیحوں میں رشتہ داری اور اکل و شرب

آٹھویں فصل۔ دین اسلام اور اس کے ارکان کی تشریح۔

دفعہ ۱۔ قرآن میں اسلام کی تعلیم دفعہ ۲۔ مسیحیت یا اسلام کے ارکان کا بیان

نویں فصل۔ دلائل علیہا کی تفسیر میں بخوبی بایں کی تصدیق۔ دسویں فصل۔ دلائل علیہا کے مفہوم میں عیسیٰ من قبلہ کی تشریح

گیارہویں فصل۔ دلائل علیہا کے مفہوم میں کلمہ شہادۃ کی تفسیر بارہویں فصل۔ دلائل علیہا کے مفہوم میں بایں کے ہمارے عقائد

دفعہ ۱۔ بایں کا نام کلمہ ہے

دفعہ ۲۔ کلمت اللہ کلمتہ بایں کے خطاب میں

دفعہ ۳۔ منہ اللہ بایں کا خطاب ہے۔

دفعہ ۴۔ آیت و بنات بایں کے خطاب میں۔

دفعہ ۵۔ بایں کے مختلف خطابوں کی فہرست

دفعہ ۶۔ بایں سلطان مبین ہے۔

دفعہ ۷۔ بایں کا نام علم ہے۔

دفعہ ۸۔ بایں کا خطاب رسول میں ثلاث ہے۔

دفعہ ۹۔ بایں کا خطاب ضیاء آیا ہے۔

تیرھویں فصل۔ دلائل علیہا کے مفہوم میں سے بایں کا علم۔ چودھویں فصل۔ دلائل علیہا کے مفہوم میں بایں کی مہلت

پندرھویں فصل۔ دلائل علیہا کے مفہوم میں سے قرآن بایں کا جانشین نہیں ہے۔

سولھویں فصل۔ حضرت محمد کے بعد سے اُن کے ماننے والوں کی تفسیر اور تیسری فصل۔ حضرت محمد کے متروکہ و متعینہ مسائل

کیا جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں سے رابطہ اتحاد رکھتے ہیں اور ہماری ان سے دوستی ہو۔ اس پر آنحضرت نے اسلام کی تعلیم پیش کی اور قرآن کے چند مقامات ان کو پڑھ کر سنائے۔۔۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم مدینہ کو جاویں اور لوگوں کو اسلام کی طرف مدعو کریں اور اگر خدا ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرے اور وہ ایمان لادیں تو اگلے سال حج کے موقع پر جو کچھ نتیجہ ہوگا عرض کریں گے۔ جلال الدین سیوطی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نو عمر یہودیوں کو سورہ یوسف سنائی تھی۔۔۔ دوسرے سال جب پھر حج کا وقت آیا تو مدینہ کے حاجیوں میں بارہ انصار تھے۔ انہوں نے بھی آنحضرت سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آنحضرت کی تعلیم کو ملتے اور فرمانبرداری کے باب میں انہوں نے قسمیہ قرار کیا کہ ہم سوا واحد خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کریں گے۔ چوری زنا کاری اور بیکپکشی سے دست بردار رہیں گے۔ ہر حالت میں بگ کوئی دھتھام سے پرہیز کریں گے اور کسی نیک کام میں رسول خدا کے نافرمانہ وار نہ ہوں گے۔ اس عہد کو عقی کا عہد اہل کہتے ہیں۔ کشف الغم ان صفحہ ۶۰۷، ۶۰۸ میں نے دکھایا کہ مکہ میں حضرت محمد سے عہد و پیمان کیا گیا اور ہم نے کہا کہ یہ انصار یہودی ملت رکھتے تھے۔ اس کی بابت سرتیہ آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ** کی ذیل میں قراتے ہیں یہ آیت انصار کے لئے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بھائی بنی فریظہ کے تھے۔ جب انہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر یہ کہ **قَالَ الْإِصْحَامُ الذَّارِئِي فِي تَفْسِيرِ الْكَبِيرِ وَالشَّيْبُ فِيهِ أَنَّ الْأَنْصَارَ بِالْمَدِينَةِ كَانَ لَهُمْ فِي نَبِيِّ قُرَيْشٍ سَرْمَاعٌ وَحَلَفَتْ وَمُؤَدَّةٌ فَقَالُوا لِلرَّسُولِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَلَّى فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ هَذِهِ الْأَيَّةُ**۔ یعنی کہا امام ازی نے اپنی تفسیر کہہ میں اور سب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو بنی فریظہ کے ساتھ ہمیشہ لگی اور دینی بھائی ہونا تھا اور دوستی ان کے ساتھ تھی تو انہوں نے آپ عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کس کو دوست کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین کو۔ تو نازل ہوئی یہ آیت۔ دیکھو احکام طعام اہل الکتاب صفحہ ۵۰۵۔

یہی نتیجہ انصار کی بابت سنن ابی داؤد سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں ایک حدیث یوں آئی ہے بن عباس سے روایت ہے کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا جو بت پرستی کرتا تھا۔ ان کے ساتھ یہود کا بھی ایک قبیلہ تھا جو اہل کتاب تھے اور یہ انصار ابن یہودیوں کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے علم کے لحاظ سے انصار بہت سی باتوں میں یہود کی پیروی کیا کرتے تھے۔

پھر ابن عباس سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ جس عورت کی اولاد نبییتی تھی وہ منست نامتی تھی کہ اگر میرا بچہ جو بچا تو میں اس کو یہودی کروا دوں گی۔ پس جب بنی نضیر یہودی جلا وطن ہونے لگے تو ان میں انصار کے

سے علیحدہ ہو کر ملک عرب میں جا بسی تھی۔ اور وہاں اکثر قوموں کو اپنا مذہب ملقبین کیا۔ مگر یہ راجی مہمت سے بالکل معز ہے۔ پہل یہ کہ یہودی مذہب عرب (میں) ان یہودیوں کے ساتھ آیا تھا جو مینیسوس صدی دہائی میں یا پانچویں صدی قبل حضرت مسیح بخت نصر کے ظلم سے جو ان کے ملک اور قوم کی تحریب کے درپے ہوا تھا بھاگ گئے تھے اور شمال عرب میں بمقام خیبر آباد ہوئے تھے ۛ

تھوڑے عرصہ بعد جبکہ ان کی مضطرب حالت نے کسی قدر سکون اور قرار پیدا انہوں اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کیا اور قبیلہ کنانہ اور حارث ابن کعب اور کنہہ کے بعض لوگوں کو اپنے مذہب میں لائے ۛ جبکہ ۶۵۰ء دہائی میں ۳۵۰ء قبل حضرت مسیح کے مین کے بادشاہ ذونواس حمیری نے مذہب یہود اختیار کیا تب اس نے اور لوگوں کو بھی بالجبر اس مذہب میں داخل کر کے اس کو بہت ترقی دی۔ اس زمانہ میں یہودیوں کو عرب میں بڑا اقتدار حاصل تھا اور اکثر شہر اور قلعے ان کے قبضہ میں تھے۔ خطبات احمد صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ ۛ جس وقت حضرت محمد مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے پر تھے۔ اس وقت اس کا قرب دور یہودی قوم کے سرداروں پر منقسم تھا اور ان کا ایسا کثیر وسیع اثر تھا کہ کفار مکہ بھی بغیر ان سے صلح و مصالحت کا عہد رکھنے کے گذارہ نہ کرتے تھے۔ یہ بات آسانی سے ان جنگوں سے ثابت ہو سکتی ہے جو مدینہ میں درپیش آئے تھے۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں ذیل کے یہودی قبائل حکومت میں اعلیٰ حصہ رکھتے تھے۔ بنی عوف۔ بنی سجار۔ بنی حارث۔ بنی حنظل۔ بنی غالب۔ بنی اوس۔ بنی نضیر۔ بنی قریظہ۔ بنی قریظہ۔ بنی کنانہ۔ اہل تھامہ۔ عطفان۔ اہل نجد۔ دیکھو تفسیر القرآن بالقرآن مستفہ ۛ اکثر علی الحکیم خان صفحہ ۵۹۹۔ ۱۳۱۴ تک۔ ان اوراق میں مدینہ کے یہود کے قبائل مذکور کی اور ان کے عہد و پیمان اور بعد کو جنگ و جدل کی مفصل کیفیت ملیگی اور یہ سب اس کیفیت پر اضافہ ہے جو مرثیہ نے بیان فرمائی تھی۔ اس اختصار کو پیش کرنے کا مقصد اس بات کو دکھانا ہے کہ مدینہ ہجرت کے وقت یہودی حکومت کا گویا دار الخلافہ بنا ہوا تھا اور غیر یہودی عرب اس کے گرد و نواح آزادگی نہ رکھتے تھے ۛ

اس کے سوا تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ انصار کے نام سے مشہور تھے جو حضرت محمد کو مدینہ میں امن دینے کا وعدہ کر کے بر وقت ہجرت آپ کو مدینہ لے گئے تھے وہ بھی یہودیوں کے سوانہ تھے۔ ان کا مختصر قصہ یہ ہے

۶۲۰ء میں عین اس وقت جبکہ عرب کے بت پرستوں کے لئے کعبہ کے لئے سالانہ حج کا موقع تھا آنحضرت نے چند مدنی مسافروں کو دیکھا اور ان سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ حوزہ جی میں اور مدینہ میں ہمارے درمیان باہمی حسد و کینہ کی آگ مشتعل ہے۔ شاید ہمارے لوگوں کو تیرے وسیلہ سے خدا ملا دے جس ایمان کے ہم خود متفق ہیں اس کی طرف ہم ان کو مدعو کریں گے اور اگر خدا ان کو تیری طرف کر دے اور وہ تجھ پر ایمان لے آویں تو ضرور دوسرے پر غالب ہو گا۔ پھر آپ نے ان سے ایک اور سوال

ایک جادوگر تھا سو جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اُس نے بادشاہ سے کہا کہ میں بڑھا ہو گیا ہوں سو میرے پاس ایک لڑکا بھیج کر اسکو میں جادو سکھلاؤں سو بادشاہ نے اُس کے پاس ایک لڑکا بھیجا کہ اسکو وہ جادو سکھلاتا تھا تو اُس لڑکے کی آمد و رفت کی راہ میں حضرت عیسیٰ کے دین کا ایک درویش تھا جس کی طرف ہرگز نہ جاتا اور اُس کے پاس بیٹھتا پھر جب جادو گر پاس جاتا تو جادو گر اُس کو مارنا سوار کے لئے جادو گر کے سامنے کا درویش کے پاس گھل گیا تو درویش نے کہا کہ جب تو جادو گر سے خوف کھا دے تو کہا کر کہ میرے گھروالوں نے مجھے روکا تھا اور جب تو اپنے گھروالوں سے ڈرے تو کہا کر کہ جادو گر نے مجھ کو روکا سو اسی حال میں وہ رہا کرتا تھا۔

کہ ناگاہ وہ ایک قد آور جانور پر گزرا کہ اُس نے لوگوں کو آمد و رفت سے روکا تھا سو سوار کے لئے کہا آج میں دریافت کرتا ہوں کہ جادو گر افضل ہے سو اُس نے ایک تھیل لیا اور کہا آہی اگر درویش کا طریقہ تیرے نزدیک پسندیدہ ہو جادو گر کے طریقہ سے تو اس جانور کو قتل کر تا کہ لوگ چلیں پھریں پھر اُس کو مارا سو اُس کو قتل کیا۔ اور لوگ چلنے پھرنے لگے پھر وہ لڑکا درویش پاس آیا اور اُس کو یہ حال بتلایا تو درویش نے اُس سے کہا کہ اے بیٹا تو مجھ سے افضل ہے مگر تیرا متبہاں تک پہنچا کہ مجھ کو نظر پڑا اور مفرغ قریب تو آیا جاکر سو اگر تو آزما یا جادو تو مجھ کو نہ بتلائیو اور اس لڑکے کا یہ حال تھا کہ اندھے اور کور بھی کو چنگا کرتا تھا اور لوگوں کے علاج کرتا تھا فقیرم کی بیماری سے توبہ حال بادشاہ کے ایک مصاحب نے سنا وہ اندھا ہو گیا تھا تو اُس کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہا کہ جہاں کہ یہاں ہو وہ سب تیرے واسطے ہو اگر تو مجھ کو چنگا کر دیوے لڑکے نے کہا کہ میں کیسے چنگا نہیں کرتا چنگا کرنا تو خدا ہی کا کام ہے سو اگر تو خدا کا ایمان لاوے تو میں خدا سے دعا کروں تو وہ تجھ کو چنگا کر دیوے گا۔ سو وہ مصاحب خدا کا ایمان لایا تو خدا نے اُسے چنگا کر دیا پھر وہ مصاحب بادشاہ پاس گیا اور اُس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا تو اُس سے بادشاہ نے کہا کہ کس نے تیری آنکھ روشن کر دی مصاحب نے جواب دیا کہ میرے مالک نے۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا بھی تیرا کوئی مالک ہے۔ وہ مصاحب نے کہا کہ میرا مالک اور تیرا مالک خدا ہے سو بادشاہ نے اُس کو پکڑا سو ہمیشہ اس کو مارا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس نے رات کو نہ سلا دیا سو وہ رات کا بلا گیا تو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اے بیٹا تیرے جادو کا یہ مرتبہ پہنچا کہ تو اندھے اور کور بھی کو چنگا کرنے لگا اور تو ایسا کرتا ہے اور دیا کرتا ہے۔

حضرت نے فرمایا تو اُس لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو چنگا نہیں کرتا چنگا تو خدا ہی کرتا ہے سو بادشاہ نے اُس لڑکے کو پکڑا اور ہمیشہ اُس کو مارا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے درویش کو تھلا دیا سو وہ درویش پکڑا آیا اور اُس سے کہا کہ تو پلٹ اپنے دین سے سو اُس نے انکار کیا۔ سو بادشاہ نے ایک آ رہ منگایا اور درویش کی چانہ پر رکھا اور اُس کو چیر ڈالا یہاں تک کہ دھڑکے دھڑکے پھر وہ لڑکا بلا گیا تو اُس سے کہا کہ

رہا کے بھی موجود تھے۔ انصار بولے کہ ہم اپنے لڑکوں کو تھپڑ پیٹیں گے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ازل کی کہ
 دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں۔ انبیاء علیہم السلام ؑ

مدینہ میں یہودی مذہب اور یہودیوں کے اثر کی یہ اشغال کافی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہودی ریاست کی عربی رعایا نے خدا پرستی کی بابت یہودیت سے ضرور اس قدر سیکھا کہ اُن کی ملت حنیف کی باطل پرستی میں بہت اصلاح ہو گئی تھی۔ بلکہ عرب لوگ یہودی ملت کے معقد ہو گئے تھے۔ مگر عرب میں یہودیوں اور مسیحیوں کے باہمی رشتے خوشگوار نہ تھے۔ یہودیوں کے مسیحیوں پر جو مظالم عرب میں ہوئے اُن کی قرآن سے ایک مثال دی جاتی ہے لکھا ہے۔ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ قَتَلَ أَصْحَابَ الْأُخُودِ حَالَ تَارِخَاتِ الْوُقُودِ اذْهَبُوا عَلَيْهِمْ قُودٌ وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنِينَ شُكُّوا طَوْماً لَقَمُوا مِنْهُمْ اَلَا اِنَّ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ الْعِزُّ الْقَبِيْذُ الَّذِيْ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوَّ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَنِيْذُ اِنَّ الَّذِيْنَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوْا اَقْلَهُمْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْخٰزِنِ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ طَخَلَاكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ط

قسم ہے آسمان کی جس میں یوحہ ہیں اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے اور وہ حاضر ہونے والے کی جس پاس حاضر ہو دیں مارے جائیں کھائیاں کھودنے والے آگ بھری ایندھن سے۔ جب وہ اُس پر پٹھے اور جو کچھ وہ کرنے مسلمانوں سے سامنے دیکھتے اور اُن سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اُسی کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے خوبیوں سراہا جس کا راجہ جو آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز جو دین سے بچلانے لگے ایساں دال مردوں کو اور توبہ نہ کی تو اُن کو عذاب ہے ورنہ کا اور اُن کو عذاب سزاگ لگی کا جو لوگ یقین لائے اور کس انہوں نے مصلانیاں ان کو باغ میں بہتی ہیں نیچے نہیں۔ یہ بڑی مراد ہے مانی۔ سورہ بروج ۴

موضع القرآن میں آیا ہے۔ ایک بادشاہ کا لیپا لاک بیٹھا تھا بادشاہ اُس کو بھیجتا ساہرا پاس کہ سحر سیکھو وہ بیٹھا ایک اسب پاس جانے لگا کہ انجیل سیکھو۔ اللہ نے اُس کو کمال دیا کہ شیر اور سانپ اُس کا کہاں تھے۔ اور کوڑھی اُس کے چھوڑنے سے نہیں ہوتی اور اُس کے ہاتھ سے بہت خلق الٰہی پر اور حضرت عیسیٰ پر ایمان لائی۔ بادشاہ عقابت پرست یہ بات سُکر اس لیپا لاک کو مار ڈالا۔ پھر شہر میں ہر محلے کے آگے کھائی کھدوائی۔ اسے آگ سے بھرا محلے میں سے مرد اور عورتیں پکڑ کر منگنا جو بیت کو سجدہ نہ کرتا اسے آگ میں ڈالتا۔ ہزاروں آدمی شہید کئے جب اللہ کا غضب آیا وہی آگ پھیل پڑی۔ بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے تفصیل اس اجمال کیوں آئی ہے۔

مسلم ہیں۔ دہلی کے حکمرانوں نے فرمایا کہ تم سے آگے ایک بادشاہ تھا اور اس کا

تحریف التفران کے مصنف نے ایک بیان تفریح عام سے نقل کیا ہے جو قصہ مذکور کی حقیقت کو زاریخی رنگ دیتا ہے اور وہ بیان یوں آیا ہے۔

”کہ جب ملک عرب میں بخران کے لوگ نصاریٰ ہو گئے۔۔۔ نوہودی بادشاہ نو نواس اُن سے ایسا ماریض ہوا کہ اُس نے اور اُن کے نوکروں نے کھانیاں کھدائیں اور اُن میں آگ روشن کی۔ اور اُن میں ۱۲ ہزار عیسائیوں بخران کو جلا کر مار ڈالا۔ فقط اس لئے کہ وہ خدا پر موافق دین عیسوی کے ایمان لائے تھے اور انہوں نے دین عیسوی سے انکار نہ کیا تھا اور یہودی نہ بنے تھے۔ یہ حادثہ ملک عرب میں ستر برس پہلے پیش محمد صاحب کے واقع ہوا تھا“

۲۔ عرب میں مسیحیت کا غلبہ و راقنذار۔ عرب میں حضرت محمد کی پیدائش سے پیشتر سے صرف یہودیت ہی موجود نہ تھی بلکہ مسیحیت کا یہودیت سے بھی زیادہ اقتدار تھا۔ قرآن وغیرہ دینی کتب مسیحیوں کے حالات سے پُر ہیں۔ اُن کے حالات عجیب و غریب تھے کہ وہ قرآن شریف میں مقبول صورت رکھتے ہیں۔ اس کے سوا سر تیسرے مروجہ نے اپنے خطبات میں عربی مسیحیوں کی حسب ذیل کیفیت بیان فرمائی ہے:-

”سر تیسرے مسیحیوں کے عرب میں آنے کی بابت اپنی جدید تحقیقات کے نتائج قلمبند فرمائے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ یہ بات محقق ہو کہ عیسوی مذہب نے تیسری صدی عیسوی میں ملک عرب میں دخل پایا تھا۔۔۔ اور وہ لوگ ترک وطن پر مجبور ہوئے تھے تاکہ اور کسی جگہ جا کر پناہ لیں۔۔۔ اول مقام جہانکہ یہ جہاں گئے ہوئے آباد ہوئے تھے بخران تھا اور اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے معتد بہ لوگوں نے عیسوی مذہب قبول کر لیا تھا۔ خطبات ۱۲۲-۱۲۳“

سوید نے اہل بخران کے عیسوی ہونے کی کیفیت کو ظلم انداز فرمایا تھا۔ پر ہم آسے مولانا مولوی نجم الدین سیواری کی کتاب رسوم جاہلیت سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے:-

اہل بخران ایک لمبے درخت کو پوجتے تھے جس کے پاس ہر سال ایک میلہ لگتا تھا اور عید منائی جاتی تھی جب وہ عید آتی تھی تو اُس درخت پر عمدہ عمدہ کپڑے اور عورتوں کے زیور لٹکاتے تھے پھر وہاں جمع ہو کر اسے پوجتے تھے۔ اس درخت کی پوجا موقوف ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس درخت کو ایک عیسائی نے خرید لیا تھا جس کا نام فیرون تھا۔ بیشخص بخران کے شرفا میں سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا۔ بڑا عابد و زاہد اور صاحب کشف و کرامات تھا۔ رات کو اٹھ کر اپنے گھر میں میں اُس کو اُس کے آقا نے رکھا تھا تہجد پڑھا کرتا تھا جب رات کو تہجد پڑھنے کو بکھڑا ہوتا تو اُس کا گھرانہ اُٹھ کر آسمانی سے چمک جاتا اور صبح تک نور سے معمور رہتا۔ اتفاقاً کسی روز اُس کے گھر کی روشنی اور چمک دمک اُس کے آقا نے بھی دیکھ لی اور جو کچھ

اپنے دین سے پلٹ جا سواُس نے نہ مانا سو بادشاہ نے اُس کو اپنے چند مصاحبوں کو دیا اور کہا کہ اس کو فلا نے فلا نے پہاڑ کی طرف لیجاؤ اور اس کو پہاڑ پر چڑھاؤ پھر جب پہاڑ کی چوٹی پر تم پہنچو سو اگر یہ لڑکا اپنے دین سے پھر جاوے تو بہتر ہے اور نہیں تو اس کو جھکیل دو سو وہ اُس کو لے گئے اور پہاڑ پر اس کو چڑھایا تو لڑکے نے کہا کہ ابھی مجھ کو ان کے شر سے بچا جس طرح کہ تو چاہے سو پہاڑ نے اُن کو خوب بلایا اور وہ لوگ مگر بڑے اور وہ لڑکا بادشاہ پاس چلا آیا سو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ کیا حال ہو اتیرے ساتھیوں کا۔ اُس نے کہا کہ خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا۔

سو بادشاہ نے اُس کو پھر اپنے چند مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو لیجاؤ اور اس کو ناؤ پر چڑھاؤ اور اس کو دریا کے اندر لیجاؤ سو اگر یہ اپنے دین سے پھر جاوے تو خوب ہے اور نہیں تو اس کو دریا میں ڈال دو۔ سو وہ لوگ اُس کو لے گئے سو لڑکے نے کہا کہ ابھی مجھ کو ان کے شر سے بچا جس طرح کہ تو چاہے سو اُن کو بیکر ناؤ ڈھونڈا ہوئی تو وہ لوگ ڈوب گئے اور وہ لڑکا بادشاہ پاس چلا آیا۔ تو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا حال ہوا۔ اُس نے کہا کہ خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا۔

پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھ کو نہ مار سیکے گا یہاں تک تو وہ کام کرے جو میں تجھ کو بتاؤں۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے اُس نے کہا کہ توب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرا اور ایک کھنبے پر تجھ کو سولی دے پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے پھر تر کو کمان کے اندر رکھ پھر کہہ کہ خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہے مارتا ہوں۔ پھر مجھ کو تیر مار سو اگر تو یہ کام کرے گا تو مجھ کو قتل کر سکیگا۔

سو بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اُس لڑکے کو ایک کھنبے پر سولی دی پھر اُس نے اُس کے ترکش سے تیر لیا پھر تر کو کمان کے اندر رکھا پھر کہا کہ خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہی میں مارتا ہوں پھر اُس کو تیر مارا سو اُس کی کنبٹی پتیر لگایا سو لڑکے نے اپنے ہاتھ اپنی کنبٹی پتیر کے مقام پر رکھے سو مرنے لگا۔ تو لوگوں نے کہ ہم لڑکے کے مالک کا ایمان لائے ہم لڑکے کے مالک کا ایمان لائے ہم لڑکے کے مالک کا ایمان لائے پھر خواب میں بادشاہ سے کسی نے کہا کہ تو نے دیکھا جس کا تجھ کو ڈر تھا خدا کی قسم مقرر تجھ پر تیرا پرہیز اور تیرا ڈر گر پڑا البتہ لوگ تو ایمان لا چکے سو بادشاہ نے خندق کھودنے کا راہوں کے ناگوں چلے دیا۔ سو خندق کھودی گئی اور اُس نے اُس کے اندر خوب آگ بھروائی اور کہا کہ جو شخص اپنے دین سے نہ پھرے سو اُس کو خندق میں جھکیل دو۔ یا کہ یوں کہا جاوے کہ اُس میں گر پڑے سو لوگوں نے دیا ہی کیا۔ یہاں تک کہ ایک عورت آئی۔ اور اُس کے ساتھ اُس کا ایک لڑکا تھا سو وہ عورت پیچھے ہٹی تاکہ خندق میں نہ گرے تو لڑکے نے اُس سے کہا اے ماں تو صبر کر اس واسطے کہ تو حق دین پر ہے۔ مشارق الانوار حدیث ۱۷۱۲

میرج دلائل کر رہا ہے کہ ملک عرب میں حضرت محمد کی پیدائش کے زمانہ کے قریب اہل کتاب کا ملک اور دینی طور سے بڑا ہی اثر و اقتدار تھا۔ اس بات کو ہم مندرجہ بیان کی سند سے ہی نہیں مانتے بلکہ بسنے قرآن تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن میں آیا ہے۔ اَمْ لَهُمْ نُصِيبٌ مِّنْ اَلْمُلْكِ نَازِلًا اَلَا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيْلًا۔ یعنی کیا ان کا اہل کتاب کا ملک میں کوئی حصہ ہو۔ وہ لوگوں کو تل برابر زمین نہیں دیتے ہیں۔ نساہ رکوع پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص عرب جو یہودیت و مسیحیت سے جہد اپنی ہستی کی حفاظت کرنے میں کوشاں تھے وہ مسیحیت کے عربی اقتدار سے خصوصاً اور مسیحیت و یہودیت کے اختیار و اثر سے عموماً نہایت دل تنگ تھے۔ وہ اس بات کو مانتے اور یقین کرتے تھے کہ یہودیت و مسیحیت نے اُن کے لئے تل برابر ملک نہ چھوڑا تھا جن پر اُن کا قبضہ نہ ہو۔ اس کے ساتھ حنفیت کے دلائل اس بات کو بھی جانتے اور مانتے تھے کہ یہودیت و مسیحیت عربی ملتیں نہیں ہیں۔ نہ اُن کا عرب میں حصہ ہے۔ بحوالہ تاریخ العرب کتاب رحمۃ اللعالمین کا مصنف جلد اول کے صفحہ ۱۷۷ کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔

عیسائیت کو سنہ ۳۳ء میں بنو غسان نے قبول کیا اور پھر عراق عرب۔ یمن اور صحرائی فاران و دمنہ الجندل اور فرات و دجلہ کے درمیان میں یہ مذہب پھیل گیا۔ اور اس دین کی اشاعت میں نجاشی اور قیس نے ملکر کوشش کی۔ ۳۹ء میں اس کی اشاعت پریطازور دیا گیا تھا اور یمن میں انجیل بکثرت پھیل گئی تھیں۔ صفحہ ۳۹۔ پھر یہی مصنف لکھتا ہے۔

کہ اس طرف چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی عیسائیوں کی تھیں۔ مثلاً کیدر و دمنہ الجندل میں حکمران تھا۔ یوحنا ابلیہ کا فرزند تھا۔۔۔۔۔ اہل اذرج بھی عیسائی تھے۔ کتاب و جلد ایضاً صفحہ ۳۴۸ کا حاشیہ۔

حالات مندرجہ صدر عربی مسیحیت کی عربی فتوحات کی کیفیت کا کافی ثبوت ہیں۔ قرآن عربی میں جو اہل کتاب کی فتوحات کے خلاف ایک شکایت دیکھی گئی ہے وہ بت پرست عربوں کی ہزار ہا فریادوں کا واحد مجموعہ ہے۔ مسیحیت نے ملکی ریاست کو چھوڑ کر عرب کے ملک کے ایک بڑے حصہ پر نہ صرف قبضہ کر لیا تھا بلکہ اُس کی آبادی کے بڑے حصہ کو مسیحی بنالیا تھا۔ تمام عرب میں مسیحی ریاستیں بھری تھیں۔ امن و سلامتی کی فراوانی تھی۔ مسیحی طیب و اعظم غیر مسیحی قبائل کو انجیل سنایا کرتے تھے۔ اس مسیحی خدمت کو مسیحی حکمران طاقت و نفوذ دیا کرتے تھے۔ ان میں ہترائیت کے اصحاب موجود تھے جو کفار مکہ کی آزاد ریاست میں انجیل بشارت دیا کرتے تھے۔ ان حالات و اسباب کی موجودگی میں عرب کی بات خدا کے کلام کی مندرجہ ذیل نبوتیں حضرت محمد کی پیدائش سے پیشتر ہی تکمیل کو پہنچ چکی تھیں۔

۳۔ عرب کی بابت بائبل کی نبوتوں کی تکمیل۔ یسعیاہ لکھتا ہے۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اُسے دوائیوں کے قافلو پانی لیکے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ ۱۔ ۷۔ تپاکی سزمین کے باشندہ روٹی لیکے بھاگے۔ ۷۔ ۱۔ کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وہ تلواروں کے ساننے سے نکلے ہوئے

اُس نے دیکھا اِس سے اُس کو سخت تعجب ہوا۔ اِس لئے اِس کے اُتانے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ اِس کے دین کی برکت ہو۔ اِس سے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے؟ فیمن نے کہا کہ میں عیسائی ہوں اور تمہارا دین باطل ہے۔ یہ درخت جسے تم پرچتے ہو نہ کسی کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہو اور نہ نفع اور اگر میں اپنے مالک سے جسے میں چاہتا ہوں اِس درخت پر بد دعا کروں تو وہ اُسے ابھی تحس تحس کر دے اور میرا مالک وہ اللہ ہے جو اپنی ذات و صفات میں ایک ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں فیمن کی یہ تقریر سن کر اُس کے اُتانے کہا کہ اچھا تم اپنے خدا سے دعا کرو اگر تم نے ایسا کر دیا تو تم تمہارے دین میں داخل ہو جائیگے اور اپنے دین کو چھوڑ دیجیے فیمن نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں پھر خدا تعالیٰ سے اُس درخت کے لئے بد دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی تیز ہوا چلائی جس نے اُس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اِس وقت سے اہل بخران نے عیسائی دین قبول کر لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنے لگے ۴

اِس کے سوا محمد احسان اللہ العباسی اپنی تاریخ الاسلام میں مذاہب قبل اسلام کے بیان میں لکھتے ہیں۔
 یمن کے مغربی ساحل کی طرف سے کچھ عیسائی گھس آئے تھے بہت سے قبیلے نصاریٰ ہو گئے تھے جن کو عرب تنصرہ کہتے تھے۔ شمال عرب میں بھی شام کی طرف سے عیسائی مذہب پھیل چلا تھا۔ عیسائی قبیلوں کے نام مورخوں نے غسان، ربیعہ، تغلب، بکرو، توتج، طے، کو داع، سکنا، عجران، عرب حیرا لکھے ہیں۔ ملک عرب میں سحیت صرف دینی فتوحات ہی نہ رکھتی تھی بلکہ اُن کے اپنے بادشاہ تھے۔ اُن کی دہاں پر دنیوی بادشاہت بھی تھی۔ نعمان بن منذر بن مار النسا جس کی کنیت ابوقاوس تھی عیسائی ہو گیا تھا۔ اُس نے ملک حیرہ میں ۲۲ برس بادشاہت کی تھی پھر خسرو پرویز کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ اُس کی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت محمد کی پیدائش ہوئی۔ ابوالفدا مترجم جلد اول صفحہ ۲۴ ص ۲۵ غسان میں جو بادشاہ ہو گئے اُسے وہ عیسائی تھا۔ مرہ روم کی طرف سے عامل تھے جنہوں نے غسان کو گرجوں اور خانقاہوں سے پر کر دیا۔ خاص حجاز کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کا نام عبدالمسیح بن ثعلبہ تھا۔ اُس کی بابت سرسید نے لکھا ہے کہ نام سے بلا ریب ثابت ہوتا ہے کہ وہ عیسائی تھا اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ اِس سلطنت کے بادشاہ پانچویں اور چھٹی صدی میں گذرے ہیں۔ خطبات احمد بن عطاء اول صفحہ ۶ و ابوالفدا صفحہ ۱۸۔

اِس میں شبہ نہیں کہ گرجوں اور خانقاہوں وغیرہ کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے۔ لکھا ہے صَوَّاحِجٌ وَ مَبْعُوءٌ وَ مَسْلُوحٌ یُنَادِ کُنْ فِیْہَا اَللّٰہُ کَثِیْرٌ اَیْنِے عبادت مانے اور خانقاہیں اور مسجدیں جہاں کثرت کے ساتھ اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ ج ۶ رکوع۔

غرضیکہ مندرجہ صدر بیان حضرت محمد سے پیشتر آپ کی حین حیات میں عرب کے ورمیان سحیت کے اختیار و اقتدار اور اثر و عبرہ کو ظاہر ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ بیان مذکورہ بالا اِس بات پر

دوسری فصل

حنفیت کے مرکز مکہ میں مسیحیت کا دخل

حضرت محمدؐ کی پیدائش سے پیشتر ہی عرب سہجائی و صدافت کی روشنی سے منور ہو چکا تھا۔ مسیحیت کی معرفت عرب و عراق عرب وغیرہ کے ممالک مسیحیت کے حلقہ بگوش ہو چکے تھے۔ امن و سلامتی اور علم و فضل اور آزادی و حریت عربوں کو ایسی جامع برہنہ تھی جو کہ کبھی ان کو پیشتر نصیب ہوئی تھی اور نہ بعد کو کبھی حاصل ہوئی۔ تمام عرب میں صرف ایک ظلمت و تاریکی کا مرکز باقی رہ گیا تھا اور وہ مکہ کی ریاست اور اس کی بستنیوں کا مجموعہ تھا۔ یہ مرکز بھی سچی داغلیں کی آمد و رفت سے باہر نہ رہتا تھا۔ خاص کہ یہ مسیحیوں کی سکونت تھی وہ مختلف کام کیا کرتے تھے۔ مکہ شریف جو حنفیت کا تہجد تھا اندر کی دیوار پر پیدائش مسیح اور حضرت مریمؑ کی تصویر رکھنا تھا (خطبات احمدیہ معارف سرب پرچم) جس سے یہ بات روز روشن کی طرح ہو جاتی ہے کہ اہل مکہ اپنی حنفیت کے عقائد ملتے تھے تو بھی مسیحیت کی تاثیر سے غیر موثر نہ تھے۔ مکہ شہر میں مکہ شریف کے سوا کسی دوسرے مذہب یا صاف نہیں یا خنفاج کے دنوں میں دور دور سے آتے تھے۔ آج کے ایام مسیحی و اہل علم کے لئے بھی کچھ کہ لچپی کے باعث نہ ہونگے۔ وہ ان دنوں میں ضرور اکراہل کشف کو انجیل مقدس کی بنیاد دیتے ہونگے۔ غرض کہ گویوں کی کہ یہاں سے قدیمیت پرستی کے مذہب کو ماننے والی تھی اور یہ وہیت مسیحیت کے مقابل اپنی ملکی و مذہبی حق کی محافظ تھی۔ تو بھی وہ آپ تو مسیحیت کے غائب اثر سے محفوظ نہ کر سکتی تھی۔ اسے کہہ نہ سکتے۔ مکہ میں مسیحیت کے بانی کو جگہ دینی پڑی تھی۔

اس کے سوا تاریخ الاسلام کے اوراق آج تک اس بات کے شاہد ہیں کہ ریاست مکہ کے دار الخلافہ میں مسیحیت کا اثر یہاں تک غالب ہو چکا تھا کہ حضرت محمدؐ کے لوگوں کے زمانہ میں چند نامی قریش سچی ہو چکے تھے۔ جن کا مختصر قطعہ کتب تاریخ میں حسب ذیل مذکور ہے۔

حضرت کے اقوال و اعمال قلمبند کرنے والوں میں سب سے پہلا مورخ زہریؒ گذرا ہے۔ جس کے علاوہ ہمیں قاتانی تھی۔ اس نے جو کچھ لکھا تھا آنحضرتؐ کے اصحاب کی متواتر روایات سے حاصل کیا تھا۔ بالخصوص عروہ کی سند سے جو حضرت عائشہؓ کے عیڑوں میں سے تھا۔ اس میں تو شک نہیں کہ اس قدر مدت گزر جانے کی وجہ سے ان روایات میں بہت کچھ مبالغہ اور اشتباہ مل گیا تھا تو بھی اگر زہریؒ کی کتاب اس وقت موجود ہوتی تو مبالغہ اس سے ان لوگوں کا بڑا کام بکاتا جو اسلام کی ابتدا کے متعلق حقیقت حال کی کھوج و تلاش میں ہیں۔ کیونکہ وہ کتاب سب سے قدیم اور اس لئے سب سے معتبر سمجھی جاتی۔ زہریؒ کی کتاب تو بالکل ناپید ہو گئی۔ لیکن اس کا ایک شاگرد ابن اسحاقؒ تھا جس نے اس کے اہل بیت کے وفات پائی۔ اس نے اسی مضمون پر ایک اور کتاب لکھی تھی۔

سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا منور ایک س
ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قید اس کی ساری شمت جاتی رہیگی اور تیرا نہ ازلوں کے جو باقی رہے قید
کے بہا و لوگ گھٹ جائیں گے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا ہے۔ ۱۷:۱۳-۱۷

پھر لکھا ہے ہمد سے ہمد تک اور دریا سے انتہا ہی زمین تک اس کا حکم جاری ہوگا وہ جو بیابان
کے باشندے ہیں اس کے سامنے جھینگے اور اس کے دشمن اٹی جائیں گے نرسیس اور جزیروں کے سلاطین ندریں لائیں گے
اور سبا اور سبیا کے بادشاہ دیے گذرائیں گے زبور ۷۲:۸-۸ تک +

دوسری بابت الہامی کلام کسی نے مجھ کو شیر سے پکارا کہ اے نگہبان رات کی کیا خبر ہے۔ اے نگہبان رات
کی کیا خبر ہے؟ نگہبان بولا صبح ہوتی ہو اور رات بھی۔ اگر تم بچھو گے تو بچھو تم بچھو آؤ۔ ۱۱:۲۱
بیابان اس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے صلح کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔
بہاروں کی چوٹیوں پر سے لکھنا کریں گے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے یسعیاہ ۴۱:۱۱

پھر نبی لکھتا ہے کہ قیدار کی ساری پھیریں تیرے پاس جمع ہو گئی منیٹ کے مینڈے تیری خدمت میں حاضر ہونگے
وہ میری منظوری کے واسطے میرے پاس پہنچ جائیں گے اور میں اپنی شرکت کے گھر کو رہیگی وہ نگاہیں ۴۰:۷۔

پھر لکھتا ہے تو میں کہ ۱۰ انت تیرے پاس فراہم ہوگی اونٹوں کی قطاریں میدانِ ارضیہ کی سائنسیاں آ کے
تیرے گرد بے شمار ہوں گی۔ وہ سب جو بائیں آئیں گے وہ سنا اور بائیں لائیں گے اور خداوند کی تعریفوں کی نشانیوں سنائیں گے
۴۰:۷۔ یسعیاہ نبی پھر لکھتا ہے

کیونکہ میں اُن کے درمیان ایک نشان نصب کروں گا اور میں اُن کو جو اُن میں سے بچاؤں گا ان کی طرف بھیجوں گا
یعنی نرسیس اور پول اور لود کو جو تیرا نماز ہیں اور توبل اور یونان کو اور دوسرے بھری مالک کو کہنوں نے میری خبر نہیں سنی
اور میرا جلال نہیں دیکھا وہ قوموں کے درمیان میرا جلال بیان کریں گے ۱۹:۲۶ اسی طرح اگر اسرائیل میں تو میں تیرا سببا
کوشش۔ فوط۔ لود۔ بروض وغیرہ اسماء اہل عرب کی بابت بیانات دیکھے جائیں تو عرب کے لوگوں کی ماہیت ایسی خبریں
کثرت سے مل سکتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں کو اسرائیل کا خدا بنی اسرائیل کے دیلے سے اپنا علم و عرفان
کو عقابا اسرائیل کے انبیاء نے عربوں کی سیدی کو اسرائیل کے دیلے سے دُر کرنے کے ضرور وعدے کئے تھے۔ اُن میں
سے یسعیاہ نبی کے کلام کی چند نبوتوں کے حوالے یہ ناظرین ہیں۔ ان کو پڑھ کر مرآب حق پسندنا طراس بات کو
دیکھ سکتا ہے کہ یہودیت و مسیحیت کی عربی فتوحات میں اور کی مینیں کہاں تک پوری ہو چکی تھیں؟ عربوں نے مسیحیت
مسیحیت کے دیلے سے وہ تمام برکات حاصل کی تھیں جن کا ذکر انبیاء برحق کی نبوتوں میں آیا ہے۔

رائت زید بن عمر ومن فیل شیخا کبیرا مسندا اظهره الی الکعبة وهو یقول یا معشر قریش
والذی نفس زید بن عمر ومیدہ ما اصبح منکم احد علی دین ابرہیم غیری ثم یقول
اللهم لو ان علمای الوجہ احب الیک عبدناک یہ ولکنی کما علمہ ثم یسجد علی ختہ
قال ابن اسحق وحدثت ان ابنہ سعید بن زید بن عمر ومن فیل وعمر بن الخطاب وهو
ابن عمر قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استغفر لوزید بن عمر وقال نعم فانه یغفر
امۃ وحده (وقال زید بن عمر دین فیل فی فراق دین قومہ وما کان لغی منہم فی ذلک)

اربا واحدا لام الف رب	ادین اذا تقسمت الامور
عزلت اللات والعزى جميعا	کذلک یفعل الجدل العبور
فلا عزى ادين ولا بينتها	ولا صغى بنى عمر وادور
ولا غنا ادين وكان ربا	لنا فی الدھر اذ حلی مسير
عجبت وفي السیالی معجبان	وفي الايام یعرفها البصير
بان الله قد اذنی رجلا	کثیرا کان شأنهم الفجور
وابقى اخرين بسير قوم	فیربل منهم الطفل الصغیر
وبينا المر یعد ثاب یوما	کما یتروح الغصن المطیر
ولکن اعبد الرحمن ربی	لیغفر ذنبی الرب الغفور
فتقوا الله ربکم احفظوها	متی ما تحفظوها لا بتول
تروی الا برار دارهم جنان	ولکفار حامیة سعیر
وخزی فی الحیفة وان یموتوا	یلاقوا ما تفتیق به الصلور

(سیرۃ الرسول جلد ۱ صفحہ ۷۶، ۷۷) ترجمہ ابن اسحاق نے کہا کہ ایک روز اپنی عید کے دن
قریش اپنے ایک بت کے پاس جمع ہوئے۔ وہ لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس پر ادنیٰ قربان کرتے اور اس کے
پاس اعتکاف میں بیٹھتے اور گرد اس کے پرکرا کرتے تھے اور یہ عید ان کی ہر سال ایک دن ہوتی تھی۔ ان میں چار
شخص تھے جنہوں نے خفیہ مشورت کر لی اور ان لوگوں سے جدا ہو گئے۔ تب آپس میں انہوں نے ایک دوسرے سے
کہا آؤ ہم لوگ عہد باندھ لیں کہ ایک دوسرے کا راز فاش نہ ہونے دیں۔ ان لوگوں نے کہا بہت خوب۔ ان لوگوں
کے نام یہ ہیں۔ ورق بن نوفل بن اسد بن عبد العزی بن قس بن کلاب بن مرثد بن کعب بن لوئی اور عبیدہ السد بن
عجش بن رباب بن یمر بن عمرو بن مرقہ بن کبیر بن غمر بن دودان بن اسد بن خزیمہ اس کی ماں امیہ بنت عبد المطلب

جوت ب بھی بعد از ان گم ہو گئی۔ مگر اس کے اکثر اجزا ابن ہشام کی کتاب سیرۃ الرسول میں محفوظ رہ گئے ہیں۔ اس
ابن ہشام نے ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ہم اسی کتاب کے حفا رک کچھ تھوڑا سا حال یہاں نقل کرتے ہیں
قال ابن اسحق واجتمعت قریش یوما فی عید لحم عند منم من امنا مہم کانو یظنونه یفخروا کہ
ولیعنفون عندہ وید یرون بہ وکان ذلک عید الہم فی کل سنة یوما فخلص منہم اربعۃ نفر نجی اثم
قال بعضهم لبعض تصادقوا ولبیکتم بعضکم علی بعض قالوا اجل وھم ورقہ بن نوفل بن اسد بن العزی
بن قصی بن کلاب بن مرثد بن کعب بن لوی۔ وعبید اللہ بن جحش بن رباب بن یمر بن صبرہ بن مرثد بن
کبیر بن غنم بن درودان بن اسد بن خریفۃ وکانت امہ امیمہ بنت عبد المطلب وعثمان بن
الحویرث بن اسد بن عبد العزی بن قصی وزید ابن عمر وابن نفیل بن عبد العزی بن عبد
بن قریظ بن رباح بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی فقال بعضهم لبعض تعلموا واللہ ما قومکم
علی شئ لقد اخطوا دین ابیہم ابراہیم ما حزنطیف بہ لا یسمع ولا یشعر ولا ینفع یا قوم
التمسوا لانفسکم فانکم واللہ ما انتم علی شئ فتفرقوا فی البلد ان یلتمسون الحنیفیہ دین ابراہیم
فاما ورقہ بن نوفل فاستحکم فی النصرانیہ واتبع الکتب من اھلھا حتی علم علما من اھل الکتاب
واما عبید اللہ بن جحش فاقام علی ما ھو علیہ من الا نباس حتی اسلم ثم ھا جرم مع المسلمین
الی الحبشۃ ومعہ امراتہ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان مسلمہ فلما قدما انتصری وفارق الاسلام
حتی ھذاک ھناک نصرانیاً۔ قال ابن اسحق فحدثنی محمد بن جعفر بن الذبیر قال کان عبید اللہ
بن جحش حین تنصر بہر باصحاب رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم ھناک من ارض الحبشۃ
فیقول فحقنا ومامائنا تم ای البصر نا واتم تلتمسون البصر ولم تبصر وابعد وذلک ان ولد الکلب اذ
اداد ان یفتم عینیہ لیتظر مائنا لیتظر وقولہ ففتم عینیہ۔ قال ابن اسحق وخلف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ علی امراتہ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان بن حرب۔۔۔۔۔ قال ابن
اسحق واما عثمان بن الحویرث فقدم علی قیس ملک الروم فتصور وحسنت مترونہ عندہ (قال
ابن ہشام) ولعثمان بن الحویرث عند قیس حدیث منعی من ذکرہ ما ذکر فی حدیث النجا
قال ابن اسحق واما زید بن عسمر وابن نفیل فوقف فلم یدخل فی یہودیہ ولا نصرانیۃ و
فارق دین قومہ فاعتزل الاوثان والمیتۃ والدم والذبایح التي تذبح علی الاوثان ونھی عن
قتل المودۃ وقال اعبد رب ابراہیم وبادی قومہ بعبید ما ھم علیہ۔ قال ابن اسحق
حدثنی ہشام بن عرقۃ عن امیہ عن امہ اسماء بنت ابی بکر رضی عنہما قالت لقد

اُس کی قوم مرتکب ہوتی تھی وہ اُن کو رد کرتا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا کہ محمد کو خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے جس نے سنا تھا اپنی ماں اسماء بنت ابی بکرؓ سے وہ کہتی تھی کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا جب وہ بہت بڑھا ہو گیا کہ کعبہ سے پیچھے ٹیکے ہوئے کہہ رہا تھا اے قوم ذیبت قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں زید بن عمرو کی جان ہو کہ بجز میرے تم میں کوئی بھی نہیں جو ابن ابراہیم بن ثابت ہو اور پھر کہنا تھا بار خدا ایا اگر محمد کو معلوم ہو کہ کون سا طریق تیری بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ ہو تو میں اُسی طریق سے تیری ہنگام کرتا لیکن میں نہیں جانتا۔ پھر وہ دونوں تنہیلیاں زمین پر ٹیک کر سجده میں جانا۔ ابن اسحاق نے کہا محمد کو خبر ملی ہو کہ اُس کے بیٹے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے اور عمر بن الخطاب نے جو اس کا عزا دہ تھا دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ زید بن عروہ کے لئے مغفرت مانگئے آپ نے کہا بہت خوب وہ یقیناً مثل ایک امت کے تنہا قیامت میں اٹھیں گے اور زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کا دین ترک کرنے پر اور جو کچھ اس وجہ سے ان کے درمیان اس پر مبنی اشعار ذیل کہے ہیں:-

آیا میں ایک خدا کو مانوں یا ہزار خداؤں کو جبکہ امور دین اس طرح متفرق ہو رہے ہیں۔ میں نے لات دعوئے سب کو ترک کر دیا اور اسی طرح ہر صابر جو ان مرد کو کرتا ہے تو میں نے اُس کی دلوں کو اُس کی دونوں سیٹیوں کو اور نہیں بنی عمر کے دونوں تیوں کے دشمنوں اور نہ میں اب غنا کو کرتا ہوں۔ ہاں کبھی وقت جب میری عقل خام تھی میں اس کو معصوم سمجھتا تھا، میں میں ہوں اور راتوں میں عجائبات میں اور دنوں میں بھی جن کو شخص مینا سمجھتا ہے۔ یقیناً خدا لوگوں کو اکثر ہلاک کر ڈالتا ہے جب اُن کی بدیاں بہت بڑھ جاتی ہیں اور دوسرے لوگوں کو وہ بانی رکھتا ہے۔ تو تم کی عمر کی سبب اور ان کے بچوں کی پرورش کرتا ہے ہم لوگوں میں ایک دن آدمی اغزش کھاتا ہے اور پھر ایک دن سدھ جاتا ہے جس طرح مینہ پڑنے سے شائیں ہر جاتی ہیں۔ لیکن میں تو اپنے رب جل جلالہ کو پوجتا ہوں تاکہ رب غفور میرے گناہوں کو معاف کر دے پس تم لوگ اپنے رب اللہ کے تقویٰ کو نہ بجاؤ کہو جیتک اس کو نگاہ کھو گے ہاں نہ ہو گے تو دیکھنا ہے کہ نیکوں کا گھر جنت ہے اور کافروں کی باطلہ دھکنی آگ۔

اس زندگی میں ان کے لئے رسوائی ہو اور جب مرے تو اُس سے جا ملیں جس سے دل گھٹ جاوے۔ ابن ہشام خبر دیتا ہے کہ خطاب نے جو زید کا چچا تھا زید کو مکہ سے نکال باہر کیا تو عیو رہو کہ وہ کدو حراء میں جا رہا جو اس شہر کے سامنے واقع ہے خطاب زید کو مکہ کے اندر گھسنے نہیں دیتا تھا (سیرۃ الرسول جلد اول صفحہ ۷۹) اور اسی کتاب سے یہ بھی خبر ملتی ہے کہ حضرت محمد صاحب بھی گرمیوں کے موسم ہر سال تحنث کرنے کی خاطر اسی کدو حراء کے ایک غار میں اہل عرب کی زحم کے موافق جاکر رہا کرتے تھے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ آپ جو اپنی قوم کے دین سے بیزار تھے وہاں جاکر زید ابن عمرو سے جو علاوہ غہ پرست اور مصلح قوم ہونے کے

کی بیٹی تھی) اور عثمان بن الحویرث بن عبدالعزیٰ بن قصے۔ اور زید ابن عمرو ابن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قریظ بن رباح بن رباح بن عدی بن کعب بن لوی۔ ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: تم کو معلوم ہے کہ خدا کی قسم تمہاری قوم کچھ دین نہیں یقیناً وہ لوگ اپنے باپ ابراہیم کے دین سے برگشتہ ہو گئے۔ پتھر کیا ہے کہ ہم اس کی پرکھا کریں نہ وہ سنے نہ دیکھئے نہ خبر پہنچا دے نہ نفع۔ (اسے قوم اپنے دلوں میں غور کر دے کہ کچھ راہ پر نہیں ہو۔ یوں وہ لوگ الگ الگ ہو گئے اور مختلف ملکوں میں چلے گئے کہ خفیت یعنی دین ابراہیم کی کھوج کریں ورنہ بن نوفل تو دین عیسائی میں پکٹا ہو گیا اور ان لوگوں کی کتابوں کی کھوج میں لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اہل کتاب کا علم سیکھ لیا۔ عبید اللہ بن جحش جو غزاؤ میں تھا اسی میں قائم رہا حتیٰ کہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ میں ہجرت کی اور اسی کے ساتھ اس کی جو روم حبیبہ ابی سفیان کی بیٹی بھی گئی تھی جو مسلمان تھی۔ لیکن جب وہ اس ملک میں گیا تو وہاں عیسائی ہو گیا اور اسلام کو ترک کر دیا اور دین سحیح پر ذات پائی۔ ابن اسحاق نے کہا کہ محمد بن جعفر بن الزبیر نے مجھ کو خبر دیکر کہا حبیبہ عبیدہ بن جحش عیسائی ہو گیا تو وہ اصحاب رسول اللہ وسلم کے پاس جو اس وقت سرزمین حبشہ میں تھے آتا اور ان سے کہا کہ تم کہا۔ یہ انھیں تو کھل گئیں اور تم اب تک چہ نہ دیکھتے تھے اور تم ابھی بنیانی کی تلاش ہی میں ہو۔ اس کے معنی لفظی یہ ہیں کہ جب کسے کا پتہ اپنی آنکھیں کھولنا چاہتا ہے کہ دیکھے تو پہلے صاف کرنا یعنی چہ نہ دیکھتا ہے اور اس کے فقط نفع کے معنی ہیں آنکھیں کھولیں۔ ابن اسحاق نے کہا کہ اس شخص کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو روم حبیبہ دختر ابی سفیان بن حرب کو لے لیا۔

. . . . ابن اسحاق نے کہا کہ عثمان بن الحویرث تو وہ قیصر روم کے پاس گیا اور عیسائی ہو گیا۔ وہاں بادشاہ کی درگاہ میں اس کو بہت عزت حاصل ہوئی اور ابن ہشام نے کہا کہ اس عثمان بن الحویرث کے قیصر میں ٹھہرنے کے متعلق ایک روایت ہے جس کا ذکر یہاں ترک کرتا ہوں۔ بجز نما۔ اس کا بیان حدیث مبارک میں ہو چکا۔ ابن اسحاق کہتا ہے لیکن زید ابن عمرو ابن نفیل جو غزاؤ میں تھا وہ ٹھہرا رہا نہ دین یہودی اس نے اختیار کیا نہ دین نصرانی اس نے میرٹ اپنی قوم کے دین کو ترک کر دیا اور بتوں اور مردار اور خون اور قربانی سے جو بتوں پر چڑھائی جاتی ہے سب ترک کرنا تھا اور نہ کسی سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں ابراہیم کے خدا کی بندگی کرتا ہوں اور جن برائیوں کی

مقدس رسولوں کا غیر قوم عیسائیوں کے لئے بھی ہیں تو ان کے خدا کے بتوں کے چہ نہ دیکھتا ہے اور ہر ایک کو گھونٹے جانور کے کھانے اور انکار سے پرہیز کرنا اعمال باب ۱۵ آیت ۲۹۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح زیہ کے اور ساتھی باری باری عیسائی ہوتے گئے۔ یہی اسی رنگ میں رنگنا گیا۔ گو

بظاہر کسی عیسائی فرقہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔

مثلاً ابوجہلی مغربی لکھتا ہے کہ امت سیران سب مذہبوں اور امتوں سے اول ہے چنانچہ حضرت آدم اور اس کی اولاد کی زبان سولہائی تھی اور ان کی ملت و مذہب بعینہ ملت صالحین کی ہے۔۔۔ بعض اصحاب کے مذہب کی طرف مائل تھے۔ وہ لوگ انواء منازل اور ستاروں اور منجمن کا بہت اعتقاد رکھتے تھے سب کام ان کے انواء پر مقرر تھے کہ ابلی فلا نے نوء کے (موافق) سب ہمارے ملک میں مہینہ برسا۔ بعض فرشتوں کو سجدہ کرتے تھے اور بعض جنوں کو پوجتے تھے۔ ابوالفدا صفحہ ۲۳-۲۴ جلد اول۔

واضح ہو کہ صالحین کے مذہب میں سب طرح کی عبادتیں ہیں۔ از انجملہ سات وقت کی نماز ہے جن میں سے پانچ وقت کی نماز مطابق پنج وقتی نماز اہل اسلام کے ہے اور چھٹے وقت کی نماز کو صلوٰۃ ضلے یعنی دوسرے کی نماز لکھتے ہیں اور ساتویں وقت کی نماز کا وقت گھنٹے بچے رات کو ہوتا ہو۔ یہ لوگ مسلمانوں کی نماز پڑھنے میں نیت نماز مسلمانوں کی ہی مانند کرتے اور ایک نماز کو دوسری سے نہیں ملاتے اور جنازہ کی بھی نماز بدوں رکوع اور سجدہ کے پڑھتے ہیں تیس دن کے روزے بھی رکھتے ہیں اور روزہ میں چاند کا دیکھنا اور افطار کرنا سب کچھ کرتے ہیں اور جب سوچ اول بیچ یعنی حل میں آتا ہے تب عید کرتے ہیں اور جب پانچ ستارہ جن کو متیرہ کہتے ہیں اپنے اپنے بیت شرف میں داخل ہوتے ہیں تب یہ لوگ عید کرتے تھے۔ وہ پانچ ستارہ متیرہ یہ ہیں۔ زحل مشتری مریخ زہرہ عطارد اور مکہ کی بھی عرت کرتے تھے۔ ابوالفدا مترجم جلد اول صفحہ ۱۹ و ۱۸

حمیمی لکھتا ہے۔ وہ لوگ جو ایک دین سے دوسرے کے گرویدہ ہونے والے ہیں۔ ہر دین سے انہوں نے کچھ لے لیا ہے (صالحین کہلاتے ہیں) ملاکہ کو پوجتے تھے۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا ہے صالحین زمین پر لوگ ہیں یا ستاروں کو پوجنے والے۔ جلد اول صفحہ ۱۰۔

مولوی نجم الدین صاحب رسوم جاہلیت میں لکھتے ہیں: کہ اصحابین، ان قوم تھی جن سے رئیس الموحدین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، الصلوٰۃ نے کو اکب پرستی میں مناظرہ کیا تھا اور ستارے اور چاند اور سورج کے چھپنے سے انکو قائل کیا تھا کہ یہ چیزیں معبود بننے کی قابلیت نہیں رکھتی ہیں کیونکہ یہ زوال پذیر ہیں اور ایک حالت پر قائم نہیں رہتی ہیں اور معبود وہ چاہئے جو بے زوال ہو غرض جن قوم کی ہدایت کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بعوث ہوئے تھے وہ قوم صابئی کہلاتی ہے صفحہ ۵

آنحضرت سے پیشتر صالحین کی دو قسم تھیں۔ یعنی حنفاء اور مشرکین۔ حنفاء وہی لوگ ہیں جنکا ذکر پہلے نمونہ میں گذر چکا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے تھے۔ اس لئے قریش آپ کو صابی کہتے تھے۔

مشرکین سبعویاہ اور بارہ برہوں کو پوجتے تھے۔ بعد سیارہ شمس۔ قمر۔ زہرہ۔ مشتری۔ مریخ۔ عطارد۔

آپ کے قریبی رشتہ داروں میں بھی تعلقات کیا کرتے تھے۔ اس خیال کی تائید ابن اسحق کے ایک قول سے بھی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جس وقت آپ پر وحی آئی آپ اسی غار میں تھے۔ شجرہاء جبریل پہلے بارگاہ من کرامۃ اللہ وہو محلہ فی شجرہ رمضان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجاوس فی حراء من کل سنۃ شجرہ او کان ذلک مما تحنث بہ قریش فی الجاہلیہ والتحنث التبرر قال ابن ہشام تقول العرب التحنث والتحنف یریدون الحنیفۃ فیبذلون التاء من التاء (صفحہ ۸۱ و ۸۲) ترجمہ پھر جبرائیل ان کے پاس آئے اور جو کچھ خدا کی کرامت سے بتلائے اور آپ اس وقت حراء میں تھے ۱۰ رمضان کے دنوں میں . . . اور رسول اللہ ہر سال ایک ماہ حراء میں گوشہ نشینی کیا کرتے تھے۔ وہ اس کی یہ بھی کہ ایام جاہلیت میں قریش اسی طرح تحنث کرتے تھے تحنث کے معنی ہیں ترکیب نفس۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ اہل عرب تحنث اور تحنف دونوں کہتے تھے اور مراد اس سے حقیقت لیتے تھے۔ پس یوں انہوں نے ف کوٹھ سے بدل دیا۔

خطوطی دیر کے لئے ان نویسی قریشوں کے حالات کو نظر انداز کر کے ملکی خلفاء کے اور ان کے نہ سب کے حالات و کیفیت کو پہلے دیکھتے ہیں۔ ہمارے زمانہ کے علماء کے بیانات حسب ذیل آئے ہیں جن میں سے بعض کے بیانات اختصاراً درج کئے جاتے ہیں:-

بخاری کتاب الاغاثی الامام ابی الفرج الاصبہانی کے جز ثالث صفحہ ۱ میں یہ روایت ہے۔ قال الزبیری حدثنی مصعب بن عبد اللہ عن النعمان بن عثمان عن عبد الرحمن بن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم بن عبد اللہ عن سعید بن عبد اللہ بن عمر کعبہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لقی زید بن عمرو بن نفیل ما سفل بلدج وکان قبل ان یزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوحی فقدم الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصرہ فیہا لحم نابی ان یاکل وقال انی لا اکل الا ما ذکر اسم اللہ علیہ۔

زبیر نے کہا روایت کی مصعب بن عبد اللہ نے اس نے نعمان بن عثمان سے اس نے عبد الرحمن بن ابی الزناد سے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے سالم بن عبد اللہ سے کہ اس نے عبد اللہ بن عمر کو سنا روایت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ زید بن عمرو بن نفیل سے وادی بلدج کے سچان میں ملے تھے اور یہ پیشتر اس سے ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آگے خوان پیش کیا۔ اس میں گوشت تھا۔ پس زید نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں کوئی شے نہیں کھاتا۔ بجز اس حال کے کہ اس کے اور پردہ کا نام لیا گیا ہو۔

عقابیہ درسم کو دیکھنا ہوتا ابو الفدا الکتبۃ الرسول کو اور خطبات احمدیہ مصنف سر بہ درسم کو اور درسم جاہلیت مصنفہ مولوی نجم الدین سیوہاری کو دیکھئے۔ جو کچھ ناظرین کو ہم دکھایا چاہئے تھے اُس کا ذکر ادیب کے اقتباسوں میں ہو چکا ہے۔
مرن اقتباسات سے دلیل کی حقیقتیں ظاہر ہیں۔

۱۔ کہ خفیت و صامیت و ملت ابراہیم ایک ہی مذہب و ملت کے نام ہیں جو غیر یہود و غیر مسیحی قبائل عرب میں پائی جاتی تھی اور سخت مہت پرست ملت تھی۔

عبرانی زبان میں لفظ حنیف اور اس کے اشتقاق کے معنی سخت مکر وہ آئے ہیں۔ مثلاً لفظ حنیف کے معنی ناپاک کے ہیں۔ زبور ۷۱: ۸۔ نبی کے میں۔ یسعیاہ ۵۲: ۵۔ یہ نکار کے ہیں۔ یرمیاہ ۲۰: ۳۔ رباکار کے ہیں۔ ایوب ۸: ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ مخالفت کے ہیں۔ ایوب ۱۸: ۱۸۔ کافر کے ہیں۔ یسعیاہ ۶۶: ۳۔ دین کے ہیں۔ یرمیاہ ۱۵: ۲۔ بیتام حوالے عربی بایبل میں دیکھے جائیں۔

عربی زبان میں بھی لفظ حنیف کے معنی عبرانی معانی سے بہت مختلف نہیں آئے ہیں مثلاً

۱۔ ابن سحوق کے نزدیک لفظ حنیف لفظ حنیث کا ہم معنی مانا گیا ہے جنہیں و خنیث مترادف ہیں تحنف و تحنث واحد مطلب کے الفاظ ہیں۔

۲۔ لفظ حنث اپنے مشتقان سمیت اب بھی مکررہ المعانی لفظ جس کے معنی کفر کو مذہب کی ندمت کرنے والے عہد شکن نیکی بدی کے درمیان لٹکا ہوا کے ہیں۔ قرآن میں آیا ہے **وَكَا نُؤْلِيْصِرُّوْنَ عَلٰی الْحَنۡثِ الْعَظِيْمِ** واقعہ آیت ۴۲ سے ۴۸ تک کے معانی پر غور کرو۔ پھر اسی ذیل میں سورہ ص ۴۸ رکوع میں **فَاَصْرَبْ يٰٓهٖ وَاَمَّا تَحٰثُّتْ** آیا ہے۔ ان آیات میں لفظ حنث العظیم کے معنی کفر عظیم اور تحنث کے معنی کفر و عہد شکنی کے آئے ہیں۔

۳۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور مشکوٰۃ وغیرہ حدیثی کتب میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ کا حرام میں تحنث کیا کرتے تھے چنانچہ لکھا ہے **وَكَانَ يَحْنُثُ بِمَا رَحَا عَنْ قِيَمَتِهِ فَيَلُوْ**۔ یعنی اور تھے آنحضرتؐ کی خلوت میں رہتے بیچ غار حراء کے اور تحنث کیا کرتے تھے۔ ابن اسحق کے قول کے موافق تحنث اور تحنّف ایک ہی معنار کہتے تھے اور یہ معنی کفر کرنے اور بد عہدی کرنے کے ثابت ہوتے ہیں۔

۴۔ مگر ہم لفظ حنیف کے مسئلہ سے بھی بیان کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ عیاض بن حمار کل مال تملک عبد احلال والی خلقت عبادی حنفاً کلہم والنہم انتہم الشیاطین فاجتہا لہم عن دینہم حومت علیہم ما احللت لہم وامر تہم ان یشرکوا بی مالہ انزل بہ سلطاناً ترجمہ مسلم میں عیاض بن حمار سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ افراتے ہیں کہ جو مال میں نے بندے کو دیا سو حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو حنفاء پیدا کیا اور البتہ ان کے پاس شیاطین آئے سو ان کو

زحل کے لئے انہوں نے علیحدہ علیحدہ میکیلیں بنائی تھیں جن میں اُن کی تصویریں تھیں۔ ان ستاروں کے لئے اُن کے ہاں خاص خاص عبادتیں اور دعائیں مقرر تھیں۔ نجومیوں کی طرح انچھڑوں پر اعتقاد رکھتے تھے۔ اُن کی حرکات و سکنات اور شام کا روز بار کا مدد انچھڑوں پر تھا اور بانس کو انچھڑوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ چوکھنوت کے یہ لوگ سرے ہی سے قائل نہ تھے اس لئے اُن کا کوئی خاص دین نہیں تھا بلکہ ان کا اصل الاصول یہ تھا کہ اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق ہر دین میں سے عمدہ عمدہ باتیں چن لیتے تھے۔ گویا یہ لوگ اس زمانے کے جمہور تھے (اور میں کہتا ہوں کہ نیچری تھے) صفحہ ۵۔

مولوی نجم الدین صاحب نے خفاء کو موجد بنانا چاہا ہے۔ مگر یہ اُن کی بھول ہے کیونکہ ہمارے نزدیک خفاء ایسے ہی شرک ثابت میں جیسے صائبیں لوگ تھے چنانچہ ابن ہشام کا بیان اس پر شاہد ہے اور علاوہ اس کے قریش بقول خود موجد ہونے کی جہت سے حضرت کو حقیقی نہیں کہا کرتے تھے بلکہ صائبی جس سے ثابت ہے کہ صائبین کسی معانی کی وحدت الہی کے معتقد تھے۔ مگر خفاء میں سے ایک نہ تھا اور اگر کسی کو وہ اکی وحدت کا اعتقاد آجاتا تھا تو وہ یہودی یا نصرانی بن جاتا تھا۔ ورنہ یہودیت و مسیحیت کا تشلاشی ہو جاتا تھا۔ غرضیکہ صائبین و خفاریت پرست و مشرک تھے جن کا مذہب خفیت تھا اور خفیت کے معتقد خفاء حنیف کہلاتے تھے جو تخت یا تخت کیا کرتے تھے اور نبوت و الہام کے منکر ہو کر اپنی طبیعت کی پیروی کرتے رہتے تھے۔

نوٹ: اہل قبلہ کی نمازیں صائبین کی نمازیں میں جو تعداد میں زیادہ سے زیادہ سات اور کم سے پانچ ہیں اور یہ صائبین یا خفاء ایک ایک نماز ایک ایک سیارے کی پرستش میں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی نماز فجر۔ صبح۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ تہجد۔ یہ نمازیں شجوع۔ چٹانہ۔ زحل۔ مشتری۔ مریخ۔ زہرہ۔ عطارد کی عبادت میں ضرور پڑھتی جاتی تھیں اور کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھتی جاتی تھیں۔

پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔ صائبین ایک قوم ملک عراق میں تھی جن کے تین فرقے ہیں جو سامانوں (محمدیوں) میں بھی ملے جاتے ہیں۔ اول گٹے سے تعویذ کرنے والے۔ مولکوں اور دونوں کے خواص کے قائل۔ دوم ستاروں کا پرستش کرنے والے اور ان کے نام سے دعا اور وظیفے کرنے والے۔ سوم۔ فلاسفر لوگ جو اپنے خیالات و عقل کو اپنا میراثانے اور کتب ساویہ کو اس کے مطابق کرتے ہیں صفحہ ۶۳۳۔

صائبین و خفیت و خفا کی بابت جو بیان مذکور ہو چکا ہے اس سے ظاہر ہے کہ صائبین و صائبی و خفاء و حقیقت ایک ہی مذہب کو ماننے والے تھے جو مختلف جگہوں میں مختلف ناموں سے یاد کئے جاتے تھے۔ اُن کے مذہب کا نام خفیت تھا۔ یہ مذہب اہل بابل سے عرب میں آیا تھا۔ جسے اہل مکہ نے اپنا مذہب بنا لیا تھا۔ اس میں سب طرح کی بُت پرستی۔ ارواح پرستی۔ جنات پرستی۔ لالچ پرستی۔ ستار پرستی۔ سیارہ پرستی وغیرہ پائی جاتی تھی۔ اُن کے

ان کے پیدائشی دین سے پیڑ والا اور ان پر حرام کیا جو میں نے ان پر حلال کیا تھا اور شیطانوں نے ان کو تیلایا کہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہراؤ جس پر میں نے کوئی دلیل نہیں آٹا رہی۔ مشارق الانوار حدیث ۲۱۶۸ یہ حدیث مظاہر الحق جلد ۴ ص ۳۰۵ میں منقول ہے۔ اس کے سوا ایک حدیث یوں بھی آئی ہے جس میں انسان کے فطرت اسلام پر اور صحت فطرت پر پیدا ہونے کا ذکر آیا ہے حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أُمِّ بِنْتِ شِهَابٍ تَبَيَّنَ عَلَى كُلِّ مَوْلُودٍ مَنُونٌ وَإِنْ كَانَ لِفِيهِ مِنْ أَجَلٍ أَنَّهُ لَوْ عَلَى فِطْرَةٍ إِلَّا سَلَّمَ لَهَا عِيَّ ابْنُ آدَمَ إِلَّا سَلَّمَ وَأَوَّلُوهَا مَلَّةً وَإِنْ كَانَتْ أُمُّهُ عَلَى غَيْرِهَا إِلَّا سَلَّمَ مَرَّاجَا أَسْتَحَلَّ صَارِحًا عَلَيْهِ عَلَيْهِ وَلَا يُحِلُّ عَلَى مَنْ يَرَى نَيْسًا حَلَّ مِنْ أَجَلٍ أَنَّهُ سَقَطَ فَإِنْ أَبَاهُ فِرَّةً كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالُوا بَعْضُهَا يَهُودِيَّةٌ أَوْ نَصْرَانِيَّةٌ أَوْ مَجَسَّانِيَّةٌ كَمَا تَنْتُمُ الْبَحْمِيَّةُ لِهَيْمَةَ جَحَا حَلَّ تَحْسُونُ فِيهَا مِنْ جَذَاءٍ ثُمَّ يَقُولُ الْبُؤْهَرِيَّةُ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا - الخ -

یہ حدیث حنفیت کے معانی و مطالب کو بخوبی روشن کرتی ہے۔ حنفیاء وہ لوگ تھے جو کابائی و پیدائشی دین کو مانتے تھے ان کے مذہب میں سب کچھ حلال تھا وہ حرام کا نام تک نہ جانتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ پیدائشی و آبائی دین کو چھوڑ کر شیطان پیروی کرنا تھی جس سے حنفیت کے معنی خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں۔

۵۔ اتفاق میں لفظ حنیفہ کے معنی حاجا کے لئے گئے ہیں۔ ابن الندیم السدی کی روایت حَنِيفًا مُسْلِمًا کے معنی ہج کرنے والے لوگ بتلائے گئے ہیں۔ ۱۰۸ و ۱۰۹ ص ۳۸۱ ان معانی سے بھی حنیف کے اچھے معنی نہیں نکلتے ہیں۔

مندرجہ مذکور حوالوں سے کم از کم یہ حقیقت ظاہر ہو رہی کہ حنفیت یا حنیثیت یہودیت و مسیحیت کی غیر مخالف ملت تھی۔ جہالت ابراہیم حنیف کے نام سے مشہور تھی۔ اس ملت میں حلت و حرمت کا کچھ امتیاز نہ تھا۔ اس کے عقائد پر سب کچھ حلال تھا۔ اس ملت کی تحقیق قریش کے چار سرداروں نے کی۔ اسے باطل جان کر ترک کر دیا اور وہ بھی مسیحی ہو گئے۔ قریش کے چاروں سرداروں کا مسیحی ہو جانا ریاست مکہ کی مذہبی شکست کے لئے کافی تھا۔ ان بزرگوں کے مسیحی ہو جانے پر اہل مکہ میں سخت پریشانی ضرور پیدا ہوئی ہوگی مگر بت پرستوں کا مسیحیت و مسیحیوں کے خلاف جو کچھ زحروش پیدا ہوا وہ کادہ ہرگز چند دنوں میں ٹھنڈا نہ ہوا ہوگا۔ ان چاروں بزرگوں کے مسیحی ہونے پر حنفیت کے محکم قلعہ بھی دیواریں ضرور ٹکٹھ ہو گئی ہوگی۔ ان کے مسیحی ہونے کا اثر ان کے عزیز و اقارب پر بھی کیسی تیزی کے ساتھ پھیلا ہوگا۔ حنفیہ کی بات یہ کہ ان قریشی بزرگوں میں جو مسیحی ہو گئے تھے حضرت محمد کے قریبی رشتہ دار تھے حضرت محمد و آپ کے پیروں و صحاب کے نسب ناموں کو ان کے ساتھ ملا کر دیکھ لو۔

حضرت اور آپ کے چاروں اصحاب کا نسب نامہ یوں کیا ہے۔

۱۔ نسب نامہ حضرت ابوبکر صدیق۔ ابوبکر کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن النضر بن کنانہ۔

۲۔ نسب نامہ حضرت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن قریظ بن رباح بن عبد السد بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

۳۔ حضرت عثمان بن عفان کا نسب نامہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

۴۔ حضرت علی کا نسب نامہ علی بن ابی طالب۔ ابی طالب کا نام عبد مناف تھا اور وہ عبد المطلب بن ہاشم کے فرزند تھے۔ وہ اپنی کنیت ابی الحسن کرتے تھے۔ معارف۔ البیان۔

۵۔ حضرت محمد کا نسب نامہ محمد بن عبد السد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

ان نسب ناموں کا جب قریشی سردار کے نسب ناموں سے مقابلہ کیا جاتا ہے جو عیسائی ہو گئے تھے تو یہ بات مفاتی سے نظر آ جاتی ہے کہ سردار مذکور حضرت محمد اور آپ کے چاروں اصحاب کی قریشی پشتہ وراثت ہو جاتی ہیں ایسے حال میں یہ بات ممکن تھی کہ ان قریشی سرداروں کے جو ان عزیز و اقارب ان سے میل جول نہ رکھیں یا ان کی سیسی زندگی کے اثر سے بالکل غیر متاثر ہیں۔

ابن اسحق کے بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت زید بن عمر بن نفیل اپنے چچا کے ظلم سے جو حضرت عمر کا باپ تھا گھر سے نکال دیا گیا تھا۔ وہ عمار امیں اپنی سادگت رکھتا تھا۔ یہاں پر جو ان قریشی خصوصاً حضرت محمد تخت کرنے آیا کرتے تھے۔ ان سے یہاں پر آپ کی ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ ممکن نہ تھا کہ حضرت زید آپ کو مسیحیت کی تعلیم دینے سے باز رہے ہوں آپ کی ایک دو ملاقاتوں کا ذکر ذیل میں درج ہے لکھا ہے۔

عن ابن عمر انہ کان یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لقی زید بن عمرو بن نفیل یا سفل بدمح و ذلک قبل ان ینزل الوحی علی نبی صلعم فقد اقبل الیہ رسول اللہ صلعم سفرة فیہما حکم فابی ان یدخل منہا ثم قال زید انی لا اکل ما تذبحون علی اذصابکم ولا اکل الاہما ذکر اسم اللہ علیہ وکان یحب علی قریش ذبا لکم محمد بن حارث بن ابی امیہ روایت ہے کہ دعویٰ نبوت سے بہت برس پہلے خود آنحضرت صلعم ایک مرتبہ چکا ہوا گوشت زید بن عمرو بن نفیل کے پاس تخف میں لے گئے مگر اس نے اس کے کھانے سے انکار کیا

ترجمہ۔ اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لیلو عورتوں کو زور سے اور نہ اُن کو جہد کرو کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا۔ مگر جب وہ کریں بے حیائی صریح اور گدراں کر د عورتوں کے ساتھ معقول پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو نہ بہکا دے ایک چیز اور۔ اللہ نے رکھی اس میں بہت خوبی اور اگر بلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر بال زبردستی لو اُس میں سے کچھ۔ کیا لیا جاتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے اور کیونکر اُس کو لے سکو اور بیچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکے۔ تم سے عہد کیا تھا۔ اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ مگر جو آگے ہو چکا۔ یہ بے حیائی ہے اور کام غضب کا اور بری راہ ہے حرام ہوئی میں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بیٹیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی اور جن ماؤں نے تم کو دودھ دیا اور دودھ کی نہیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن عورتوں سے تم نے صحبت کی۔ پھر اگر تم نے صحبت نہیں کی تو تم پر نہیں گناہ اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھی دو نہیں کرو۔ مگر جو آگے ہو چکا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مندرجہ مذکور بات میں درودفعہ الاکلاما فتنک مسلف کا جملہ آیا ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جن عورتوں سے قرآن شریف نے شادی بیاہ کے رشتے منع و حرام ٹھہرائے ہیں قریش و حنظل میں وہ سب رشتے جائز و مباح تھے۔ ان رشتوں سے پیدا شدہ حنظل وہ پشت متی جو عین زمانہ محمدی میں موجود تھی حنفیت کی دوسری باتوں کو چھوڑ کر اگر مندرجمہ صدر باتوں پر غور کیا جائے تو ہر ایک محقق کو ماننا پڑے گا کہ قریش کی ملت ابراہیم یا حنفیت انتہاء درجہ کی مکروہ ملت تھی۔ جسے قریش کے چار سرداروں نے تحقیق کر کے مکروہ و نفرت انگیز ملت پایا تھا اور اُسے چھوڑ کر مسیحی ہو گئے تھے۔ اُن کے مسیحی ہونے کے خلاف کبھی آج تک کسی نے کوئی طعن نہیں کیا ہے۔

تیسری فصل

حضرت محمد کے مسیحیوں سے تعلقات اور ربط مضبوط

حضرت محمد کہیں رہتے ہوئے مسیحی ان سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ پراس کے حق ہونے میں کسی کو شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مکہ میں جو چار قریشی سردار مسیحی ہو گئے تھے۔ اُن میں سے بعض آپ کے اور آپ کے چاروں اصحاب کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے جو آپ کے ہی خانہ ان سے تھے۔ اُن کے نسب نامے پیشتر مذکور ہو چکے ہیں۔ حضرت محمد اور آپ کے چاروں یاروں کے نسب نامے حسب ذیل ہیں۔ مقابلہ کر کے اُن کے اور حضرت محمد کے رشتے کو دیکھا جاسکتا ہے۔

قبول دیا ہے۔ ہمارے ترجمہ کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری مطبوعہ مصطفائی میں اس جگہ دو نسخے لکھے ہیں۔ ایک میں محض (الے) ہو۔ دوسرے میں جو متن میں ہو (الیہ) ہے۔ مگر اُس کے ساتھ ہی رسول اللہ کی لام پرچہ لکھ کر اشارہ کیا ہو کہ رسول کا لفظ (الیہ) کی منیہ محذور سے بدل ہے۔

اس حدیث کی فاضل مصنف ہفوات کے جواب میں درست کی گئی ہے۔ لیکن ہمیں "الی" اور "الیہ" پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت زبیری ہر مرقعہ کے معبودوں کے نام سے نزع شدہ چیز اور ان پر چڑھائی ہوئی چیز کھانا حرام جانتے تھے۔ حضرت زید کی محبت کے اثر سے اگر حضرت محمد نے بھی اپنے آبائی معبودوں کے نام سے نزع کئے ہوئے ہاواز کا گوشت کھانا حرام سمجھ لیا تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ اہل بات تو یہ دیکھنا ہو کہ حضرت محمد اپنے سیدی افارب سے ملتے تھے۔ ان کو کھانا بھی گھر کے لوگوں کی غیبت میں لیا کر دیا کرتے تھے۔ مگر سیدی اسے حرام جانکر نہ کھایا کرتے تھے۔

۲۔ حضرت ورقہ بن نوفل سے بھی آپ کا واسطہ تھا۔ اس بزرگ کے حالات بھی پیشتر نقل ہو چکے ہیں۔ کتب تاریخ در دیات میں آپ کے حالات اور بھی مل سکتے ہیں۔ ہم صرف ایک مقام اور نقل کرتے ہیں لکھا ہے۔ وَكُنْهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأَةً تَصْهَرِي الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ يَكْتُبُ مِنَ الْإِسْحَاقِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبُ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا۔ یعنی وہ خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ عربی جاہلیت کے زمانہ میں عیسائی سرگئے تھے اور وہ عربی زبان میں ایک کتاب یعنی انجیل لکھا کرتے تھے۔ جتنا کہ اللہ کو منظور ہوتا تھا اور وہ بہت بڑے تھے۔ دیکھو صحیح مسلم کتاب الایمان باب براءہ الوحی۔

نما و عبد العزیز صاحب تفسیر سورہ قراء میں فرماتے ہیں کہ ورقہ عمرانی کتابوں اور تورات اور انجیل سے پوری واقفیت رکھتا تھا اور ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا۔ یہ بزرگ حضرت محمد کا سالہ تھا۔

۳۔ امیہ بن ابی الصلت۔ عرب کے اس مشہور شاعر کی بابت آیا ہے کہ امیہ بن ابی صلت ایک شاعر تھا کہ اسی جاہلیت تھا اور وہ ای تمدن و تال سر میں رکھتا تھا یعنی خواہش دین جاری کرنے کی اور خدا پرستی کرنے کی رکھتا تھا اور قدیم کتابیں پڑھا ہوا تھا اور نصاریٰ کے دین پر آیا ہوا تھا اور بت پرستی سے اعراض لینے سر ہم آیا تھا۔ معاج النبوت جلد دوم ص ۲۳۰

ایک اور بزرگ لکھتے ہیں کہ امیہ بن ابی الصلت عرب کا مشہور شاعر تھا۔ اُس نے قدیم مذہبی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا تھا۔ اُس کے مذہبی رنگ کے ساتھ اُس کی زبان پر سب سے قدیم مذہبی لٹریچر کے الفاظ چرلے گئے تھے۔ اُس کے کلام میں آیا ہے۔

قمر و ماضو رسیل و نغیم
واللطیفہ فوق الارض مقتدر

اور حضرت سے کہا میں نہیں کھاتا جس کو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو اور جس چیز پر اللہ کا نام نہیں بکارا جتنا اس کو میں ہرگز نہیں کھاتا اور وہ قریش کے دبیوں کی بُرائی بیان کرتا تھا۔ انتہی۔

اور پھر یہ وہ زید ہے جس کی بابت حضرت کی یہ رائے تھی کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت ہو کر اٹھیکہا جائیگا۔ ابن اسحق نے کہا ہے مجھے کوثر ملی ہے کہ اُس کے بیٹے (زید کے بیٹے) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے اور عمر بن خطابؓ نے جو اس کا عزا وہ تھا۔ دونوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ زید بن عمرو کے لئے مغفرت مانگئے۔ آپؐ نے کہا بہت خوب۔ وہ یقیناً مثل ایک امت کے تنہا قیامت میں اٹھیکہا۔ سیرۃ الرسول جلد اول صفحہ ۷۹۔ اور پھر یہ زید مسیحی تھا۔ دیکھو روم جاہلیت منہوم کا حاشیہ ۵

المحدثین امرتس نے مطبوعہ ۱۹۲۶ء میں ایک حدیث صحیح بخاری سے نقل کر کے ابن عمر کی روایت میں تھوڑا سا اختلاف دکھایا ہے جو صحابی خود پر کٹیف ہے ہم ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے اسے بھی ذیل میں پیش کرتے ہیں لکھا ہے۔ قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلعم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ لقی نذیر بن عمرو بن نفیل باسفل بلد حذرات قبل ان یُنزل علیہ رسول اللہ صلعم الوحی فقدم الیہ رسول اللہ صلعم مسفرة فیہا لحم فابی ان یاکل منه ما ثم قال انی لا اکل مما تدعون علی انفسکم ولا اکل الا عماراً کوسم اللہ علیہ آتای الذبائح باب الذبح علی النصب) سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے سنا کہ آنحضرت زید بن عمرو بن نفیل سے مقام بلد ح میں تھے یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ

جب آپؐ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی یعنی رسول نہیں ہوئے تھے۔ آنحضرت نے نہیہ کے سامنے دسترخوان بچھایا اور گوشت رکھا۔ زید نے اُس کے کھانے سے اٹھا کر کھیا۔ پھر کہنے لگا میں ان جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا جس کو تم بتوں کے تھانوں (یعنی دیویوں و مندروں) پر چڑھاتے ہو میں اُس جانور کا گوشت کھاتا ہوں جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔

المحدثین۔ اس عربی عبارت میں تو صرف دو جگہ غلطیاں ہیں جو ہم نے عارضاً لکھ کر صیح کر دی ہیں ترجمہ میں مصنف نے بہت ٹھوکڑ کھائی ہے۔ ہمارے خیال میں ترجمہ صحیح کر دینا ہی مصنف کے غیض و غنیمت کا مکمل علاج ہے۔ ناظرین مصنف کے ترجمہ میں اتنا احمد پھر ذرا دیکھ لیں جس پر ہم نے خط کھینچا ہے۔ بس یہی جو فساد کی ہے۔

صحیح ترجمہ یوں ہے۔ آنحضرت کے آگے دسترخوان کیا گیا۔ آپؐ نے اُس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا میں ان جانوروں کا گوشت نہیں کھایا کرتا جن کو تم لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ مطلب یہ کہ انکار آنحضرت کا فعل ہے جس کو مصنف ہفوات نے زید بن عمرو کا قرار دے کر اپنی بے تکبھی کا

جو دن میں گردش کرتا ہو۔ لڑکے اور کدھیر شیرخوار بچے سب کے سب ایک دن قبر میں بیٹھیں گے۔ یہ تمام چیزیں خدا کی طرف ان نفوس کو رہنمائی کرتی ہیں جو ہدایت پذیر ہیں۔ اے داعی موت اس حالت میں کہ مڑے قبر میں ہیں اور ان کے بچے کچے کپڑے پرزے پرزے ہو گئے ہیں۔ ان کو پڑا رہنے دے۔ کیونکہ ایک دن وہ پکائے جائیں گے پس خوفزدہ ہو کر بیدار ہونگے۔ یہاں تک کہ اپنی قدیم حالت کے خلاف دوسری حالت میں جدید خلقت کی طرت رجوع کرینگے جیسا کہ پہلے مخلوق ہوئے تھے۔ بعض دن میں ننگے ہونگے اور بعض نئے پڑانے کپڑے پہنے ہوئے ہونگے۔ فہماک! اسلام جلد اور نمبر ایضاً۔

۵۔ مکہ کے تلواریں بنانے والے مسیحی بھی آپ کے دوست تھے۔ حضرت محمد کے تعلقات اور بچے مشہور مسیحیوں سے ہی نہ تھے۔ بلکہ آپ کے تعلقات مکہ کے ان مسیحیوں سے بھی تھے جو مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے۔ مفسرین قرآن نے ان کے ذکر اذکار تفاسیر میں لکھے ہیں جبکہ اختصاراً ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً معاصرین سمجھتے تھے کہ مکہ کے مسیحی حضرت محمد کو قرآن سکھایا کرتے تھے اور مخالفوں کا یہ خیال قیامت تک غلط ثابت نہیں ہو سکتا ہے جس کا بیان یوں آیا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا افْتِرَاءُ أَفْتَرَاهُ وَعَاذَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا وَقَالُوا لَا تَنْبَغُ إِلَّا وَلِئِنْ كُنْتُمْ جَاهِلُونَ عَلَىٰ عِلْمِهِ يَكْفُرَةٌ وَأَصْبَحُوا مَكْفُورِينَ
نہی کہ یہ قرآن نوسوا قدیم افترائے اور کچھ نہیں اور اس میں مدد کی ہے آخری قوم نے۔ پس تحقیق آئے وہ ظلم اور جھوٹ پر اور کہنے لگے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ جن کو لکھ لیا ہے سود ہی صبح شام لکھوا جا رہا ہے اسے۔ فرقان۔ اے رکوع پھر آیا ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ الْبَشَرُ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَبِي وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبَارَكٌ
کی بابت ان کا گمان ہے اُس کی زبان عجیب ہے اور یہ عربی زبان ہے ظاہر نخل آیت ۱۰۳

اس پر سیناوی لکھتا ہے۔ یحییٰ بن جبر المروری غلام ہامرا بن الحضرمی وقیل جبر و دیسلا
کان اصنام السیوف بکمة ویقران التوریه والاخیل وکان الرسول یم علیہما وسمیع
ما یقرانہ وقیل عائشہ اعلام حویط بن عبد العزیز وقد اسلم وکان صاحب
کتب وقیل سلمان فارسی۔ یعنی مراد رکھتے تھے (کافر) جبر و دی سے کہ غلام ابن الحضرمی کا تھا
اور کہا ہے کہ جبر اور یار تھے جو کہ مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور توریت اور انجیل پڑھا کرتے تھے
ان کے پاس رسولؐ نہ رکھا کرتے تھے اور جو کچھ یہ دو شخص پڑھا کرتے تھے اُس کی سماعت کیا کرتے تھے

عَلَيْكَ عَلَى عَرْشِ السَّمَاءِ رَهْمِينَ نَعْرِتَهُ تَتَمَنَّا الْوُجُوهُ وَتَسْمَدُ
مَلَا نَكَلَهُ أَقْدَامُهُمْ تَحْتَ عَرْشِهِ بَكْفِيَةٍ لَوْلَا إِلَيْهِ كَلُوا وَابْلَدُوا
أَمِينِ الْوَحْيِ الْقُدْسِ جَبْرِئِيلُ فِهِمْ وَمِكَالُ ذَوِ الرُّوحِ الْقَوِيِّ الْمُسَدِّ
عَلَيْكَ لِسَمَاوَاتِ الشَّتَادِ ادْوَاهُنَا وَلَيْسَ ثَبْتِي عَنْ قَفْصَةِ مَا وَدَّ
فَكُنْ خَالِفًا لِلْمَوْتِ وَالْبَعْثِ لَعَلَّهُ وَلَا تَكُ مِنْ غَرَةِ الْيَوْمِ أَوْ عَدَلُ
یہ قصیدہ غایت مطول ہے۔ جس میں اُس نے نبیؐ کی قدرت اور فرشتوں کی کثرت
غیر ذی روح چیزوں کی تسبیح تحلیل کی تصویر کھینچی ہے۔ لیکن ہم نے اُس کے عقائد کے اظہار کے لئے صرف چند
شعر نقل کئے ہیں۔

اسی بن ابی الصلت نے جناب رسالت پناہ کا زمانہ پایا تھا چنانچہ جب آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھے
وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ حُمْرَاءُ لَصْبٍ لَوْنُهَا تَبُورِدُ
قَابِي فَلَا تَطْلُعُ لَنَا فِي سِلْخَا الْأَمْعَدِيَةِ وَالْأَحْبَلِ
تو آپ نے فرمایا مَدَقُّ - ضیاء الاسلام مراد آباد جلد نمبر ۳ کو دیکھو:

۴۔ قیس بن ساعدۃ - قیس بن ساعدۃ عرب کا مشہور خطیب تھا اور سوق عکاظ میں عموماً بڑی
اور اخلاقی خطبے دیا کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خطبہ سنا تھا اور اُس کی تعریف
فرمائی تھی قیس بن ساعدۃ کے خطبات اور اشعار تمام زمان عقائد سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم اُس کے
چند شعر نقل کرتے ہیں۔

وَجِبَالُ شَوَاحِمِ رَأْسِيَاتِ وَبِحَارُ مِيَاهِنِ غَزَارِ
وَنُجُومُ تَلُوحُ فِي ظِلْمِ اللَّيْلِ وَشَمْسُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَدَارِ
وَعَلَامُ اشْمَطُ وَرَضِيعِ كُلُّهُمْ فِي التَّرَابِ يَوْمًا يَزَارِ
وَالَّذِي قَدْ ذَكَرْتُ دَلَّ عَلَى اللَّهِ نَفُوسًا لَهَا هَدًى وَاعْتِبَارِ
يَادُ أَعْمَى الْمَوْتِ وَالْمَحُودِ فِي جِلْدِثِ عَلَيْهِمْ مَنْ بَقِيََا خِزْمُهُمْ خَرِقِ
وَعَمَّهُمْ نَانَ لَهْمُ يَوْمًا يَصَاحُ بِهِمْ فَهَمُّ أَخْرَاجَتِهِمْ مَنْ لَوْهَمُ فَرَقِ
حَتَّى يَجُودَ وَالْجِبَالُ غَيْرُ حَالِهِمْ خَلْقًا لَجَدِيدِ الْمَامِنِ قَبْلَهَا خَلْقِ
مَنْهُمْ عَرَاةٌ وَمَنْهُمْ فِي ثَبَابِهِمْ مِنْهَا الْجَدِيدِ وَمِنْهَا الْمَنْعُ الْخَلْقِ

ترجمہ بلند اور اُٹل پہاڑ اور پانی سے لبریز دریا اور ستارے جو رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں اور سورج

مقبولیت حاصل کی۔ یہی حضرت خدیجہ میں جن کے چچا زاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل تھے جو انجیل کا عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے اور وہ بھی آپ کے ہی خاندان کے مسیحی تھے۔

ان مسیحیوں کی صحبت و سنگت میں آنحضرت زمانہ طفولیت سے کم از کم ۲۵ سالہ عزتاک ضرور رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس عمر میں حضرت محمد نے حضرت خدیجہ سے جو سبکی مذہب پر نہیں شادی کر لی تھی۔ حال یہ کہ اس وقت مسیحی لوگوں میں اور خفاء میں اس درجہ تک نفرت و جدائی تھی کہ کوئی مسیحی کسی جہنی کے گھر کی پٹی ہرئی چیز نہ لکھتا تھا۔ ان قرائن کا خیال کرتے ہوئے حضرت محمد کا اپنی شادی مذکور سے پیشتر مسیحی نہ ہونا بلکہ بہت پرست رہنا ایک شق القمر سے بڑھ چڑھ کر معجزہ تھا۔ مگر قیاس اور قرائن اس بات کے متقاضی ہیں کہ حضرت محمد اپنی ۲۵ سالہ عمر سے پیشتر مسیحی ہو چکے ہوں۔ آپ کو مسیحی ہونے سے روکنے والی کوئی شے ملت ابائی میں نہ تھی۔

حضرت محمد کا حضرت خدیجہ سے شادی کرنے کے دن سے لیکر آپ کی چالیس سالہ زندگی تک پہنچنے کے درمیان ۵۱ سال اور ایسے ہیں جن میں آپ کی زندگی بالکل مسیحی اثر میں مقید رہی تھی۔ آپ ایک علامہ مسیحی خاتون کے شوہر ہو کر ایک عالم اہل مسیحی کے جسے ورقہ بن نوفل کہتے ہیں پہنچی تھے جو شوق و ذوق مسیحی نوشتن کو عربی لباس پہنا تا رہتا تھا۔ یہ ایک دوسرا معجزہ ہو گا۔ اگر اس طویل زمانہ میں حضرت محمد نے مسیحیوں سے کچھ نہ سیکھا ہو اور نہ آپ نہ نفیت چھوڑ کر مسیحی ہونے پر مجبور ہوئے ہوں۔

چوتھی فصل

حضرت محمد کے زمانہ کے عربی مسیحیوں کے قرآنی حالات

روایات و حکایات سے دکھایا گیا کہ حضرت محمد کے علم و آگاہی میں صرف مسیحی نہ تھے جو حضرت محمد کے عزیز و قریبی رشتہ دار تھے۔ بلکہ عربی مسیحیوں کے آگاہ بھی آپ کے علم میں تھے۔ آپ ان کے دغٹنا کرتے تھے۔ ان کے شعراء کے کلام کو سنا کرتے تھے۔ آپ کا ان کی بابت اعلیٰ درجہ کا حسن ظن تھا۔ ان سے حد درجہ کا ربط و ضبط تھا۔ آپ کے معاصرین اس بات کو جانتے اور مانتے تھے کہ قرآن عربی کے معلم بھی مسیحی ہی ہیں۔ ایسے حالات و اسباب کی موجودگی تقاضا کرتی ہے کہ قرآن عربی میں بھی ان کی تعریف و توصیف ہو۔ حضرت محمد اپنی خوش اعتقادی کا جو عربی مسیحی لوگوں کو نسبت تھی قرآن میں بھی اظہار کریں۔ یہ اظہار قرآن عربی میں کیا گیا ہے جسے ہم ناظرین کی ہدایت و آگاہی کے لئے بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ہمارے ناظرین کرام ذیل کے بیان پر گہری نظر ڈالیں گے۔ لکھا ہے۔

اور کہا ہے کہ وہ عایشہؓ تھا کہ وہ غلام حویطب بن عبد العزیٰ کا تھا اور مسلم ہو گیا تھا اور صاحب کتاب تھا اور کہا ہے کہ وہ سلمان فارسی تھا۔

معالم میں آیا ہے کہ۔ وقال عبد الله بن مسلم الحضرمي كان لنا عبد الله اهل التمر قليل
ما حدّثنا ابا فكيهة ويقال الاخر جبر وكان يعنعنان السيوف بمكة و
كان يقران التوراة ولا يجيل فرهام بهما النبي وهما يقران التوراة فيقت ويسمع
الفصاح وكان النبي عمرا خا اثناء الكفاس يقعد اليهما وليستريح بكلامهما فقال المشركون
انما يتعلم محمد منهما يعني اور کہا عبد اللہ ابن سلم الحضرمی نے اہل یمن التمر سے کہ ہمارے دو غلام تھے ایک
کو ان میں سے بسیار ابا فکد کہتے تھے اور دوسرے کو جبر یہ دونوں مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور توریت
واجیل پڑھا کرتے تھے پس بعض اوقات حضرت ان پاس گزرتے اور وہ دونوں توریت پڑھتے ہوتے
تو حضرت وہاں توقف کرتے اور ساعت کیا کرتے کہا ضحاک نے کہ جب کفار نبی کے پاس آتے تو حضرت
ان دونوں کی طرف سے جبر و یسار کی طرف بیٹھے اور ان کے کلام سے استراحت حاصل کرتے تھے۔ پس
مشرکوں نے کہا کہ یہ تحقیق محمد کو ان دونوں شخصوں میں سے ایک تعلیم دیتا ہو اور یہی بیان مدارک میں آیا ہو
پھر ابو ہریرہ سے روایت یوں آئی ہے۔ أَبُو هُرَيْرَةَ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكَلْبِ كَيْفَ وَنَ النَّوْزَةِ
بِالْعِدْرِ ابْنَةٍ وَلَيْسَتْ وَنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْأَيْمَلِ م۔ مظاہر الحق جلد اول۔ چھاپہ نزلکشور
صفحہ ۸۶

مقامات مذکور کو پیش کرنے کا کافی الحاح ہمارا صرف اسی قدر مطلب ہو کہ حضرت محمد کے زمانہ طفولیت سے لیکر
بعد کی زندگی میں عربی مسیحیوں سے انس و محبت کے رشتے دکھا دیں اور یہ بات ادھر کی باتوں سے روشن ہو
آپ کے مسیحی دوست لکھے پڑھے لوگ تھے۔ ان میں آپ کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے۔ ان میں خطیب و غلط
تھے۔ ان میں اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ ان میں مسیحی دین کے راہب اور پادری تھے۔ ان میں اہل کسب بھی تھے
غرضیکہ ہر قابلیت کے آدمی تھے۔ دو تہہ اور عام درجہ کے بھی تھے۔ ان سے آپ کا ربط ضبط زمانہ طفولیت سے
چلتا آتا تھا۔ وہ ربط ضبط ایسا گہرا تھا کہ معاصرین سمجھا کرتے تھے کہ مسیحی حضرت محمد کے معلم اور قرآن محمدی
کے موجب ہیں۔

۶۔ مسیحیوں کے ہاں ملازم بھی تھے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ مکہ میں ایک دولت مند لٹیڑی غنی آنحضرت
نے آپ کی ملازمت اٹھائی تھی۔ آپ ان کے ہاں گماشتہ کا کام کرتے تھے جو لکھے پڑھے آدمیوں کا کام ہو سکتا
آپ کی ملازمت میں ہی آپ نے شام کے سفر کئے اور صیغہ تجارت میں آپ نے اپنے آفاقی بچاؤ میں

قصص آیت ۵۳

قصص آیت ۵۳ ؎
وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۚ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۚ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۚ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۚ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۚ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ ۚ آلَافًا مَرَّةً ۚ وَلَا يُحْسِنُونَ كَلِمًا ظَاهِرًا وَلَا يُخْفُونَ إِثْمًا ۚ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ أَزْوَاجًا وَآلًا يَسْلِمُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ أَزْوَاجًا وَآلًا يَسْلِمُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ أَزْوَاجًا وَآلًا يَسْلِمُونَ ۚ

کے ساتھ چلتے اور جب جاہل اُن سے کلام کرتے تو کہتے ہیں سلامتی ہو اور جو اپنے رب کے واسطے راتوں کو مسجدے اور قیام میں گدراہتے ہیں اور جو دعائیں کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ کہ اس کا عذاب بڑی مصیبت ہے وہ قرار و قیام کے واسطے بری جگہ ہے اور جو خجج کرنے وقت خطا کا نہیں کرتے اور نہ تنگدلی کرتے ہیں بلکہ ان کے درمیان قائم رہتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود نہیں پکارتے اور نہ کسی نفس کو جس کا نفس کرنا اس نے حرام کیا ہے قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور

جس نے ایسا کیا وہ گناہگار ہوا۔ فرقان آیت ۴۸: ۶۸۔ پھر لکھا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الَّذِينَ اتَّخَذُوا كِتَابَ يَشْكُرُونَ لَهُ حَقَّ تِلْكَ ذَاتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ نَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ
 هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا تلاوت
 کرنے کا حق ہے۔ یہ لوگ اُس کو مانتے ہیں۔ اور جو کوئی اُس سے کُفر کرے وہی ٹوٹا پانے والا ہے۔ بقرہ آیت ۱۲۱
 بِمِثْرِ كَوْمِثٍ أَفَلَا لَكِتَابٌ مِّنْ إِنِّ كَأَمْتُهُ يَقْبِضُوا يَوْمَ يَكُونُ لَكَ وَمِمَّا مِمَّنْ إِنِّ تَأْمَنُهُ بِدِينِائِ
 لَا يَكُونُ لَكَ إِلَّا مَا دُمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا دُمْتُ لَكَ يَا نَهْضَةً قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّتِينَ سَبِيلٌ
 اور اہل کتاب میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ اگر تو ڈھیر کے ڈھیر اُن کے پاس امانت رکھے تو وہ تیری طرف
 ادا کروں گا اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ایک دنیا ربی امانت رکھے (جب تک) ہمیشہ تو اُس پر کھڑا نہ ہے
 وہ اُسے ادا نہ کرے گا۔ یہ حالت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے کہا کہ ہم یہ جابلوں کا کوئی موافقہ نہیں ہے۔
 عمران آیت ۴۴، پھر لکھا ہے۔

آیت ۱۱۰۔ مِّنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَكَانَتْهُمْ أَلْفِ سِقُونٌ۔ اور بعض ان میں یومن ہیں اور اکثر ناسق ہیں عمران
مِّنْهُمْ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ۔۔۔ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكَتِيبِ وَأَقَامُوا
الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نَفْضِخُ أَجْرَ الصَّالِحِينَ بعض ان میں صالح ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں۔۔۔ اور
جو لوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں تحقیق ہم صلیح کریں ان کے اس کو مبالغہ نہیں کرتے۔ اعراف آیت ۴۹

لَيَسُوْا مَعًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قٰسِمَةٌ يَّكُوْنُوْنَ اِلٰی اللّٰهِ اَنۡاءَ الْبَیْلِ وَهُمْ یَسۡجُدُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الْاٰخِرِ وَیُؤْتُوْنَ بِالۡحُرُوْفِ وَیُبۡحَثُوْنَ عَنِ الْمُنٰکِرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیۡرٰتِ وَاولٰئِكَ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ وَمَا یَعۡمُرُ مِنْ خَیۡرٍ فَلَیۡنَ نَكۡفُرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ بِالۡتَّقِیۡنَ - اَهْلِ الْكِتٰبِ سب کے سب برابر نہیں (اُن میں) ایک امت قائم ہے جو رات کے وقت اللہ کے کلام کو پڑھا کرتی ہے اور سجدہ کیا کرتی ہے اور اسہ اور یوم آخرت کو مانتی ہے اور نیک باتوں کا حکم کرتی ہے اور بُری باتوں سے روکتی ہے اور بھلائی میں جلدی کرتی ہے۔ اور یہی صالح امت ہے اور جو بھلائی دے کرتی ہے اسکی ناقدری نہ ہوگی اور اللہ پر بیگاریوں کو جاننے والا ہے۔ عمران آیت ۱۱۳-۱۱۵۔

پھر یہ کہ کج حدت اشد الناس عداوة للذین امنوا لیبغضوا الذین انشروا کتابا وکجحدت اشد لیبغضوا مودة الذین امنوا الذین قالوا انا نصلو علی ذلک یات منهم قیسینی دمر کھانا و انھم لا یستکبرون و اذ اسمعوا اما انزل الی الرسول فربی اعینهم ففیض من الکد مع جماعہ فورا من الحق ۛ یقولون ربنا انا کذبنا مع الشہدین و ما لنا لا نومن باللہ و ما جاءنا من الحق و نفهم ان یدخلنا ربنا مع قوم الصالحین فانا لبغض اللہ بما قالوا جنت تجری من تحتھا الا انھا خلدین فیھا ط و ذلک جزاء العاصین و الذین کفروا و اولئک یؤبایتنا اولئک اصعب الجحیم ترجمہ۔ ایمان لانے والوں کی نسبت دشمنی کے بارے میں یہود کو اور مشرکین (مکہ) کو نوب آدمیوں سے زیادہ سخت پابنجا اور دوستی یا محبت کے بارے میں تو اُن کو زیادہ قریب پابنجا جو کہتے ہیں کہ جو نصاریٰ ہیں۔ اس لئے کہ اُن میں تمہیں اور یہودیوں کو کج نہیں کرتے اور جب وہ رسول پر نازل شدہ کلام سنتے ہیں تو دیکھتا ہے کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں کہ انہوں نے اُس کے کلام میں جو حق حق ہے وہ سچا ہے۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب اب ہم ایمان لائے ہیں گواہوں میں لکھ ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور جس مذہب بات ہیں مل ہے اس پر ایمان نہ لائیں ہمیں امید ہے کہ خدا نیک لوگوں میں ہمیں داخل کرے گا پس خدا نے بھی اس قول کے سبب انہیں بدلا دیا باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہینگے۔ بہہ نیکوں کا بدلہ جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں۔ مائدہ آیت ۸۶-۸۹ تک اور اس کے ساتھ سورہ فرقان آیت ۶۴-۶۵ تک۔

پھر لکھا ہے۔ و اذ ایتنا علیہم قالوا ما یہ ایتہ الحق من ربنا انا کنا من قبیلہ مسلہین۔ اور جب پڑھا جاتا ہے اُن پر قرآن تو وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اسکا اور جان لیا ہم نے کہ یہ کلام خدا کا ہے بیشک درمجمیع اور درست ہے اور اُترتا ہے ہمارے رب کے پاس سے بیشک ہم اس سے پیشتر ہی مسلمان ہیں

طرف رجوع ہو کر صفائی کرنے کا حکم تھا جیسا کہ لکھا ہے۔

فَاِنْ كُنْتُ فِيْ شَاَرٍ مِّمَّا اَفْرَلْنَا اَيَّامَكَ فَسُئِلَ الْكَذِبِيْنَ يَقْرُؤُوْنَ اَلْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ . یعنی پس اگر تو اس چیز کی طرف سے جو تیری طرف ہم نے نازل کی ہے۔ شک میں ہو تو پس اُن لوگوں سے دریافت کر جو تجھ سے

پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔ (یعنی عربی سچی) یونس ۱۰ رکوع آیت ۶۴
 پھر لکھا ہو کہ۔ وَنُسْخَلُ مِنْ اَمْرِنَا مَنْ قَبْلِكَ مِنْ سُرْمِلْنَا اَجْعَلْنَا مِنْ دُوْنِ اَلرَّحْمٰنِ اِلَهِهٖ لَيُخْلِدَنَّ
 یعنی اور دریافت کر اُن سے جو تجھ سے پہلے رسول ہم نے بھیجے تھے کہ کیا ہم نے سوا الرحمن کے کسی کی عبادت کا حکم دیا
 تھا؟ زخرف ۴۵ رکوع آیت ۲۵۔ انبیاء ۲۰ رکوع آیت ۲۵

یہاں سے کئی قابل غور و فکر حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے حضرت محمد کے زمانہ کے عربی سچیوں کا شمار یا انکی
 کثرت و قلت کو دیکھنا چاہئے۔ مشقولات بالامیں انکو ایک قوم کہا گیا ہے جسکی ہدایت پر حضرت محمد کو چلنے کی ہدایت
 ملی ہے۔ اُن کو ایک امت کہا گیا ہے۔

پھر انکے نام و خطاب بھی قابل غور ہیں۔ وہ اہل الکتاب کہلائے ہیں۔ صالحین کہلائے ہیں۔ عباد الرحمن
 کہلائے ہیں۔ حضرت محمد سے پیشتر کے مسلم کہلائے ہیں۔ نصاریٰ کہلائے ہیں۔ اُن کو اہل الذکر کہا گیا ہے۔ وہ
 یقرؤن الکتاب کے نام سے نامزد کئے گئے ہیں۔

مزید براں اُن کے معبود کا نام بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ عربی سچی اپنے معبود کو الرحمن کے نام سے یاد کیا کرتے
 تھے۔ اسی نام کے قسمی کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اہل کفر اس نام سے بالکل نا آشنا تھے۔ جیسا کہ آگے چلکر ثابت
 ہو گا۔ وہ عربی اہم الہ کو ہمیشہ یعنی الرحمن سے ملال کیا کرتے تھے وہ نفی میں کرتے تھے کہ اُن کی تمام دینی کتب و الرحمن
 نے نازل کیا تھا اور انکی کتابوں میں صرف الرحمن ہی کی عبادت کا حکم آیا تھا۔

اسکے سوا آیات مذکورہ میں سچی بائیں کے ساتھ دکھائے گئے ہیں۔ یہ عربی سچی دن رات الکتاب اور اُس
 کی آیات کو پڑھا کرتے تھے۔ وہ الکتاب کو ایسا پڑھا کرتے تھے جو پڑھنے کا حق ہوتا ہے وہ لوگوں کو کتاب اللہ کی
 طرف بلاتا کرتے تھے۔ وہ اُن انبیاء کے معتقد تھے جنکا مخبر ذکر سورہ انعام کی آیات میں آیا ہے۔

عربی سچیوں کی خصیلت و سیرت اور انکی دیانت و امانت وغیرہ میں قابل ذکر و فکر ہے۔ وہ خود تنہی سے عرب میں
 رہتے تھے۔ عربی جاہلوں کو سلام کیا کرتے تھے تمام دن رات دعاؤں اور عبادتوں میں گذراتے تھے وہ
 خبیث و اخراجات میں خطا نہیں کرتے تھے۔ وہ ہر ایک نیک کام میں جلدی کرتے تھے۔ پر بدکاری سے پرہیز
 کیا کرتے تھے اور خیرات میں نہایت بڑھے ہوئے تھے۔ اُن کی دیانت و امانت کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی ان کے
 پاس ایک تھپڑا سونا۔ چاندی امانت رکھتا تو وہ بروقت مطالبہ ادا کر دیتے تھے۔ وہ کبھی خطا کاری اور

سنگدل نہ کرتے تھے۔ وہ کسی کو قتل نہ کرتے تھے نہ زنا کیا کرتے تھے جو ان میں بد عمل کا مرتکب ہوتا تھا وہ گناہگار سمجھا جاتا تھا۔ حضرت محمد کو ان سے انبیاء برحق کی بابت تحقیق کرنے کا حکم تھا اور انہیں عربی صحیوں سے قرآن عربی کی ہر ایک شکل کو حل کرنے کی تاکید تھی

غریب صحیوں کی بابت جو حضرت محمد کے ہمسفر و ہمزماں تھے جو کیفیت اور پر کی آیات میں مذکور ہوئی ہو وہ ہر ایک معانی سے تعجب و حیرت انگیز ہے۔ پھر اس کے ساتھ جب یہ بات دیکھی جاتی ہو کہ انہیں یاد می اور رہبان تھے اور کہ یہ عربی صحی حضرت محمد اور اسلام کے متلافی عربوں کو محبت کرتے تھے مگر عربی یہودی ان اسلام کے متلافیوں کے اور حضرت محمد سے دشمنی کرتے تھے تو کون تھے ان کے اس حقیقت سے منکر ہو سکتا ہو کہ حضرت محمد انہیں صحیوں کے دین و ایمان کے ہو چکے تھے۔ قرآن عربی میں حضرت محمد کے ہر زمان جس قدر نیک عربوں کا قرآن میں ذکر آیا ہو وہ ہرگز صحیوں کے سوا انہیں ہو سکتے نہیں۔ عربی صحیوں اور ان کی مسیحیت نے حضرت محمد کو موہ لیا تھا۔ حالات مذکورہ کسی صحیوں کے دشمن اور مسیحیت کے مخالف کے لکھے ہوئے مانے نہیں جاسکتے ہیں۔ پھر اس پر بظاہر یہ ہے کہ تمام قرآن میں مرن مسیحی امت و قوم ہی خدا کی پسندیدہ قوم و امت ثابت ہو سکتی ہو۔ اس کے مقابل کوئی دوسری قوم خدا کی مقبول ثابت نہیں ہے۔

پانچویں فصل

بنای قرآن حکم

فصل پہل میں ایسے قرآن و امکانات ظاہر ہو چکے ہیں جو اس بات کے قدرتا متقاضی ہیں کہ حضرت محمد صحیوں سے مذہبی تعلیم پائے حضرت محمد کے آباء مذہب میں کوئی مذہبی خوبی نہ تھی۔ کوئی مذہبی کتاب نہ تھی۔ کوئی مادی یا معلومہ تھا۔ سر اس پرستی کی اندھی تقلید تھی۔

اس کے سوا آپ کے عزیز و اقارب میں سے چوڑے کے آدمی جو علم و نفس کی دولت سے غنی تھے مسیحی ہو چکے تھے۔ وہ مسیحی ہو کر کہیں ہی رہا کرتے تھے۔ ان سے آپ کی محبت تھی۔ ان سے میل و ملاپ تھا۔ ان کے سوا دیگر مشہور مسیحی تھے جن سے آپ کو کمال خوش اعتقاد دی تھی۔ ان سے آپ نوریت و انجیل کی سماعت کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ آپ حضرت فدیحہ الکیرلی کے ملازم تھے۔ آپ بھی مسیحی مذہب کو ماننے والی تھیں جو عالمہ د بالند و عالمہ ہونے کے سوا مشہور و نامتھیں۔ آپ کا چچا زاد بھائی و ندہ بن نوفل خود علامہ عصر ہونے کے علاوہ آپ کے ساتھ مسیحی ہو کر رہتا تھا اور نوریت و انجیل کا عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا۔ اسی حضرت فدیحہ کے ساتھ آپ کی شادی ہوئے کو تھی۔ ایسے اسباب و حالات کی موجودگی میں حضرت محمد کا بغیر مذہبی تعلیم و تربیت کے رہنا

منسوب کرنا آپ کو عہدہ رسالت کے ناقابل بنانا ہے جسکے ساتھ ہم اتفاق نہیں کر سکتے ہیں۔

قرآن شریف میں ذیل کی آیات بھی حضرت محمد کے آبائی مذہب کی تفصیل و گہرائی پر شاہد ہیں اور حضرت محمد کی مذہبی زندگی پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کے مطالب بخوبی اس بات کو روشن کرتے ہیں کہ مسیحی اسلام اور قرآن کئی کے حصول سے پیشتر حضرت محمد دین و ایمان کے رسائل سے خود محروم تھے جیسی اسلام میں آنے ہی سے یکپور دھاتی ہدایت و روشنی نصیب ہوئی تھی۔ بطور مثال چند آیات درج کرتے ہیں۔ لکھا ہو۔

کَفَدُ كَيْفُتُ فَيَكُمُ عَمَّا مَن قَنَلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ - یعنی پس تحقیق رہا میں تمہارے درمیان ایک عمر (۲۰ برس) پہلے اس سے پس کیا تم نہیں سمجھتے۔ یونس ۲۰ کورع۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا وَّكَانَ اَبُوكَ ضَالًّا فَهَدٰى - کیا نہ پایا ہم نے تجھ کو یتیم پس جگہ دی تجھ کو اور پایا! تجھ کو گمراہ اور ہدایت دی تجھ کو۔ (ضحیٰ)

مَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ، بَعِثْنِي جَانِثًا لَّعَلَّكَ كَتَبْتَ بِي وَتَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ، بَعِثْنِي جَانِثًا لَّعَلَّكَ كَتَبْتَ بِي

لَقَدْ كُنْتُ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا أَفْكَشْتُنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔ یعنی البتہ تحقیق تو اس سے سچ غفلت کے تھا پس ہم نے تیری آنکھ سے پردہ اٹھا دیا۔ پس آج تیری نگاہ تیز ہے۔ ق۔ آیت ۲۰/۲۱۔

پیشتر کی آیات میں حضرت کی شان میں آیا تھا۔ اِنَّكَ يَفِيْقُ صَدْرَكَ۔۔۔ پھر وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْكَ عَنِ الَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ لَتُفْتَنِيْ عَلَيْنَا عَلِيْدهُ اِيَّا تَهْتَدِ پھر اِنْ تُبْصِرْ لَوْ كَ اِيَّا تَهْتَدِ پھر تَا مَّا كَ بَعْضُ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ وَمَضٰى اِنَّ يٰهٗ صَدْرَكَ كَ اِيَّا تَهْتَدِ مگر ان آیات میں حضرت کی بات اس سے کہ فَقَدْ كُنْتُ فِيْكُمْ عَمْرًا مِّنْ قَبْلِهِ جَعَلْتُكَ يَتِيْمًا اور جَعَلْتُكَ صَاحِبًا آپ کی شان میں ہے۔۔۔ کتاب و ایسان سے لاعلمی کا اظہار موجود ہے۔ كُنْتُ فِيْ غَفْلَةٍ اور غطاء آپ کی بابت مذکور ہیں۔ یہ تمام جملے اور الفاظ وہی ہیں جنکو قرآن عربی نے کڑیوں دفعہ کفار و مشرکین کی بابت استعمال کیا ہے۔ یہ تمام الفاظ اور جملے ایسے ہیں کہ حضرت محمد کے سچی عزیز و اقارب آپ کی بابت استعمال کر سکتے تھے۔ ان سے جو بڑی حقیقت ظاہر و باہر ہے وہ حضرت محمد کی آبائی ملت کی کرامت ہے جو جس میں آپ پیدا ہوئے تھے اور جس میں آپ نے اپنا بچپن کاٹا تھا۔ پس ان مقامات سے بھی حضرت محمد کی آبائی ملت تخت و شہر کی پرستی ہی ثابت ہوتی ہے جو آپ نے اس ملت سے تنہا رکھ لی تھی۔

چیت تک کہ مسیحیت کو قبول نہ کیا تھا۔

قرآن و احادیث کے قصص بار بار دہرائے گئے ہیں اور حضرت ابراہیم اور اسماعیل کا عرب میں آنا اور کعبہ کا بنانا مذکور ہے۔

خدا کی وحدانیت کے عقیدہ میں حضرت محمد کی شکلات کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی وی آیات میں سے چند آیات منہ بعد مد پیش کی ہیں۔ ان سے حضرت محمد کا ایک عرصہ تک توحید الہی کے اعتقاد میں متذبذب ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے کیا یہ آیات حضرت محمد کے عارف باللہ ہونے کی دلیل ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں کہ یہ آیات آپ کی زندگی کے ابتدائی حصہ پر دلالت کر رہی ہیں۔ جبکہ آپ بچوں سے مانوس ہو کر اپنے آباء کی مذہب کے عقائد میں تنہا رہے تھے جبکہ منور سبیت کے عقیدہ کے واحد خدا کی آگاہی ہوئی تھی۔ مگر اس کی وحدانیت پر آپ کا دل نہ جتنا تھا۔ جبکہ آباء کی مذہب کے پرشرک عقیدے آپ کو پیاسے معلوم ہوتے تھے۔ جبکہ آپ کبھی خدا پرستوں کی طرف ہوا کرتے اور کبھی مشرکوں کی طرف ڈھلک جایا کرتے تھے؟ یہ آیات روز روشن کی طرح یہ بات بھی ظاہر کر رہی ہیں کہ حضرت محمد کی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں قوم کے لوگ آپ سے رشتہ رکھتے تھے۔ ایک قسم کے لوگ خدا پرست تھے جو آپ کی دین حق کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ آپ کے تعلقات تو گہرے تھے مگر آپ ان کے عقائد کی کچھ میں نہایت کچھ تھے۔ یہ لوگ آپ کو آباء کی مذہب کے خلاف تعلیم دیا کرتے تھے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جو آباء کی ملت یا حنفیت کے عقائد کی خوبی ظاہر کیا کرتے تھے۔ اپنے معبود کی فصیلت کے قصے سنایا کرتے تھے اور اس وقت حضرت محمد ان مشرکوں سے الگ تھے۔ عجب بات ہے کہ حضرت محمد وقت مشرکوں سے بھی اُٹھ کر کھٹے تھے۔ ان کے معبودوں سے خائف ہو کر ان کی الوہیت کے خیال سے مؤثر ہو جایا کرتے تھے۔ آپ پر مشرکوں کے خیالات یہاں تک مؤثر ہو جایا کرتے تھے کہ اسلامی دکان کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت محمد کی یہ حالت تب ہی تک رہی ہوگی جب تک آپ سبیت و اسلام سے واقف ہو کر مسیحی یا مسلم نہ بنے ہونگے۔ مسیحی سلم ہونے کے بعد کی زندگی سے آیات مذکور کی مطابقت نہیں ہو سکتی ہے۔

اگر منہ بعد مد آیات کو حضرت محمد کی چالیس (۴۰) سالہ زندگی کے بعد آپ سے منسوب کریں تو پہلے یہ بات مانتی محال ہو جاتی ہے کہ حضرت محمد کا بچپن سے سیکڑ چالیس سالہ عمر تک مسیحیوں سے رفاقت و سنگت رکھنا اور مسیحیوں کی کتب مقدسہ کی تعلیم پاتے رہنا اور پھر اپنے عزیز و اقارب کے مسیحی ہونے پر آباء کی حنفیت کے تخت پر چر رہنا ایسی باتیں ہیں جو مانی نہیں جاسکتی ہیں۔ دوم اگر بغرض محال بات کو بھی مان لیا جائے تو ایک ایسے شخص کو نبی بنانے کی کوشش کرنا جو ملکہ نبوت سے خالی ہو۔ جو نبوت کے عہدے پر بلایا جا کر خدا کی وحدانیت کے اعتقاد میں ایسا متزلزل و متذبذب ہو اور مشرکانہ عقائد کی حقانیت کا ایسا خیال رکھتا ہو جیسے خیالات آیات منہ بعد مد سے ظاہر ہیں اور جو کلام اُسے دیا جاتا ہو اس سے دل تنگ ہو کر چھوڑنے پر آمادہ ہونا۔۔۔ رہنا ہو۔ یہ تمام امور ہی آپ کی نبوت کی نفی میں کافی و دوافی نبوت بن سکتے ہیں۔ جن میں سے ایک کا بھی جواب نہیں ہو سکتا۔ پس آیات زیر بحث کو حضرت محمد کی چالیس سالہ عمر کے بعد کی زندگی سے

ان میں کیا تھا۔ نہ ان کے عقائد کے ثبوت میں ان کے پاس کوئی کتاب تھی پس وہ ابتداء ہی سے تحف و تحنت کرنے ہوئے آرہے تھے۔ ان تمام باتوں نے عربوں کے انبیاء مذکور کی مذاہن و نشانیں اور ان کی نبوتیں عرب کی زمین سے کافور کر دیں اور ان کے دین اور ان کے عقائد کو مملات میں نابود یا پس محمد کے آبائی مذہب میں کفر پرستی اور شرک پرستی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

وہ شخص جو حالات مندرجہ صدر کو سمجھ سکتا ہے وہ حضرت محمد کی بابت آسانی سے اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمد کی آبائی مذہبی ملکیت حق شناسی کے تمام وسائل سے خالی تھی بہ قدرت نے آپ کے فائدہ میں حق شناسی اور حق رسی کے جو وسائل مہیا کئے تھے وہ بالکل غیر آسانی تھے۔ وہ وسائل عربی سحیت اور عربی سحیوں سے متعلق تھے خوش قسمتی سے آپ کے ہی خاندان کے اکابر سچی ہو گئے تھے آپ کو روکھیں سے ان سحیوں سے انس و موالت تھی۔ انہیں سے آپ کے گہرے تعلقات تھے۔ وہ علم فضل بلکہ دولت و ثروت میں غنی تھے۔ وہ مسیحیوں کی کتب مقدسہ کو عربی لباس پہنا کر لے تھے۔ حضرت محمد ان سے کتب مقدسہ کی تعلیم پایا کرتے تھے۔ مخالفین سحیت اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ حضرت محمد کو سچی صبح و شام قصص سکھاتے ہیں اور آپ قصص و بیانات کو لکھ لیتے ہیں یہ تاثر مزاج کسی طرح سے حضرت محمد کو نہیں پہنچ سکتا۔

۲۔ حضرت محمد کو مسیحیوں نے قرآن مجسم سکھایا تھا۔ مروجہ قرآن میں یہ بات معنائی سے آئی ہے کہ حضرت محمد کو مسیحیوں کی کتب مقدسہ کے قصص سکھائے گئے ہیں۔ اس کی بابت بہت سے ثبوت نقل کئے جاسکتے ہیں۔ مگر ہم بخوف طوالت صرف چند مقامات نقل کرنے پر کفالت کرتے ہیں۔ لکھا ہے: **وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ الْمُبِينَةَ وَمَنْ لَمْ يَذْكُرْهُ مِنْ قَبْلِهِ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ** اور ہم نے تمہاری طرف صاف صاف آیات اتاری ہیں اور ان لوگوں کی تمثیلات میں جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں اور پرہیزگاروں کے واسطے نصیحت ہیں۔ نوراہیت ۳۶۔ پھر سورہ نساء میں انبیاء ما قبل کی فہرست دیکر مصنف قرآن نے لکھا ہے: **وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّهِمْ تَقْصُصُهُمْ عَلَيْكَ**۔ اور بہت سے اور رسول ہم بھیج چکے ہیں جنکے قصے ہم پہلے تجھ سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے اور رسول ہم بھیج چکے ہیں جنکے قصے ہم نے تجھ سے بیان نہیں کئے۔ نساء آیت ۱۶۳۔ پھر یہ تمام قصے حضرت کے دل و ثوابت و ذہن کرنے کے لئے سنائے جاتے تھے۔ لکھا ہے: **وَكَلَّا تَقْصُصْ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَايِبِ مَا نُنْزِلُ بِهِ فَتُخَوِّفَهُ فَيُكْفَرُوا وَلَوْ كُنُوا رُسُلًا**۔ اور کل رسولوں کے قصے تجھ پر بیان کرتے ہیں تاکہ ان سے تیرا دل قائم کر دیں۔ ہود آیت ۱۲۔ پھر ان تمام قصص کو بائبل کی تصدیق میں سنایا گیا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے: **لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَقْصِيدًا بَيْنَ يَدَيِ الْوَيْحِ**

ہو اس پر سید مرحوم جیسے بزرگ انہیں عرب کے انبیاء تسلیم کر گئے ہیں۔ اگر حضرت محمد سے پیشتر عرب میں کبھی کوئی مذہب یا بتھیا کوئی نبی رسول آیا تھا تو حضرت محمد کے آباء مذہب کو گراہی دینا وہاں جاسکتا تھا۔ مگر آپ کے آباء مذہب کی بابت وہ کچھ کہا گیا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اسکے سوا ذیل کی آیات نے عربی انبیاء کی ہستی بھی اڑا دی ہے۔ لکھا ہو

اَمْ اَنْتُمْ كَتَابًا مِّنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ بَلْ قَالُوا اِنَّا وَجَدْنَا آبَاَنَا عَلَىٰ آثَرِ آدَمَ وَاِنَّا عَلَىٰ اَثَانِهِمْ مُّعْتَدُونَ۔ یعنی کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب اس سے (قرآن سے) قبل دی ہو جس کے ساتھ وہ تم تک کرتے ہیں۔ بلکہ وہ تو یہی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء کو ایک امت پایا ہو اور ہم انکے نقش پا پر ہدایت یافتہ ہیں۔ زخون ۲ رکوع۔

پھر لکھا ہے۔ اَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيْهِ تَذٰرِیُّنٌ۔ یعنی کیا ہم نے تم کو کوئی کتاب دی ہے۔ جسے تم چھوڑتے ہو۔ قلم ۲ رکوع۔ پھر لکھا ہو۔

اَمْ لَكُمْ مِّسَالٌ مِّمَّنْ يَنْتَفِعُونَ بِاَلٰیٰتِنَا اِنْ خُتِمْنَا بِهَا يَنْتَفِعُونَ بِهَا لَوْلَا اَنْتُمْ لَعَدُوًّا لِّنَفْسِكُمْ اِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ۔ یعنی کیا تمہارے پاس کوئی مسالہ ہے۔ پس لاؤ اپنی کتاب اگر تم سے ہو۔ والصفت ۵ رکوع۔ پھر آیا ہو۔

اَمْ اَنْتُمْ كَتَبْتُمْ عَلٰی بُنۡیٰنٍ مِّنۡہٗ بَلۡ اِنۡ یَّعۡدُوۡا لِّلظٰلِمِیۡنَ بَعْضُہُمۡ بِبَعْضٍ اِلَّا غُرُوۡرًا۔ یعنی کیا ہم نے ان کو کتاب دی ہو جس کے سبب سے وہ مینا ت پر ہوں۔ بلکہ ظالم لوگ ایک دوسرے سے وعدہ کرتے ہیں تو فریب ہی کا وعدہ کرتے ہیں۔ فاطرہ ۲ رکوع۔ پھر آیا ہو۔

اَمْ اَنْتُمْ عَلٰیہِمْ سُلٰطٰنٌ فَعُوۡدُنَا عَلٰیہُمۡ کَاۡلِیۡۡہِ بَشِیۡرٌ کُوۡنَ۔ یعنی کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی محبت نازل کی جو ان سے وہی کلام کہتی ہے جس کے ساتھ وہ شکر کرتے ہیں۔ روم ۴ رکوع۔ پھر آیا ہو۔

وَمَا اَنْتُمْ بِمُعۡتَدٍ لِّیۡدِیۡرُ مٰرۡسُوۡنَہَا وَمَاۤ اَرْسَلۡنَا اِلَیۡہِمْ قَبۡلَکَۤ اٰیٰتِنَا۔ یعنی اور ہم نے ان کو کوئی کتاب نہیں دی جسے وہ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے ہم نے ان کی طرف کوئی نذر بھیجا۔ ساء رکوع ہمیں اس بات سے ابکار نہیں کہ مروجہ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ عرانی کا اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کا عرب میں آنا اور کعبہ بنانا وغیرہ مذکور ہو۔ ساء وغیرہ غیر معروف بزرگوں کے قصص مروجہ قرآن میں مرقوم ہیں۔ مگر آیات منقولہ بالا ان تمام قصص کی حقانیت و سحت کے خلاف صریح نصوص ہیں

انکی سند پر حضرت اپنے آباء مذہب کے معتقدوں کے تمام دینی عقائد کی تکذیب میں کمر بستہ ہیں۔ آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ خفاء اور صائبین اور قریش اور دیگر قبائل عرب حضرت سے پیشتر نہ کوئی کتاب رکھتے تھے۔ نہایت کا کوئی وسیلہ رکھتے تھے۔ نہ ان میں پیشتر کوئی مذہب یا بتھیا ہو تھا۔ نہ کوئی نبی رسول

بَدَّ إِلَيْهِ وَانْقَضَىٰ كُلُّ نَبِيٍّ وَرَحْمَةُ يَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔ یوسف آیت ۱۱۱ پھر یہی انبیاء کے قصص سننے کا حکم تھا۔ نہ حقیقت کی شریعت سننے کا لکھا ہو۔ نہ قصص انقص تعلّمہ تَفِکَرُ دُونِ۔ پس ان قصوں میں سے قصے بیان کرتا کہ وہ فکر کریں۔ اعراف آیت ۶۷۔ یہ قصص اسلئے غیب کے اخبار سمجھے گئے تھے کہ انکو نہ حضرت جانتے تھے اور نہ حضرت کی قوم جانتی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہو۔

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَآرَأَيْتَ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ۔ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جنکو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ تو اور تیری قوم اس سے پیشتر ان باتوں کو نہ جانتے تھے۔ پس صبر کر آخر کار اہل خوف کا ہی بھلا ہوگا۔ ہود آیت ۴۹۔

حضرت محمد کی ابائی ملت کے لوگ قرآنی عبارات کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کرتے تھے جنکو جیسی مانتے تھے خود قرآن عربی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ حضرت محمد اور دوسرے ایسا لانے والوں کے لئے مسیحیوں کی کتب مقدسہ کے آپ کو قصص سکھائے گئے، وہی تمام انبیاء کے قصص نہیں سکھائے گئے۔ صرف چند ایک کے قصص سکھائے گئے جو قصص بصورت قرآن عربی آپ کو سکھائے گئے تھے۔ وہ سب کے ایسے قصص تھے جن سے حضرت محمد اور آپ کی ابائی قوم سرے سے بے خبر تھی۔ وہ قصص سراسر مسیحیوں کی بائبل کی تصدیق و تائید میں سکھائے گئے تھے۔ پس اس بیان سے ہود، صالح اور شعیب و لقمان اور سکتہ رزہ القرظین اور حضرت ابراہیم و اسماعیل کے وہ قصص جو ان کے عرب میں آنے اور کعبہ شریف بنانے وغیرہ کے متعلق ہیں جنہیں عام عرب جانتے اور مانتے تھے پھر جزو قرآن نہ رہے۔ یہ قصص ہرگز حضرت محمد کو کسی جی نے نہ سکھائے تھے۔ غرضیکہ منقولات بالا سے کفار و مشرکین عرب کے اس اعتراض کی صحت پر صاف دیکھا گیا ہے کہ حضرت محمد کو جی قرآن سکھایا کرنے اس بات میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت محمد کا پیچھے نہاد بھائی زید بن عمرو بن نفیل آپ کو مسیحیوں کی بائبل کے قصص و بیانات سکھائیں لیاقت رکھنا تھا۔ آپ کے سوا حضرت درود بن نوفل آپ قرآن عربی کا وہ تین سکھانے کی اہلی لیاقت رکھتا تھا جو قرآن عربی اور بائبل میں مشترک ہے۔ اسکے سوا حضرت خدیجہ الکبریٰ اور وہی جی جنکا ذکر مفسرین نے کیا ہے آپ کو قرآن سکھانے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان اعلیٰ درجہ کے قابل جیسی حدیث کی موجودگی میں خدا کو ضرورت یہ تھی کہ حضرت محمد کو بائبل کے قصص سکھانے کے لئے کسی حیرائیل کو بھیجے۔ خدا نے آج تک کبھی ایسا انوکھا کام نہیں کیا تھا۔

مروجہ اسلام کی جو روایات ہر تک پہنچی ہیں ان میں حضرت محمد کے نبی بننے کا بھی ایک عجیب قصہ آیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد چالیس سالہ عمر میں غار حرا میں تخت کر رہے تھے کہ یکایک ایک شخص نے ہرگز آپ کو بیکار خوب گھوٹا اور کہا ”پڑھ“ آپ نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تین دفعہ اسی طرح

یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کفار کے مقابل حضرت محمد کی رسالت کے شامہ بیان ہوئے ہیں یہی وہ لوگ تھے جو حقیقی قرآن اپنے سینوں میں رکھتے تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جو اللہ کی وعدائیت کے شامہ تھے۔ یہی وہ لوگ تھے اپنے سینوں کے قرآن کو جو حضرت محمد کو سکھایا جاتا تھا جانتے اور سانتے تھے وہ ہرگز یہودی نہ تھے۔ کیونکہ یہودی مسیحیوں کے اور ان کی مسیحیت کے اور یسوع مسیح کے اور انجیل مقدس کے اور قرآنی بیان کی صداقت کے متفق نہ تھے اور نہ ہو سکتے تھے۔ پس یہ لوگ مسیحی تھے۔ لہذا اگر قرآن عربی کے حصول پر جو عام خیال کے موافق جبرائیل کی معرفت حضرت کو ملا تھا۔ حضرت محمد علیہم دینی رسول ہو سکتے تھے تو ان کو اللہ علیٰ طور سے بغیر رسالت حضرت جبرائیل کے علیہم دینی رسول تھے۔ پس مسیحیوں کے مقابل حضرت محمد کو رسول و نبی بنانے کی کوشش کرنا حضرت محمد کے زمانہ کے تمام ان کو اللہ کو نبی رسول بنانا ہو۔ حالانکہ مروجہ اسلام کے احمدی انہیں عام درجہ کے مسلم مانتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ حضرت محمد اپنی زندگی کے کسی حصہ میں مشرکین کے معبودوں کی الوہیت کی سچائی کا
نیال کر کے خدا کی وحدانیت کے اعتقاد سے منہ زل وقت نہ سب ہو کر تھے۔ اُن کے سواقرآن میں ایسے مقامات
بھی پائے جاتے ہیں جو نہ صرف آپ کو اللہ کی طرف سے بے خبر دکھاتے ہیں بلکہ مشرکین عرب کو اللہ جل جلالہ
کی وحدانیت کے اعتقاد سے ناظر ظاہر کرتے ہیں خصوصاً منفرین اللہ کی وحدت سے گزرتے دکھائے جاتے
ہیں اور الرحمن سے سخت پریشان ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ان مقامات میں یہ بات بھی ظاہر کی جاتی ہے کہ نہ صرف
مشرکین الرحمن سے ناظر تھے بلکہ اس کا ان کو اور حضرت محمد کو کچھ علم ہی نہ تھا۔ حضرت محمد کو یہ بات کی جاتی
ہے کہ آپ الرحمن کی بابت کسی باخبر سے دریافت فرمائیں۔ ان باتوں کو ذیل کی آیات میں مابین کیا گیا ہے۔
وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَصَا ۚ وَأَخَذَ اللَّهُ الْفِيضَ
مِنْ دَاوُدَ ۖ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَصَا ۚ وَأَخَذَ اللَّهُ الْفِيضَ
مِنْ دَاوُدَ ۖ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَصَا ۚ وَأَخَذَ اللَّهُ الْفِيضَ
مِنْ دَاوُدَ ۖ

وَاِذَا مَنَّكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ يَّتَّخِذُوْكَ اِلٰهًا وَّكَرِهَ اَطَاعَةُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلٰهَآئَهُمْ وَهُمْ لَا يُغْنُوْنَ عَنْكَ شَيْئًا ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمْ اَصْحٰبُ السَّعِيْرِ ۝۱۰۱
اور کہتے ہیں کہ یہ ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے اور وہ الرحمن کے ذکر سے انکار کرتے ہیں۔ انبیاء

وَإِذْ الْبَشَرُ أَحَدُهُمَا عَرَبٌ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ضَلَّ وَجْهَهُ مُسَوِّدًا وَهُوَ كَاطِمٌ أَرْحَابًا

عمران آیت ۱

۳۔ اَوْتُوا الْعِلْمَ صوفیوں کی وحدانیت کی شہادت تھی اور نہ قرآن کے حافظ ہی تھے۔ بلکہ اسے جانتے اور سنتے بھی تھے اور حضرت محمد سے پیشتر کے زمانہ میں مانتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ قُلْ اُمِّتُوهٓ اُولَ الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا تُبْلَغُ عَلَیْہُمْ حُجُورٌ لِّكَ ذَقَانِ سَحَابٍ کہ تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تحقیق جبکو تم سے پہلے علم دیا گیا جو اس سے پہلے کہ جب یہ ان پر پڑھا جاتا ہو تو منہ کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں بنی اسرائیل ۱۲ رکوع۔

۴۔ یہ اَوْتُوا الْعِلْمَ قرآن اور حضرت محمد کو اپنے بچوں کی طرح پہچانتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ الَّذِیْنَ اَتٰیہُمْ الْکِتٰبُ یَعْرِفُوْہٖ لَمَّا اٰتٰیہُمْ فَوْنٌ اٰمِیْنٌ اُھم یعنی جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہو وہ قرآن و حضرت محمد کو یوں پہچانیں جیسے اپنے بچوں کو۔ بقرہ آیت ۱۲۹

۵۔ مسیحی خدا اور قرآن کے عالم و شاہد ہی نہ تھے بلکہ حضرت محمد کی رسالت کے بھی یہی گواہ تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَمَسْتُ مِنْ سَلٰہٍ قُلْ کَلَّہٗ بِاللّٰہِ شَہِیْدٌ اٰنِیْیَ وَ بَنَیْکُمْ وَ مَنِ عِنْدَہٗ عِلْمٌ اَلْکِتٰبِ فِیْہِ کُفٰرٌ کہتے ہیں کہ تو سرگرم خدا کا مرسل نہیں ہو تو ان کو کہہ دے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ جسے کتاب کا علم ہے کافی گواہ ہے۔ بعد آیت ۳۴

یہاں پر اس بات کی ضرورت ہو کہ الفاظ اَوْتُوا الْعِلْمَ یا اَوْتُوا الْعِلْمَ با علم وغیرہ کے معنی صاف کر دیے جائیں انکی تفسیر میں آیات ذیل کے مطالب پر غور کر لیا جائے۔ لکھا ہے۔ اٰمِیْنٌ حُکْمًا وَعِلْمًا۔ تفصیل آیت ۴۱۔ داؤد و سلیمان کی بابت آیا ہے وَ کَفَلْنَا اٰمِیْنًا اَوْ دَعٰی سُلَیْمٰنَ عِلْمًا۔ نمل آیت ۱۶۔ کل انبیاء کی بابت آیا ہے کہ وَ کَلَّمَا اٰمِیْنًا حُکْمًا وَعِلْمًا۔ انبیاء آیت ۷۹۔ بائبل کی بابت آیا ہے۔ سَجَّادٌ یَّالْبَیْتِیْ وَ التَّوْبُوْا اَلْکِتٰبِ النَّبِیِّ عِمْرٰن آیت ۱۸۔ ذوالفجر آیت ۵۔ حج آیت ۸۔ نمل آیت ۴۳۔ ۴۴۔ و لقمن آیت ۲۰۔ خداوند یسوع مسیح کا خطاب بھی علم للساعة آیات ۱۰۔ ۱۱ کے ساتھ لکھا ہے۔

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ حُجُجٌ کہو آیت ۱۰۔ وَ یَرٰی الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ سُبَا کہو قَالُوْا الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ۔ محمد ۲ رکوع۔ وَ الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ۔ مجادلہ ۲ رکوع۔ قَالِ الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ نَمْل ۲ رکوع۔ وَ قَالِ الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ۔ تفصیل ۸ رکوع۔ وَ قَالِ الَّذِیْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ۔

روم ۶ رکوع۔ آیات منقولہ بالا میں علم سے مراد بچوں کے مقدس نوشتے مذکور ہے اور علم سے مراد وحیت کا بانی خداوند یسوع مسطور ہو۔ انہیں دونوں کا خطاب الکتاب بنیت۔ والذی یاد رکتاب النیر قوم ہے جو لوگ الکتاب رکھتے تھے اور خداوند یسوع مسیح کو مانتے تھے وہ اَوْتُوا الْعِلْمَ اور اَوْتُوا الْعِلْمَ کے نام سے یاد کئے گئے ہیں

تضایا نہیں کیا تھا؟ قرآن عربی کو چھوڑ کر جس قدر حالات و روایات ہم تک پہنچی ہیں ان میں مصفا کے ساتھ عنوان بالاکہ حقیقتوں کو ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ راویوں اور مفسروں نے اس حقیقت کو ایسا گم کیا ہے کہ اس کا پتہ ہی نہیں ملتا ہے۔ مگر ہم حضرت محمد کی زندگی کے ان حالات سے جو اوپر کی فصلوں میں مذکور ہو چکے ہیں اس بات کی ضرورت کا احساس کر رہے ہیں کہ اگر حضرت محمد اور عربی سچیوں کے تعلقات مذکور درست تھے جنکا ذکر ہو چکا ہے تو حضرت محمد کے لئے یہ ایک لازمی امر تھا کہ وہ ابائی حقیقت اور اس کے معبودوں کی عزت و عبادت رکھنا اور سچی دین قبول کرنے کا اظہار فرمائیں۔ اگر حضرت محمد نے ابائی مذہب کو ترک نہ کیا ہوا اور سچیت کو اختیار نہ فرمایا ہوتا تو ان تمام رشتوں میں ایک خوفناک ضعف آ جاتا ہے جو مذکور ہو چکے ہیں +

ہمیں اس بات کا کامل یقین ہے کہ مروجہ قرآن عربی میں ایسی آیات ضرور ہونگی جو آپ کے ابائی مذہب اور اس کے تمام معبودوں اور عقیدہ کو چھوڑنے اور غیر ابائی مذہب کو قبول کرنے کا اظہار کرتی ہوں۔ ان آیات کی ہمیں صرف اس وجہ سے تلاش نہیں ہے کہ ان کے بغیر حضرت محمد کے جو سچیوں سے تعلقاً مختصرہ ناقص اور ادھوڑے رہ جاتے ہیں۔ بلکہ ان آیات کی اسوجہ سے بھی تلاش ہے کہ حضرت محمد اور ابائی مذہب کے معتقدوں میں باہمی مخالفت و مکاذبت کا اور باہمی دشمنی و عداوت کا ایک سبب ثابت ہوں۔ اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ اہل قریش اور حضرت محمد میں حد درجہ کی باہمی مخالفت و مکاذبت تھی۔ حضرت محمد اور کفار قریش میں سخت دشمنی و عداوت تھی۔ آپ اس دشمنی کی وجہ سے ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ اگر حضرت محمد کا ابائی مذہب ترک کرنا اور غیر ابائی مذہب اختیار کرنا ثابت ہو جائے تو حضرت محمد میں اور قریش میں باہمی مخالفت و مکاذبت کا سبب بن جاتا ہے جس سے کثیر شکلات حل ہو جاتی ہیں۔ قرآن شریف کو پڑھنے سے ہمیں وہ آیات بھی مل گئی ہیں جن میں حضرت محمد کے ابائی مذہب کو ترک کرنے اور ایک غیر ابائی مذہب قبول کرنے کا اظہار آیا ہے۔ قرآن میں ایسی آیت بھی آئی ہیں جنکو ہم بخوف طوالت درج نہیں کرتے ہیں۔ تو بھی ناظرین کی دلچسپی کے لئے حسب ذیل آیات کو درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

نَدْعُوْهُمْ لَیْکُمْ وَ اَنْتُمْ لَیْسَ بِہِ عَلَیْہُمْ اَنْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعِزِّ الذِّہْنِ۔ یعنی تم مجھ کو بلا تے ہو کہ اے اے تم سے نفار و شرک کردن جبکی تجھے خبر نہیں ہے اور میں تم کو گناہ معاف کرنے والے خدا کی طرف بلاتا ہوں جو نہایت زبردست ہے۔ یونس ۵۰ رکوع +

تمام عرب میں سچی مذہب کا معبود گناہ معاف کرنے والا مشہور تھا اور وہ دنیا میں تاحال اسی جہل کے سبب مشہور ہے جو حضرت محمد کافروں اور مشرکوں کو اسی اللہ کی عبادت پر بلایا کرتے تھے۔ مگر کافر اور

میں سے کسی ایک کو ثبات دی جاتی ہو جو الرحمن کے واسطے تمثیل ہو تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل میں گھٹ جاتا ہو۔ زخرف آیت ۱۰ - پھر یہ کہ

سجدہ کر تو وہ یہ جھپٹے ہیں کہ الرحمن کیا ہے؟ انکی اس سے نفرت ہے۔ یاد رہوئی جو قرآن

یہاں احمد کی وحدانیت کی بابت مشرکین کی وہی حالت ظاہر کی گئی ہے جو کسی وقت خود حضرت محمد کی تھی
 مدبرِ براں مشرکین احمد الرحمن کی نسبت ایسے ہی بے خبر ظاہر ہیں جیسے کہ حضرت محمدؐ تھے، فرق صرف اس قدر ہے کہ
 مشرکین الرحمن کی نسبت لاعلم ہو کر اُس کے ذکر اذکار سے نا فرستے اور اُس کے معبود ہونے کو نہ مانتے تھے، حضرت
 محمد الرحمن کی بابت ان باخبر لوگوں سے کچھ دریافت کر سکتے تھے جنکو الرحمن کا علم تھا۔

مذہبہدایات میں حضرت کو ہدایت کی گئی ہے تاکہ آپ باخبر لوگوں سے استفادہ فرمائیں وہ الرحمن کے عالم و
عالمت کرن تھے؟ وہ وہی تھے جو الرحمن کے صاحبزادے تھے جنکے پاس الرحمن کی کتابیں تھیں جو الرحمن کی عبادت کا محکم
دیتی تھیں۔ یہ لوگ عیسیٰ بھی تھے۔ جو اسد کی سچی توحید کے شاہد و گواہ تھے۔ جو قرآن عربی کے عالم و ماہر و مفسر تھے۔ جو
قرآن محکم کی ہر ایک شکل کو حل کرنے کی لیاقت رکھتے تھے۔ جو حضرت محمد کی اہست پر آپ کی حمایت کرنے کو تیار رہتے
تھے۔ اگر ان عیسویوں کی موجودگی پر حضرت محمد نے کسی سچی سے قرآن محکم نہ سیکھا ہوتا تو اب حضرت جبرائیل کی معرفت بھی آپ کو
قرآن سکھانا کوئی آسان کام نہیں ہو کہینکہ اگر حضرت محمد کو جبرائیل قرآنی کی ہی معرفت قرآن سکھانے کی کوشش
کی جائے تو عربی سچی حضرت محمد سے افضل معانی میں نبی رسول نجاتے ہیں نیز یہی مشکل ایسی پیدا ہو جاتی ہے جسے
پرانے عقیدے کا کوئی مسلم کبھی حل نہیں کر سکتا ہو۔ اس مشکل کا صرف یہی حل ہے کہ اہل قرآن اس بات کو تسلیم
کریں کہ بلاشبکہ حضرت محمد نے عربی صحیوں سے قرآن محکم کی تعلیم پائی تھی۔ حضرت محمد کی نبوی و قابلیت اس بات
میں تھی کہ جو کچھ آپ نے قرآن محکم کی صورت میں سیکھا تھا اُسے آپ نے محفوظ رکھا تھا اور اُسے اپنی قوم کے لوگوں کو
متنایا۔ اس بات میں آپ ہر طرح قابلِ عزت تھے۔

چھٹی فصل

حضرت محمد کی آبائی مذہب کے دستبرداری اور دین اسلام کی پیروی کا اعلان

وقت آگیا ہے کہ اب ہم اس بات کی تلاش کریں کہ آیا حضرت محمد نے ہمیں اپنی زندگی میں آباء کی مذہب و معبودوں کا ان کی عزت و عبادت کا انکار کر کے غیر آباء کی مذہب و معبود کی عزت و عبادت کا اعلان کیا

سیرت کی کمال دیری کا اظہار ہے۔ آپ کا آباء و اجداد کے مذہب سے ارد کا فرو مشرک عزیز و آقارب الگ ہو جائیگا اعلان واقعی نشانہ حقیقت ہے۔ آپ کا مسورہ کافروں کے الفاظ میں آبا کی مذہب و معبود کو ترک کرنے کا اظہار آپ کی روحانی دیری کا ضرور شاہد ہے آپ کے ایسے اللہ اور اس کے دین کو مانتے کا اشتہار دینا جسے کفار و مشرکین عرب مانتے نہ تھے اور ارباب الکعبہ کی جگہ رب العالمین کی الوہیت و عبادت کا اعلان کر دینا۔ آپ کی روحانی بصیرت کی وسعت کا ضرور گواہ ہے۔ آپ کا سب سے پہلے رب العظیم کا اسلام لانیکو شہر کر دینا آپ کا دلیرانہ فعل ہے۔ غرضیکہ آپ مسیحی دستوں سے یسوں تک دینی تعلیم پا کر ایک وقت ضرور اس فیصلے تک پہنچ گئے جو آیات مذکور میں بیان ہوا ہے۔

ساتویں فصل

حضرت محمد اور مسیحیوں میں رشتہ داری اور اکل و شرب

فصل گذشتہ میں دو باتوں کے اعلان ہو چکے۔ ان میں سے ایک اعلان اس بات کا تھا کہ حضرت محمد آبا کی مذہب و معبودوں کو چھوڑ چکے۔ دوسرا اعلان اس بات کا تھا کہ حضرت محمد دین اسلام کے رب العالمین کی فرمانبرداری کر چکے۔ ان دونوں اعلانوں سے ایک طرف تو حضرت محمد کے آبا کی مذہب مانتے والوں سے تمام مذہبی اور مجلسی رشتے ٹوٹ گئے۔ دوسری طرف آپ کے مذہبی و مجلسی رشتے عربی مسیحیوں سے ہو گئے۔ اس نئے مذہب سے تعلقات جو پیدا ہونے لگے ان پر بھی قرآن عربی میں اباحت آچا ہے یعنی تمام مسیحیوں کو علم ہوا چاہئے تھا اور ساتھ ہی حضرت محمد کو اس بات کی آگاہی دے گا کہ آپ کے مذہبی اور مجلسی رشتے مسیحیوں سے ہو سکتے ہیں۔ آپ کی تسلی کے لئے ضرور تھا کہ قرآن عربی میں کوئی خاص حکم لکھا جائے کہ جو حلف آبا کی مذہب ترک کر کے مسیحی ہو جائیں ان کی مسیحیوں میں مباح شادیاں ہو سکتی ہیں۔ وہ مسیحیوں کے ساتھ کھانے پینے میں رشتے ملتے کر سکتے ہیں۔ قرآن میں ایسی ہدایت کی ضرورت تھی تاکہ حضرت محمد آپ کے ساتھ جو آبا کی مذہب چھوڑ کر مسیحی مذہب اختیار کرنے کو تھے۔ دونوں طرف سے الگ ہو کر نقصان نہ اٹھائیں۔ لہذا قرآن عربی میں ایسے احکام کی موجودگی کی امید کی جاسکتی ہے اس سے پیشتر کہ ہم قرآن شریف سے ایسے احکام کو پیش کریں ہم بات بتلا دینا چاہتے ہیں کہ عربی مسیحی اپنے دین کا نام اسلام اور اپنی مسیحیت کو مسلمانی اور اپنے آپ کو مسلم یقین کرتے تھے۔ اس بات کا ایک ثبوت ہم پیشتر نقل کر چکے ہیں۔ باقی ثبوت انشاء اللہ حصہ دوم میں پیش کرینگے۔ آگے چلکر اسی حصہ میں بھی کچھ زیادہ عرض کرینگے۔ ناظرین کوئی احوال مسیحیوں کے مسلم اور انکی مسیحیت کو اسلام ماننے میں تامل کی ضرورت نہیں۔ ہمارے اس دعویٰ کوئی احوال تسلیم کر کے حضرت محمد اور مسیحیوں کے مذہبی اور مجلسی تعلقات کو قائم کر دینا لے احکام

مشک حضرت کر اپنے معبودوں کی عبادت اور پرستش کے لئے سمجھایا کرتے تھے۔ پھر لکھا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَكِن
أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ اے لوگو اگر تم میرے دین کی بابت شک میں ہو تو میں انکو نہیں تم سے
کے سوا پرستے ہو نہیں پوجتا۔ بلکہ اُسے پوجتا ہوں جو تم کو وفات دیتا ہے۔ یونس ۱۰۵ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَتَمْتَعُ بِدُونِ مَا أَعْبُدُ ۚ لَأَدَّاءُ لَكُمْ بِدَلِّ مَا أَعْبُدُ
وَلَا أَتَمْتَعُ بِدُونِ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ مَنِّي كُمْ وَلِي دِينٍ۔ یعنی تو کہہ اے کفار میں اُس کی عبادت نہیں کرتا جسکی
تم عبادت کرتے ہو اور نہ اُس کی تم عبادت کرنا والے ہو جسکی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں اُنکی عبادت کرنا والا ہوں جسکی
تم عبادت کرتے ہو اور نہ اُنکی تم عبادت کرنا والے ہو جسکی میں کرتا ہوں واسطے تمہارے دین تمہارا اور واسطے میرے دین میرا پھر
یہ کہلاتی تھیں اُن اَعْبُدُ الْكَافِرِينَ تَذَعُونَ مِّنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي الْبَيِّنَاتُ مِّنْ رَبِّي وَآمَرْتُ اَنْ
اَسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔ یعنی تو کہہ مجھ کو منع ہوا ہے اُنکی عبادت کروں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے
ہو جب مجھ کو میرے رب کی طرف سے نشانیاں پہنچ چکیں اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ رب العالمین کا اسلام لانا
مومن ۱۰۵ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔

قُلْ اِنِّي مَسْلُوبٌ وَّوَسَّيْتُ وَحْيِي اِنِّي وَهَمَّ اِنِّي لِلَّهِ رَحِيْبُ الْعَالَمِينَ لَا تَشْرِيَا كَلَّهِ وَبَدَلَا اَمْرًا
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔ یعنی تو کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مزار رب العالمین کے واسطے ہو
اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے مسلم بن جاؤں۔ انعام ۱۰۵ رکوع پھر نویں لکھا ہے۔
قُلْ اِنِّي اَمَرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۚ وَآمَرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ۔ یعنی
تو کہہ کہ مجھ کو خالص دین کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے کا حکم ہوا ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے
پہلے مسلم ہو جاؤں۔ زمر ۲ رکوع۔

آیت منقولہ بالا بلاشبہ حضرت محمد کے آبائی مذہب اور آبائی مذہب کے جمیع عقائد سے دست بردار
کا نہ صرف مطالبہ کرتی ہے بلکہ دست برداری کا اعلان کرتی ہے۔ یہ بات ان لی جاسکتی ہے کہ یہ اعلانات
آپ کی زندگی کے مختلف اوقات اور متعدد جگہوں میں ہوئے ہوں۔ سب سے پہلے آبائی مذہب و عقیدہ سے
دست برداری کا اعلان یقیناً مکہ میں ہوا تھا۔ اس کے بعد ممکن ہو کہ مکہ اور مدینہ میں اسے بار بار دہرانے
کی ضرورت پڑی ہو۔

ان اعلانات میں حضرت محمد کی زندگی اور آپ کی خصلت و سیرت ان تمام کمزوریوں سے پاک ظاہر کی
گئی ہے جو پیشتر مذکور ہو چکی ہیں۔ ان میں آبائی مذہب و معبودوں کی حقانیت کا انکار اور آپ کی نہ ہونے

نے اپنی کتاب سر حمد للعلیہ کے صفحہ ۲۰۶ پر فتوح ابدان سے یہ بیان نقل فرمایا ہے۔

اس ڈسٹیشن سے کچھ عرصہ کے بعد اسقف ابراہام ث جو گرجا کا امام تھا اور قسطنطینہ کے رومی بادشاہ کا نہایت ادب اور احترام کیا کرتے تھے اور عام لوگ اکثر کرامات و غیر واسکی ذات سے منسوب کیا کرتے تھے۔ اور یہ شخص اپنے مذہب کا مجتہد تھا ہونا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ اس کے ساتھ اہم باسی علاقہ کا جج اور حاکم بھی تھا اسے سید کے لقب سے مقرب کرتے تھے اور عیسیٰ الملقب عاتب بھی تھا جو سارے علاقہ کا گورنر اور امیر تھا۔ باقی ۴۸ مشہور سردار تھے۔ کل قافلہ ۶۰ سواروں کا تھا۔ یہ عصر کے وقت مسیح بنی میں پہنچے تھے وہ انکی نماز کا وقت تھا (غالباً اتوار کا دن ہوگا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی مسجد میں نماز پڑھ لینے کی اجازت فرمادی اور انہوں نے مسجد سے شرق کی جانب رخ کر کے نماز کی تھی۔ بعض مسلمانوں نے انہیں مسجد نبوی میں عیسائی نماز پڑھنے سے روکنا چاہا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منع فرمادیا تھا۔ صفحہ ۲۰۶

اسکے سوا بھی لوگوں کے خد اپرست ہونے پر ایک اور فرآئی نہ دیکھئے۔ لکھا ہے۔ وَ لَوْ كَا مَرِئَعٌ لِّلّٰہِ اِنَّا نَعْبُدُھُمْ بِنِیْضٍ تَصَدِّقُ مَنَ صَوَامِعَ وَ بِنِیْجٍ وَ صَاكُوْتٍ وَ مَسْجِدٍ یُّذِکُرُ فِیْھَا اَسْمُ اللّٰہِ كَتَبَ جَا یِیْنِہِ اور اگر اللہ تو کو لکھ ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ مٹو اتارے تو (نصاری کے) صوامع اور گرجے اور یسوع کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے خد کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے۔ ندیر احمد ج ۶ رکوع آیت ۴۰۔

اس آیت میں مسیحیوں کے گرجوں اور راہب خانوں کا۔ یہودیوں کے عبادت خانوں اور حضرت کی مسجد کا صفائی سے ذکر آیا ہے اور مساوی طور پر ان پاک مقاموں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ذکر کیا گیا ہے اور کثرت عبادت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی ان پاک جگہوں کی حفاظت آہی کا یکساں تذکرہ آیا ہے اور بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مقاموں کی بعض سے بعض کو دفع کر کے حفاظت کرتا رہا ہے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یہ مقدس مقامات کب سے منہدم ہو چکتے۔ اس سے روشن ہے کہ حضرت محمد اور سچا قرآن یہود و مسیحیوں پر ہرگز کوئی نیکر کا الزام نہیں رکھتا تھا۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی وہ آیات جو مسیحیوں پر شرک کا الزام دیتی ہیں جامعین قرآن کی مہربانی کا نتیجہ ہیں۔

جمع علما ہی قرآن جانتے ہیں کہ کسی کا فو شرک کی نوت پر نماز جہانہ پڑھی نہیں جاسکتی۔ کیونکہ شرع میں اسکی اباحت نہیں آئی۔ لیکن حضرت محمد نے عیسائیوں کی وفات پر نماز جہانہ بھی پڑھی جس کا مختصر ذریعہ آیا ہے۔

پر غور فرمائیں جبکہ ہم پیش کرتے ہیں، مثلاً قرآن شریف میں لکھا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ تَدُومُنَّ . یعنی اور مشرک عورت سے تہ تک نکاح مت کرو جب تک وہ

ایماندار نہ ہو جائے بقرہ ۲ رکوع آیت ۲۳۱۔ پھر اس کی تائید میں لکھا ہے۔

الْحَبِيشَاتُ الْيَافِثَاتُ وَالْحَبِيشَاتُ الْيَافِثَاتُ یعنی گندھی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندھی

عورتوں کے واسطے میں زیر رکوع آیت ۲۶

أَمَّا إِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَلَا تَتْلُوهُ أَمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَلَا تَتْلُوهُ أَمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

خُذْ عَلَيْكَ زِينَةَ زَاوِي الْأَيْمَنِ الْمُؤْمِنِينَ . یعنی زانی نہیں نکاح کرتا مگر ساتھ زانیہ یا مشرک کے اور زانی عورت نہیں نکاح کرتی مگر

ساتھ زانیہ یا مشرک مرد کے اور یہ حرام ہے اور مومنوں کے نور آیت ۳۰۔ اس کے ساتھ اہل کتاب کے متعلق

سورہ مائدہ آیت ۵ کو دیکھو لکھا ہے

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ مَا ذُكِّرْتُمْ وَلَكُمُ الْفَوَاحِشُ مَا ذُكِّرْتُمْ وَلَكُمُ الْفَوَاحِشُ مَا ذُكِّرْتُمْ

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ إِذَا اتَيْنَهُنَّ فَاجْرِدْنَهُنَّ وَأَجْرُهُنَّ

مُكْتَسَبٌ غَيْرُ مُسَاغَيْنٍ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ بِأَوْلَادِكُمْ فَحَبْطُ عَمَلِكُمْ وَهُوَ

فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخُسْرَانِ . ترجمہ۔ اچھے دن تمام پکیزہ میں نہا رہے لئے حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب

سوا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ اور مومن عورتوں میں سے محضات اور

جن کو نرم سے پہلے نہا دی گئی ہے ان میں کی محضات حلال ہیں تمہارے واسطے بشرطیکہ ان کے مہر ان کے حوالے

کرو اور تمہارا ارادہ (انکی فدیہ نکاح میں لایا گیا ہو نہ کھلے کھلا بکامی کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا

اور جو ایمان کی ان باتوں کو نہ مانے تو اس کے اعمال اکارت گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھائیں اور لا بگ

مائدہ آیت ۴۰

منقولہ بالا آیات حنفیت کے ان تمام الزامات کی صفائی کے لئے جو صحابہ کی امت کے قرآن متشابہ نے

مسیحیت پر یا جھول پر یا جھول کے عقائد پر لگائے ہیں کافی سے زیادہ ہیں۔ ان میں بحیثیت اور مسیحیوں کی حقانیت کا

بیان اچکا ہے۔ ان میں حضرت حماد مسیحیوں میں مجلسی اور خاندانی رشتے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ مشرکوں اور کافروں

سے ان نیتوں کے قیام کی مانعت ہو چکی ہے۔ مرد و اسلام کے مسلمانوں کو انکھیں کھول کر اپنی غلطی دیکھ کر اس کا ان کو

کی عینک لگا کر ملاحظہ کرنا چاہئے اور ہم اور کچھ بھی سناتے ہیں۔

اس کے سوا یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مشرک کو مسجد میں آنے کی قرآن شریف نے اجازت نہیں دی مگر ہم کو

معلوم ہے کہ آنحضرت کی حیات میں سچی مسجد میں سناڑ پڑھا کرتے تھے چنانچہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری

نہ پڑھتے تھے آیت میں اُنکی طرف سے عذر کر دیا ہے۔ انزلفہ ابن عربی تالیف عبدالہ انعامی مطبوعہ
ولکشوریٹیم پریس لاہور صفحہ ۱۰-۱۱۔

حالات منقولہ بالا سب سے پہلے اس حقیقت کے شائبہ ہیں کہ قرآن و اسلام محمدی میں سچی مشرک سمجھے
نہیں گئے تھے۔ مشرکوں اور کافروں سے بلا شک حضرت کو اکل و شرب اور بیاہ شادی اور رشتہ ناطہ کی
صیح ممانعت تھی۔ مشرک و کافر عورتوں سے حضرت محمد اور اسلام محمدی کے سچے دوست بیاہ شادی نہ
کر سکتے تھے مشرک و کافر مساجد میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ کافروں اور مشرکوں کا حضرت خازنہ نہ پڑھ
سکتے تھے مگر

مسیحیوں سے آپ کے تعافلات ایسے نہ تھے۔ ان سے اکل و شرب جائز تھا۔ اُنکی لڑکیاں بیاہ لینی
اور اُنکو اپنی لڑکیاں بیاہ دینی جائز تھیں۔ وہ مساجد میں آکر اپنی نمازیں ادا کر سکتے تھے۔ اُن کے
مزدوروں پر حضرت محمد نماز جنازہ پڑھ سکتے تھے اور کسی کے دکنے سے نہ رکنے تھے۔ اب خدا ترس مسلم
فرمائیں کہ مسیحیوں پر کفر و شرک کا الزام دینے والے کون تھے؟ ہندوستان میں جو شرع محمدی مروج ہو
جسکی رو سے کوئی مسلم سچی عورت سے اور کوئی مسیحی عورت مسلم آدمی سے نکاح نہیں کر سکتی اور اگر کوئی
شادی شدہ مسلم سچی ہو جائے تو اُن کا فوراً نکاح ٹوٹ جاتا ہو۔ یہ شرع محمدی کون سے دین کی شریعت
ہے؟ جو آیات و روایات ہم نے نقل کی ہیں اُن کی سچائی بھی کچھ وزن رکھتی ہے یا نہیں؟

ہم منقولات بلا ملاحظہ نہ کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ روایات نہ کر رہے۔ بالا کو ناظرین کرام کے فیصلے پر چھوڑ جاتے
ہیں ہم یہ بات ضرور کہتے جاتے ہیں کہ حضرت محمد کی زندگی میں عربی سچی اور حضرت محمد و احمد مذہب کے
مخلفہ تھے۔ حضرت محمد کو جو قرآن مجسم ملا تھا وہ صحیحیت کی تائید و تصدیق میں اور حنفیت اور اس کے عفا
در سوم کی تکذیب و تنکیر کے ثبوت میں ملا تھا۔ ہم اس دعو کو بخوبی ثابت کر چکے ہیں اور آگے کو بھی انشا
اسے ثابت کرتے رہیں گے۔

آٹھویں فصل دین اسلام اور اس کے ارکان کی تشریح میں

ہم پیشتر دکھانچے کہ حضرت محمد اپنی زندگی کے ایک خاص وقت میں ابالی حنفیت اور اس کے عفا
در سوم کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر دین اسلام کے مسلم بن گئے۔ دین اسلام کے رب العالمین کو حنفیت کے ارکان
کعبہ پر بزرگی و فضیلت دیکر اہل مکہ و قریش رکعہ و خفار کے جمع معبود و مکر ہمیشہ کے لئے تباہ کر چکے

دکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ ام تر کی طرف سے ایک سلسلہ تالیفات شروع ہوئیں جس کا نمبر فلسفہ ابن عربی نامی ایک رسالہ ہماری نظر سے گذر جس سے ہم ذیل کا بیان نقل کر کے ناظرین کی نذر کرتے ہیں۔
 قبلہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے پر تمام اسلامی فرقوں کو اتفاق ہو لیکن ابن عربی کی ازاد خیالی نے اس سے بھی اختلاف کرنا چاہا۔ اس لئے کہ جب خدہ اہر جگہ ہے تو اس کے لئے ایک خاص سمت مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے فرماتے ہیں۔

ولو لا الاجماع سبقني لما قل ان التوجه الى الكعبة شرط في صحته الصلاة لان قول الله تعالى فانيما تولوا فثم وجه الله فذللت بعد قوله وحيثما كنتم فولو وجوهكم بمرطبه فمهي اية محكمة غير منسوخة ولكن انعقد الاجماع على هذا فتومات كعبه باب ۶۶۔

یعنی مجھ سے پہلے اگر اجماع نہ ہو چکا ہوتا تو میں یہ نہ کہتا کہ سزا کی سمت کے لئے کعبہ کی طرف رخ کرنا شرط ہے۔ اس لئے کہ یہ آیت جدھر رخ کر دے اسی طرف خدہ اکاثر رخ ہے اسی آیت کے بعد کثرت ہو کہ جہاں کہیں ہو اسی جگہ رخ کر لیا کرو۔ آیت سابق الذکر حکم اور غیر منسوخ ہے لیکن اجماع اسی دوسری آیت پر متفق ہو۔ اس موقع پر یہ بتادینا بھی ضروری ہے کہ مفسرین کو اس آیت کی تفسیر میں بڑا اختلاف ہو تقادہ بن دعامہ اسدوسی اس کے شان نزول میں فرماتے ہیں کہ جب نجاشی حبش (ابی سنیا) کے انتقال کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے کی ہدایت کی۔ لوگوں کو جب اس پر ہجرت ہوئی کہ وہ مہمالی تھا اسکے لئے نماز کیسی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی وان من اهل الکتاب من يؤمن بالله یبغی اهل کتاب میں بھی بعض اسد پر ایساں رکھتے ہیں اس پر اعتراض کیا گیا کہ وہ اہل قبلہ سے نہ تھا اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ خدانے اس کے جواب میں یہ آیت نازل کی واللہ المشرق والمغرب فانیما تولوا فثم وجه الله

اس مقام پر امام رازی فرماتے ہیں ومعناها ان الحيات التي یصلی اليها اهل الملل من شرق وغرب وما بینہما کلھا فی فن وجه وجهہ نجوشی معھا بامری ومیرید فی ویتبغی طاعتی و جد فی هماك اسی وجد ثوابی فکان فی هذا عذر للنجاشی واصحابہ ابن ماثو اعلی استنبأ لہم المشرق تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۹۳۔

آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیر مذہب والے مشرق و مغرب وغیرہ جس طرف نماز پڑھتے ہیں ہر سمت میری جو شخص کسی طرف سے میرے حکم سے رخ کرے اور مجھے مقصود دکھائے اور میری عبادت کرنا چاہتا ہو تو مجھ کو بیچنے میرے ثواب کو اسی سمت پائیگا۔ نجاشی اور اس کے ساتھی جو مشرق کی طرف رخ کر کے

جو کوئی منکر ہو اللہ کے حکموں سے نرا لہ کتاب لینے والا ہے حساب پھر جو حقیر سے جھگڑا میں تو کہہ میں نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور جو کوئی میرے ساتھ ہو اور کہہ سے کتاب دالوں کو اور ان پڑھو کہ کتاب میں نابع ہوتے ہو۔ پھر اگر تابع ہوئے تو راہ پر آئے اور اگر مٹ رہے تو تیرا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا اور اللہ کی نگاہ میں میں بندے جو لوگ منکر میں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں یہی کو نفاق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے انصاف کو لوگوں میں سے مسلمانوں کو شیخ جی سادکھ والی مار کی عمران ۲ رکوع ۴

آیات مذکورہ صدر اور تو الکتاب ورائے دین کے متعلق آئی ہیں۔ ان کا دین اسلام ہی اللہ کے نزدیک مقبول دین بتلایا گیا ہے۔ اہل اسلام میں اختلاف ہو نہ کیا ذکر کیا گیا ہو۔ بتلایا گیا ہے کہ ان میں اختلاف علم نے یعنی مسوع نبی کے آنے کے بعد ہوا ہے۔ ہدایت ہوئی کہ اگر تو الکتاب حضرت سے جھگڑا میں تو وہ انکو یہ جواب دیا کرے کہ میں اللہ کا اسلام بتلایا ہوں اور حضرت اور تو الکتاب اور عرب کو اسلام کی دعوت دینا رہے۔ غرضیکہ دین اسلام ان آیات میں ایک دین حق ظاہر کیا گیا ہے۔

تحقیق اسلام یہودیت و مسیحیت کا خصوصی مآبہودیت و مسیحیت کا دوسرا نام ہے۔ یہودی قوم اسی اسلام پر پل آئی۔ لیکن جب اس قوم میں کلمہ اللہ جو علم اللہ ہے آیا تو اس قوم نے اُس کے آنے پر اس سے اور اس کی انجیل سے بغاوت کرکشی کی۔ چونکہ کلمہ اللہ اور علم اللہ کی تشریف آوری میں جانب اللہ تبارک و تعالیٰ اللہ کی پیروی سے انکار کر کے گمراہ ہوئی۔ مگر دین اسلام کا علمبردار یسوع مسیح اور اس کے بعد اس کے شاگرد ہو گئے۔ یہودی قوم کے کفر و انکار پر دین حق باطل نہ ہوا۔ مگر اللہ کے نزدیک۔ دین اسلام ہی نبی آدم کی نجات و مقبولیت کی راہ بنا رہا۔ حضرت محمد کو دین اسلام کی حقانیت پر یہ درس دیا گیا کہ آپ یہودیوں اور عجمی قبیلوں کو دین اسلام کی تعلیم دیں انکو سنا دیں کہ جو لوگ دین اسلام کی متابعت و اطاعت کریں گے وہ مقبول ٹھہریں گے جو انبیاء کے قاتل و مافواں ہو کر اس کی اطاعت سے انکار کریں گے وہ مستوجب عذاب ہوں گے۔ قرآن عزی میں بھی مطلب اختصار کے ساتھ یوں بھی آیا ہے۔

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَإِنَّهُ يَفُوقُ حِمْلَهُ وَهُوَ فِي الْأَخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ۔ یعنی اور جو کوئی غیر اسلام کو دین قبول کر لیا پس ہرگز اُس سے اس کا دین قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں گھٹا اپنے والا ہوگا۔ عمران ۹ رکوع۔ ایک اور آیت میں آیا ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ یعنی آج کے

دن میں تم کو تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ جسکے معنی ہے اللہ کے دین اسلام کو۔ دین اسلام کا معنی ہے اللہ کا دین۔ اسوجہ سے لفظ اسلام کے

معنی مطیع و تابع اور فرمانبردار کے اور تسلیم طاعت کے آئے ہیں +

حفاء سے علیحدگی کر کے مسیحیوں سے آئے۔ اب ہمیں یہ بات بتلانا باقی رہا کہ حضرت محمد نے مسلم ہونے کا ضرور اعلان کیا یہی ہونے کا نہیں پھر مسلم ہونا یہی ہونے کے کیسے بمعنا نکلیا؟

اس سے پیشتر کہ ہم اس سوال کا جواب بخیر بڑ کریں ہمیں ایک بات کا اظہار افسوس کے ساتھ کرنا پڑا ہے اور وہ بات یہ ہے کہ دین اسلام اور اس کی مسلمانی کا علو و درعیان اسلام کے حافظوں سے جاتا رہا۔ وہ حضرت محمد کی وفات کے بعد سے آج تک اسے نہیں جان سکے ہیں۔ اگرچہ اس کا علو و درعیان منور ان کے مذہب و بات میں موجود ہے مگر درعیان اسلام کسی نہ کسی وجہ سے اس سے آٹا نہیں ہو سکے۔ وہ مسیحیت کی کائنات و تحفیر میں اپنا نام زور لگا چکے مگر آٹا کو آٹا نہ سمجھتے اس بات کی آگاہی نہ ہوئی کہ یہی وہ مذہب ہے جس کی حقیقت و صداقت کا شور دین اسلام و مسلمانی کے نام سے مچاتے آئے ہیں۔

دوسری طرف مسیحیوں نے جو آج تک اسلام کے نام سے اسلام و مسلمانی کی تکذیب و تکفیر کی وہ بھی غلطی سے کرتے رہے ہیں۔ انکو اس بات کا علم نہیں ہوا کہ اسلام و مسلمانی یہی مسیحیت و مسیحیوں کی سچائی و صداقت کی سمجھا ہو۔ اس وجہ سے ہر دو فرقہ نے اسلام و مسلمانی کا مفہوم سمجھ کر اپنی مسلمہ حقیقت ہی کی تکذیب و تکفیر کی۔ یہ دونوں غلطیاں آنے والے بیان سے درست ہو جائیں گی۔ کیونکہ ہم ثابت کر چکے کہ دین مسیحیت دین اسلام کا معین ہے اور دین اسلام دین مسیحیت کا معین ہے۔ ان کے عقائد دین واحد ہیں۔ اس لئے یہی مسلم و مسلمہ بھی ثابت ہو جائیکو ہیں۔

اس بات میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ دین اسلام ہی اول و آخر سچا دین ہے۔ مگر وہ بہرگز وہ دین نہیں جو حضرت محمد کی وفات کے دن سے آج تک نام کی مسلم دنیا ماننے لگی ہے۔ بلکہ دین اسلام وہ دین ہے جس کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

حفظ القرآن میں اسلام کی تعلیم۔ عربی ہی اسلام تھے۔ انہوں نے قرآن کی تعلیم کے ساتھ آپکو دین اسلام کی بابت بھی ضرور تعلیم دی ہوگی جو قرآن ہی میں ہے۔ اس میں وہ تعلیم دینا چاہتے تھے۔ تلاش کریں انکو مروجہ قرآن اس باب میں بھی یار نہیں کرتا۔ جو قرآن میں دین اسلام کی بابت ضرور تعلیم ملتی ہے۔ جسے ہم ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے یہاں پر لکھتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ وَمَا اخْتَلَفْتُمُ فِيهِ مِنْ بَيْنِ أُولَى الْأَكْثِيَةِ إِلَّا مِنْ عَنِ الْكِبَرِ ۚ فَذَرْهُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ
نَبِيًّا بَشَرًا مِمَّنْ يَكْفُرُ بِالْبَيْتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ إِنَّمَا تَلْعَلُوهُ وَمِنْ أَتْبَعِي ۚ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ إِنَّمَا تُحْكُمُوهُ فَفَاقِلْ ۚ أَهَسْتُمْ وَأَارِئْتُمْ أَنْ تُتْلَىٰ عَلَيْهِتُ الْآيَاتُ ۚ وَلَوْلَا الَّذِي نُنْزِلُ بِهِ الْبُرْهَانَ لَكُنْتُمْ أَفْكَارًا ۚ وَلَقَدْ يُنْزِلُ فِيهِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَهُمْ يَبْغُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَأْتُونَ الْبَيْتَ لِيُكْفَرُوا بِهِ ۚ وَلَقَدْ يُنْزِلُ فِيهِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَهُمْ يَبْغُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَأْتُونَ الْبَيْتَ لِيُكْفَرُوا بِهِ ۚ وَلَقَدْ يُنْزِلُ فِيهِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

اِس کے مسلمات و مصدقات کے ایسے معنی محدود و معین ہوجاتے ہیں کہ کوئی احمدی یا غیر احمدی منافیت اسلام کے مفہوم کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اسلام کی وہ تفصیل یوں آئی ہے۔

مَشْرَعُ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ طُكُّوا عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا نَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۗ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيُفَدِّسُ إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ طَبَعُ اُس نے تمہارے واسطے دہی دین شرع کیا ہے جس کی نوح کو وصیت ہوئی تھی اور جو کچھ تیری طرف دہی کیا گیا ہے (دہی ہو) جو کچھ ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو وصیت کی تھی یہ کہ بغیر مشرق ہونے کے دین کو قائم رکھو پر مشرکوں پر جس کی طرف تو ان کو بلانا ہے۔ بہت شاق ہو مگر اسی کو بڑبڑہ کرنا ہے جو ایسا چاہتا اور اپنی طرف سے اُسی کی ہدایت کرتا ہے جو بدی سے باز آکر اُس کی طرف جھکتا ہے بشورہی آیت ۱۲۴

اس آیت کی تشریح یوں کی گئی ہے بشرع لکم میں کلمہ شرع کا فعل ماضی معروف کا صیغہ ہے اور مصدر اس کا شرع شریعت ہے۔ شریعت شرعیت ہیں جن کے معنی پانی کے راستہ کے ہیں کہ جس کے پینے سے انسان کی زندگی کو مدد ملتی ہے۔ اس لئے حیات ابدی یعنی نجات کے چشمہ کے راستہ کو بھی جو وہ سجا اور ہی احکام الہی کی ہے تشبیہ کے سبب سے شرعیت کہتے ہیں۔ یہ معنی کلمہ شرعیت کے تفسیر معنیادی میں بھی تحت آیت ۸ سورہ مائدہ نکل جعلنا منکم شرعاً ومنہا حیا کے درج ہیں۔

من الدین میں کلمہ دین کا بیٹے حساب کے ہے اور زجاج نے لکھا ہے کہ جن میں احکام کی تعمیل اللہ جل شانہ اپنی مخلوقات سے کرانی چاہتا ہو ان کا نام دین ہے۔

ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسى وعيسى میں کلمہ "ما" کا متضمن معنی عام کا ہے۔ اس لئے معنی اسکے یہ ہیں کہ ہر ایک امر جو نوح کو اور کچھ کو اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو ہم نے دیا ہو ان جملہ امور کا مجموعہ ہم نے تمہارے واسطے شریعت اللہ یعنی راستہ نجات مقرر کیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ شرائع منزل من اللہ علی نوح و محمد و ابراہیم موسیٰ وعیسیٰ ابہم مختلف ہیں اس لئے ان کے مجموعہ پر عمل کرنا محال ہے۔ اس لئے صرف ایسے احکام پر عمل کرنا چاہئے جو ابہم مختلف نہیں اور مانع و مفسد کے مسئلہ کو ماننا چاہئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن اپنے آپ کو پہلی شریعتوں کے مطابق و مطابق قرار دیتا ہے (دیکھو بائبل کی تحریف کی بحث کو) دیکھو ذل علیک الکتاب بالحق مصلحاً قالما بین ید یدہ کی تفسیر کثاف اور مجمع البیان اور بیضاوی اور ظہری کو (یہ آیت سورہ عمران کی دوسری آیت ہے) پھر جو علماء شرع لکم الدین میں کلمہ اصول کا مفہد قرار دیتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ کیونکہ کلمہ

دن میں نے تمہارے واسطے دین اسلام کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور راضی ہو گیا میں اسطے تمہارے اسلام کے دین ہونے پر آمادہ ارکوع۔

پھر لَا اَکْثَرَ دَیْنِی الدِّیْنِ میں اسلام کی بابت یہ روشن تعلیم دیدی کہ اسلام میں دین کے معاملہ میں جبر نہیں بقرا آیت ۲۵۷۔ کیونکہ اسلام جبر سے نہ پھیل سکتا تھا اور نہ جبر سے اسکی اشاعت کو قتل برابر فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ اسلام کی اشاعت کا تمام کام بالکلیہ خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا جیسا کہ لکھا ہے اَلَمْ یَنْشَأْ خَلْقَ اللّٰهِ مَعْدُوْرًا ۚ اَلَا یَسْمَعُ خَلْقُہٗ عَلٰی کُؤْرِہٖ مِنْ سَرِّہٖ ط یعنی پس جس کے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا پس وہی اپنے رب کی جانب سے اوپر نور کے ہے۔ زمر آیت ۲۲ اور انعام آیت ۱۲۶۔ اس وجہ سے اسلام کی اشاعت جبر پر نہیں بلکہ وعظ و نصیحت پر منحصر رکھی گئی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ فَلَا یَقْضُوْنَہٗوْ تَدْعُوْا اِلَی السَّلٰمِ وَاَنْتُمْ اَکْغُلُوْنَ وَاللّٰهُ مَعْکُمْ وَلَنْ یَّزِیْکُمْہُمْ اَعْمٰلُکُمْ۔ یعنی پس تم سستی نہ کرو اور اسلام کی طرف دعوت کرتے رہو اور تم ہی غالب رہنے والے ہو۔ کیونکہ اللہ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارے عملوں میں سے ہرگز نہ نہ کرے گا محمد آیت ۳۵۔

آیات مسبقہ الذکر ایک ایسے دین کی خبر دیتی ہیں جو صحابہ کی امت کے آبائی مذہب یعنی ملت حنیف کے مقابل اپنی مستقل ہستی رکھتا تھا جس کا علاقہ یہود و نصاریٰ سے تھا جو ضمیر اور انسانی رضامندی کا مذہب تھا جس کے قبول کرنے یا ترک کرنے میں ہر ایک بشر آزاد تھا جسکی اشاعت میں جبر کو ہر گز دست ممنوع تھی۔ جو اللہ کے فضل و کرم سے بذریعہ وعظ و نصیحت بنی آدم میں پھیلانا مردانہ تھا۔ اس دین کا نام اسلام تھا جو حضرت محمد کی حیات میں اکیلا ہی ایسا دین تھا جو خدا کا پسندیدہ اور مقبول تھا۔ اس دین کی جگہ کوئی دوسرا دین نہ خدا کی طرف سے تھا اور نہ خدا کا مقبول دین ہو سکتا تھا۔ حضرت محمد اور آپ کی قوم کے لئے دین اسلام ہی قرآن میں کامل کیا گیا تھا۔ اسلام اور اُس کے تبدلات کے سوا حضرت محمد کی حیات میں قرآن عربی میں اور کچھ نہ تھا تمام حقای عرب اور قریش کے لئے حضرت محمد اور قرآن محمدی کا ہی اعلان تھا کہ دین اسلام کا غیر دین خواہ کوئی بروہ ہرگز خدا کے نزدیک مقبول نہ ہوگا۔ اس لئے قرآن محمدی میں بار بار آیا ہے کہ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تَقٰوْبِهٖ وَلَا تَمُوْنُوْا اِلٰہًا دُوْنَہٗ ۚ تَسْلُوْنَ۔ یعنی اے ایمان لانے والو اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہو اور مت مڑنا مگر مسلمان ہو کر عمران ۱۱ ارکوع۔ پھر لکھا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دَخِلُوْا فِی السِّلٰمِ کَافًہٗ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔ یعنی اے ایمان لانیو اور تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو۔ بقرا آیت ۲۸۔

آیات مذکورہ میں جو اسلام کی بابت روشن تعلیم آئی ہے۔ اس کی تقریری سی تفصیل سے دین اسلام

اسلام کے مقبولات میں یہ بات تسلیم شدہ ہو کہ ایمان اسلام ہے۔ شرح عقائد نسفی کے صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ میں آیا ہے۔ **وَالْإِيمَانُ وَالْإِسْلَامُ وَاحِدٌ**۔ یعنی اور ایمان اور اسلام واحد ہے۔

اس واسطے کہ لغت میں اسلام کے معنی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے کے ہیں اور عربی شرع میں بھی احکام الہی کی فرمانبرداری کرنے اور ان پر یقین لانے کو اسلام کہتے ہیں اور یہ مفہوم تصدیق کی حقیقت ہے اور تصدیق ہی ایمان ہے۔۔۔ اور ہم نے ایمان اور اسلام کی وحدت سے یہی مراد لی ہے یعنی ایمان اور اسلام میں تلازم ہے جب ایک کسی پر صادق آئیگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آئیگا اور علما کے ظاہر کلام سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ اسلام اور ایمان کے ایک ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ **یَا أَيُّهَا**

ایمان و اسلام کی ملازمت کو سمجھ کر اب ارکان الاسلام کی کیفیت ملاحظہ فرمائے۔ لکھا ہے **قُلْ أَمَّا بَابُ اللَّهِ** **زَمَا أَنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أَنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَنُوحٍ وَإِيسَىٰ وَهَارُونَ وَمَا أَنْزِلَ عَلَىٰ عِيسَىٰ وَالتَّبْيُونِ مِنْ تَرْتِيمٍ وَلَا تَفَرِّقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لِلْمُتَسَلِّمِينَ**۔ یعنی تو کہہ کہ ہم اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اترا ہے اور جو کچھ ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور نوح پر اور یعقوب پر اور یوسف کی اولاد پر اترا ہے اور جو کچھ موسیٰ کو دیا گیا ہے اور جو عیسیٰ کو دیا گیا ہے اور جو تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا کر ایمان لاتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ہیں اور ہم واسطے ان کے مسلمان ہیں۔ بقرہ آیت ۱۲۶-۱۲۸۔ پھر یہ کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا كَبِيرًا۔ اے ایمان والو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کتاب کے جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے تم سے پہلے نازل کیا ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لا کر کفر کرے اور قیامت کو نہ مانے وہ دوزخ کی گمراہی میں جا پڑا۔ نسا آیت ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ پھر یہ کہ

وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأَنْزَلَ إِلَيْكُمْ وَالْهَتَأُ وَالْهَتَأُ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لِلْمُتَسَلِّمِينَ۔ اور اہل کتاب سے مت جھگڑو۔ مگر طریق احسن سے۔ پر جو ان میں ظالم ہیں اور کہہ کہ ہم اس پر ایمان لائے جو ہم کو اور تم کو ملا ہے اور سہارا اور تمہارا ایک ہی معبود ہے اور ہم واسطے اس کے مسلمان ہیں۔ عنکبوت

محمد زکریا کو تب حذوف کیا جاتا ہے۔ جب منہ کلام کے مشتبه نہ ہوں۔ پر اس جگہ کلمہ "اصول" کو محذوف کر کے منہ کلام کے مشتبه ہو جاتے ہیں۔ پھر کلمہ "اصول" کو محذوف قرار دینے سے آیت پر ایذا دی ہو جاتی ہے اور یہ بالانفاق منع ہے۔ تقریر مولوی محمد امام الدین صاحب صفحہ ۳۱۔

دین اسلام کی برکات کا ذکر آیات ذیل میں آیا ہے۔ لکھا ہے **وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا**
فَقُلْ مَعَكُمْ عَلَيْهِمُ كِتَابٌ مِنْكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ۔ یعنی اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو
 ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں پس تو ان سے کہہ کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے اپنے نفس پر
 رحمت واجب کر لی جو انعام آیت ۵۴ پر لکھا ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَن يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ - اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت کرتا ہے۔ پرنس آیت ۲۵ +

[illegible]

لَمْ يَخُذْ اِلَّا السَّلَامَ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ وَلِيُّكُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اُنَ كَانُوا لَكُمْ رُسُلًا لَمْ يَخُذْ اِلَّا السَّلَامَ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ وَلِيُّكُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اُنَ كَانُوا لَكُمْ رُسُلًا

پس سلامتی کا گھر ہو۔ اور وہی اُن کے عملوں کے سبب سے اُن کا کارساز ہے۔ اِنِغَام آیت ۱۲۸

مندرجہ ذیل روایات ہیں قرآن مجید و اسلام کی سلامتی کے چند مطالب کا ذکر کرتا ہوں اور اس سلامتی میں انکو حصہ دار بناتا ہے جو آیت اللہ اور آلہ کی ہدایت اور اُس کے نور پر ایمان رکھنے والے اور اُس سے قبول کر کے روشن و منور ہونے والے ہیں اور اللہ کی رحمت و مہمندی چاہنے کی غرض سے حراط مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ یہ کل انعام عربی سمجھو انکی ملکیت ثابت ہو چکے ہیں۔ کفار و مشرکین عرب کے لئے جو مسیحیت و اسلام کی پیروی کیا جاتا ہے تھے یہ کل انعام موعود تھے۔

دفعہ ۲۔ مسیحیت یا اسلام کے ارکان کا بیان۔ اس بات کے قرآنی ثبوت بہرہ نچا کہ مسیحیت اسلام اور اسلام مسیحیت ہے۔ اب ہم ارکان الاسلام و مسیحیت کا بیان کرتے ہیں۔ مردہ

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا فَاَزَلْهُمْ اِيْمَانًا وَهُمْ يَشْتَرُونَ. الخ یعنی اور اعتقاد کرتے ہیں ہم تحقیق ایمان کہنا کلمہ شہادت کا ہو۔ زبان کے ساتھ اور اعتقاد کرنا اسکے معنوں کا دل کے ساتھ اور عمل کرنا ہے اس کے ارکان پر ایمان پڑھتا ہو ساتھ طاعت کر نیکی اور کم ہونا ہے ساتھ گناہ کرنے کے اور ایمان مضبوط ہونا ہے ساتھ علم کے اور ضعیف ہونا ہو ساتھ جہل کے اور ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ کے دل میں یہ آتا ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں پس زیادہ ہو گوا ایمان اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ غیثۃ العالیین۔ چچا پم لاہر صفحہ ۴۸ و ظفر المبین حصہ اول صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

۲۔ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ۔ اس جملہ میں لفظ اللہ کا تقویر سے بیان کا محتاج ہو معلوم ہو کہ یہاں اسم اللہ سے مراد کرتی خفاء کے اعتقاد کا اللہ نہیں۔ نہ کوئی کعبہ کا معبود ہے ہم بشریت بیان کر چکے ہیں کہ خفایا اور شی کسی ایسے اللہ کے معتقد نہ تھے جو انہیں ہدایت و کتاب دینے والا ہو یا ان کے پاس کوئی نبی رسول بھیجنے والا ہو۔ یا ان کے پاس مذہب و بشیر بھیجنے والا ہو۔ وہ کسی اللہ کے معتقد ہی نہ تھے۔ اگر معتقد تھے تو کعبہ کے ارباب کے تھے۔ مگر ارکان الاسلام میں جس اللہ کا ذکر ہو وہ ہدایت و کتاب دینے والا ہے و نبی اسرائیل کے انبیاء کو بھیجنے والا ہو۔ ان میں سے بعض کے اسما و گرامی آیات زیر نظر میں موجود ہیں۔ قرآن محمدی میں انہیں نبی اسرائیل کے انبیاء کی رسالتوں کی حقانیت ظاہر و بیان ہوئی ہو۔ ذیل میں ہم اسم ذکر کر کے کچھ اور پتے نشان دیتے ہیں۔

(۱) پتہ۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ قَبْلِ الذِّكْرِ۔ یعنی ہم نے تورات کے بعد زبور میں لکھا ہو۔ انبیاء آیت ۱۰۵۔ وَاِذْ اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَسَّ لَكُمْ فِتْنَةٌ وَاَنْزَلْنَا فِي الْاِنْجِيلِ مِنْ قَبْلِ هٰذِهِ لِلنَّاسِ وَاَنْزَلْنَا الْاِنْجِيلَ فِي عِمْرَانَ آیت ۲ اور انزل کی تورات اور انجیل اس سے پہلے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور انزل کیا فرقان الْفُرْقَانَ۔ جَاوِزُ الْبَلِيَّاتِ وَالزُّمُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ۔ عمران آیت ۴۸ فاطر ۳ رکوع۔ پس اسلام کے سچے معبود حقیقی کا یہ پتہ ہے۔

(۲) دوسرا پتہ۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا . . . وَاَتَيْنَاهُ الْاِنْجِيلَ۔ مدیہ ۳ و ۴ رکوع۔ پھر آیا ہے۔ فَلَمَّا اَعْتَمَرْتُمْ لَهُمْ . . . سَجَدُوا وَكَبَّرُوا۔ مریم ۳ و ۴ رکوع۔ پھر آیا ہو۔ وَلَوْلَا حِجَّتُنَا . . . فَيَعْبُدُهُمْ اُفْتِدَاءً۔ انعام ۱۰۲ قرآن کے سچے انبیاء کی تین خبریں ہیں جنکے ناموں کے ساتھ اسم و الرحمن کا ذکر ہوا ہو۔ پس ان اسم کے ساتھ جس اسم و الرحمن کا ذکر آیا ہے وہی اسم و الرحمن سچا اور دین اسلام کا معبود ہے۔

(۳) سچے خدا کا تیسرا پتہ۔ اَلَيْسَ دُوسری آیت میں یہ آیا ہے مَسْبُوحٌ اَلَّذِيْ اَنْشَرٰى لِعِبَادِهِ لِيْلًا مِّنْ

رکوع ۵ - آیت ۲۶ - پھر یوں لکھا ہے ۔

کوع ۵۔ آیت ۴۶۔ پھر یوں لکھا ہے :-
 اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِمْ وَيُرِيدُوْنَ اَنْ يُقْرِئُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِمْ و
 يَقُولُوْنَ لَاؤُمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُوْنَ اَنْ تَخِذَ مِنْ ذٰلِكَ سَبِيلًا وَاُولٰٓئِكَ
 هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِينًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِمْ وَلَمْ يُقْرِئُوْا
 بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَاُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْمُهُمْ اَجْرُهُمْ هُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا جو لوگ خدا کا اور
 اُس کے رسولوں کا انکار کرتے اور خدا میں اس کے رسولوں میں فرق نکالتے اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو
 مانیں گے اور بعض سے انکار کریں گے اور ایک درمیانی راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ وہی سچے کافر ہیں اور کفار
 کے لئے ہم نے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہوا اور وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور
 اُن کے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے اُن کو اللہ ان کا بلا دیگا اور اللہ بخشنده مہربان ہو۔ نساء آیت ۱۲۹-۱۳۰
 یہاں پر صرف اس بات کی ضرورت باقی رہ گئی ہو کہ مندرجہ صدر ارکان الاسلام کی تشریح کی جائے تاکہ
 مسیحیت کی مخالفت کرنے والوں کی آنکھیں کھلیں اور انکو یہ حقیقت معلوم ہو کہ جس مسیحیت کو وہ آج تک اپنا
 دشمن سمجھ کر اسکی مذہب و توہین کو اپنا مذہب بنا رہے ہیں وہی مسیحیت حضرت محمد کی زندگی کا مذہب اور دین و ایمان
 تھی۔ اسی مسیحیت نے عرب کے کفر و شرک کے قلعوں کو اور عرب کی جہالت کی آندھیوں کی تاریکی کو آفتابِ مِلّت
 کے علمی اور مذہبی اذار سے نیست و نابود کیا تھا۔ یہ اسی مسیحیت کے ارکان ہیں جسے سچا اسلام کہنا حقیقت کا اظہار نہ
 جس کے اعلیٰ عقائد نے حضرت محمد کو اپنا عاشق بنایا تھا۔ اب ارکانِ مسیحیت یا ارکانِ الاسلام کی تشریح پر
 ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ قُلْ اَمْثَلُ لَوْ كُهِلَ كِسْفٌ مِّنْ اَيَّامِنَا لَا نَعْنِي۔ یہاں پر ایمان کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ قرآن کی تعلیم میں ایمان بڑھنے اور گھٹنے والی حقیقت ناگیا۔ مثلاً لکھا ہے۔

يَسْرُدُوا اِلَيْنَا مَعَ اِيْمَانِهِمْ۔ یعنی کہ بڑے عبادی ایمان میں ساتھ ایمان کے فتح رکوع پھر آیا ہو
وَيَزِدُّكَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰهْتَدُوْا هُدًى۔ یہ ہم رکوع۔ پھر آیا ہے وَيُوْدِدُ اُولَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَسْمَعُوْنَ
یعنی اور زیادہ ہوں ایسا کہ ایمان میں۔ اور رکوع۔ ان آیات کے ایمان کی تشریح میں بھی آئی ہے۔

صحیح بخاری جہا پر احادیث میرٹھ کے صفحہ ۱۱ میں آیا ہے وہو قول وفعل ویزید ویتقصی۔ پھر آج
الایان قول وعمل یزید ویتقصی۔ یعنی ایمان قول ہے اور عمل ہے زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے
پھر لکھا ہے وَلْتَقَدْ اَنَّ اَیَّانَ قَوْلٍ بِاللِّسَانِ وَمَعْنَاهُ بِالْجَنَانِ وَعَلَّ بِالْاَمْرِ كَانَ یَزِیدُ بِالْا
لِطَاعَةِ وَیَتَقَصَّى بِالْحُصَّیَانِ وَیَقْوِی بِالْعِصْمِ وَیَضَعُ بِالْکُحْلِ وَبِالنَّوْثِیِّ یَقْعُ کَمَا

تھے۔ ہر ایک سچے نبی رسول اور زبردی شیر اور کتاب النیر سے بے نصیب چلے آتے تھے جس کے معتقد ہر قسم کی ثبوت پرستی و خود پرستی میں مبتلا ہو کر دین حق کی تلاش و جستجو میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ مگر جس اللہ الاسلام کے ارکان اسلام میں ذکر اذکار آئے ہیں وہ اللہ الرحمن میسوں کی کتب مقدسہ کا دینے والا تھا ان انبیاء کو بھیجے والا تھا جن کا ذکر میسوں کی کتب مقدسہ میں اور ارکان الاسلام میں پایا جاتا ہے وہ اللہ الرحمن وہ ہے جسکی بنی اسرائیل عزت و عبادت کرتے آتے تھے جس نے بنی اسرائیل کو ملک مصر سے رہائی دلائی تھی۔ جو کہ طور پر حضرت موسیٰ سے ہم کلام ہوا تھا جس نے بنی اسرائیل کو باہمی مدد یعنی ملک کنعان کا وارث کیا تھا جس نے بیت المقدس کے گرد نواح کو بکرت دی تھی جس نے خداوند یسوع کو جو کلمۃ اللہ و روح اللہ ہے دنیا میں بھیجا تھا جس نے اس میں اور اس کی انجیل میں اپنی مرضی و مشیت کو ظاہر فرمایا تھا جس نے تمام زمین و آسمان اور اسکی مخلوقات کو اپنے کلمۃ قدرت سے پیدا کیا تھا جس نے غرود اور فرعون و بنو کہ نفر جیسے دشمنان خدا کو اپنے قدرت کے کاموں سے نمونہ عبرت بنایا تھا۔ ارکان الاسلام کا اللہ الرحمن ان پتے نشانوں کا معبود ہے۔ وہ رب اللہ نواح اور رب العالمین ہے۔ ان پتے نشانوں کے اللہ الرحمن کے ہوتے ہوئے صحابہ کی امت کا اور بعد کی پشتوں کا کعبہ کے رب کی عبادت سے لپٹا رہنا اگر صحیح اسلام سے امتداد کا ثبوت نہیں تو کیا ہے؟

مزید برآں جبکہ اللہ الاسلام و مسیحیت دی ہے جس نے میسوں کی بائبل کے نوشتے دیئے جس نے بائبل کے انبیاء کو دنیا میں بھیجا جس نے بائبل کے انبیاء سے کلام کیا جس نے بائبل کے انبیاء کی معرفت دنیا میں عجائب و غرائب کئے اور جس نے غیر اسرائیل اقوام کے مذاہب پر انہیں فتح و غلبہ بخشا اور قرآن عربی کا مسئلہ معبود و معبود بھی وہی خدا قرار پایا تو ظاہر ہے کہ قرآن عربی میں اللہ کے حقد پر پاک اور نیک اسماء اور اسماء صفات مذکور ہیں اور جس قدر اللہ الرحمن کے اعلیٰ کام مذکور ہوئے ہیں وہ بھی اسی اللہ الاسلام و مسیحیت کے ہیں۔ قابل اعتراض کام و افعال اگر مذکور ہوئے ہیں تو وہ اللہ الکعبہ و قریش و مکہ کے ہو سکتے ہیں۔ پر ہر ایک عمدہ نام اور نیک صفت اور اعلیٰ کام اسی اللہ الرحمن کا ہو سکتا ہے جو اللہ الاسلام و مسیحیت مانا گیا ہے۔ اگر یہ حقیقت درست مان لی جائے جس کے درست ماننے میں کسی حق شناس کو غدر نہیں ہو سکتا تو میسوں اور قرآن ماننے کے دعویٰ اردوں کی باہمی مخالفت و مکاذبت کے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔

سہ۔ **وَمَا أَتَىٰ حَلِیْمًا**۔ ارکان الاسلام کا یہ تعبیر افتقد ہے جس سے مراد وہ کلام ہے جو حضرت محمد کو بصورت قرآن عربی ملا تھا جس پر انجیل کی حجت یا درجہ اسلام کی اسلامی دنیا کو ناز ہے۔

بارے احمدی مخاطب دنیا سے جو کہ منوانا چاہتے ہوں وہ منواتے رہیں مگر ہمیں ایک بات کی پختہ خبر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس جملہ کی دلالت قرآن عثمانی کے مروجہ متن پر نہیں ہوتی بلکہ اس کا مدلول صرف وہ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا خَلْقَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْاَشْيَاءِ طَائِفَاتٍ هِيَ
جو لے گیا اپنے بندے کو رات ہی رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد و احرام کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم
اسے وہاں پر اپنی آیات دکھائیں۔ بنی اسرائیل۔ اس بات کو عام سمجھ کے لوگ جان سکتے ہیں کہ اگر کعبہ یا مسجد حرام
میں اس کے آیات مل سکتیں تو اللہ تعالیٰ حضرت محمد کو مسجد اقصیٰ کی سیر نہ کرا تا جو اس کی آیات کا گھر تھا۔ پس سچے
اسلام کا یہ معبود ہے نہ کہ کعبہ کا الہ۔

(۴) سچے خدا کا جو تمنا ہے یوں آیا ہے۔ وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِیْلَ مَبْتَاسًا وَهَدَّیْ قُرْطُبُوعًا مِّنَ
الطَّيِّبَاتِ۔ یعنی اور تحقیق ہم بنی اسرائیل کو صداقت کی جگہ دی اور ان کو پاک چیزوں سے رونق دیا ہے۔ یونس ۱۰
رکوع پھر آیا ہے۔

وَاَوْسَرْنَا لَیْلَہِ الْاَوَّلٰی الَّذِیْنَ کَانُوْا یَسْتَفْعِمُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ لَبَّوْکُنَا بِهَا وَ
تَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ الْاَحْسَنٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَءِیْلَ اور ہم نے اس قوم کو جو کرور اور ضعیف خیال کی جاتی تھی اس
زمین کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث کر دیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور بنی اسرائیل پر ان کے رب کے کلمات
ہدایت نوبی کیساتھ تکمیل کو پہنچے۔ اعراف آیت ۱۳۰۔

(۵) پانچواں تہ۔ حضرت ابراہیم کا قول ہے۔ قَالَ اَسْأَلْتُ رَبِّیَ الْعَلِیِّیْنَ۔ بقراءت رکوع۔ حضرت
ہابیل کا قول ہے۔ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّیَ الْعَلِیِّیْنَ۔ مائدہ ۵ رکوع۔ حضرت موسیٰ کا قول جو۔ وَکَلِّتَنِیْ رَسُوْلًا
مِّنْ رَبِّیَ الْعَلِیِّیْنَ۔ اعراف ۸ رکوع۔ حضرت موسیٰ کا قول ہے۔ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَبِّیَ الْعَلِیِّیْنَ اِنِّیْ
۱۳ رکوع۔ نوح کا قول ہے۔ قَالَ اَوْ اَمَّا رَبِّیَ الْعَلِیِّیْنَ رَبِّیْ مُرْسَلًا وَهَآءِیْ ذٰلِكَ۔ اعراف ۴ رکوع۔

(۶) چھٹا تہ۔ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلَ عِیْمٰنَ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ یعنی تحقیق اللہ
نے برگزیدہ کیا آدم و نوح کو اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالموں پر۔ عمران ۳ رکوع۔ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰی
وَاٰلَ عِیْمٰنَ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی تحقیق اللہ نے مریم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ کیا عوالم کی
تمام ستورات پر عمران ۵ رکوع۔ یٰرَبِّیْ اِنِّیْ اَتٰیْتُکَ بِخَبَرٍ مُّکْتَمٍ۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَکَلِّتَنِیْ الْقَصَاصَ
اِلٰی مٰرِکَہُ وَاَوْسَرْنَا لَیْلَہِ الْاَوَّلٰی۔

جس شخص کو قرآن فہمی میں کچھ بھی دخل جو درمند درجہ مسد نشانات میں ہرگز نہ یا قریش یا کعبہ یا حنفیت کے
اللہ کے معنی نہیں پاسکتا وہ ان نشانات میں اس اللہ کی الوہیت کے یارب کی ربوبیت کے مطالب نہیں رکھ
سکتا۔ جس کا حجر الاسود دینا ہاتھ تھا جو مرنے کعبہ کی عمارت کو کسی عوالم کے لئے ہدایت و آیات و منبایات کا
کا ایسا گھر بنا سکتا تھا جس کے کابک و طلبکار نہ کعبہ میں رہتے ہوئے ہدایت حق سے محروم نہ ہوتے

ہی کی ہم نے طرف انکی۔ پس اگر تم کو معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کرو۔ انہیں ہم نے نبیت اور نبیوں کے ساتھ بھیجا۔ اور ہم نے تیری طرف ان کا ذکر نازل کیا تاکہ تو لوگوں سے وہ بیان کر دیوے جو ان کی طرف نازل ہوا تھا اور شاہد وہ فکر کریں۔ نحل آیت ۴۳-۴۴ پھر لکھا ہے۔ وَقَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانُوا حَيًّا مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ وَإِذْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَيِّنَاتٌ مِنْهُ فَكُفَرُوا وَاتَّخَذُوا آلَ الْفِئَةِ مُؤَدِّينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ هَٰذَا الْفِكَرَ قَدْ يَكْمُ وَفِيهِ لَكُنَّ لِبُؤْسٍ لِّمَنْ يَكُونُ أَعْدَاؤُهُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ هَٰذَا الْفِكَرَ قَدْ يَكْمُ وَفِيهِ لَكُنَّ لِبُؤْسٍ لِّمَنْ يَكُونُ أَعْدَاؤُهُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ یعنی اور کفار نے ایمان لانے والوں سے کہا کہ اگر وہ تمہیں خیر دینکی دہنی تو تم اس پر ہم سے سبقت نہ لے جاتے اور جب اس سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو یوں کہنے لگے کہ یہ تو قدیم بناوٹ ہے اور درحالیکہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام حجت ہے اور یہ کتاب عربی زبان میں اسکی تصدیق ہے تاکہ ظالموں کو ڈر دے اور نیکوں کے لئے بشارت ہو۔

احقاف آیت ۹-۱۲ وصور آیت ۷۸-۷۹ وقصص آیت ۲۸-۲۹

قرآن محمدی اور اسلام محمدی کا کرکن مذکور جو آج تک مروجہ اسلام خصوصاً احمدیت کی تاریکی کی سیاہ گھٹاؤں میں پرشیدہ تھا۔ روز روشن کی طرح نمایاں نکل آیا محمدی قرآن جو آج تک مروجہ اسلام کے مسلوں کے نزدیک سحیت اور اوسچیوں کی باہل کا جانی دشمن یقین کیا جاتا تھا اور جسے ابتداء سے غیر عربی سحیت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتی آئی تھی۔ وہی قرآن محمدی سند ات مذکورہ بالا کی روشنی میں سحیوں کی پاک باہل کا ایک عربی بچہ ثابت ہو گیا ہے یہ آیات مندرجہ صدر کے مطالب کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ان کے مطالب صاف ہیں۔ ان میں تل برابر فریب یا مناظرہ یا انہیں جانا۔ یہ آیات بتلاتی ہیں کہ حضرت محمد اپنی حیات کے ایام میں جو قرآن خفا اور مشرکین کو سنایا کرتے تھے وہ قرآن باہل مقدس کے عربی مطالب کے سوا کچھ نہ تھا جس اسلام کی فرمانبرداری کے آپ لوگوں کو وعظ و تبلیغ کرتے تھے وہ اسلام ارکان مذکور کی تابعداری کے سوا کچھ نہیں تھا جو لوگ آج کل قرآن عربی کی باہل پر فضیلت ثابت کرنے کی فکر میں محو رہتے ہیں وہ اس بات کو حفظ کر لیں کہ قرآن اصلی و باہل ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ قرآن کی تعریف باہل کی تعریف ہو اور باہل کی تمام تعریف قرآن محکم کی ملکیت نہیں ہو سکتی ہے۔

۴۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ الخ اس جملہ کا مفہوم اختصاراً گذشتہ نمبر میں بیان ہو چکا ہے۔ اسکی تفصیل اس جگہ پیش نہیں کی جاسکتی اس لئے آنے والے بیان میں ایک خاص جگہ لکھی گئی ہے۔ نوی اسیم کہ اس کی تفصیل انشاء اللہ آگے چلکر پیش کرینگے۔

البتہ یہاں پراس قدر کہنا ضروری ہو کہ اس جملہ کا مفہوم وہ کتابیں ہیں جو توریت۔ زبور۔ صحف الانبیاء اور انجیل کے نام سے مشہور ہیں جن کے مطالب کا عربی قرآن یا قرآن محمدی مجموعہ تھا جو کہ اس پر ہر بناوٹ میں کافی روشنی مل چکی ہے۔ لہذا اس پر زیادہ لکھنے سے قلم کو رد کا گیا ہے۔

قرآن عربی تھا جسے حضرت محمدؐ نے اپنی تمام عمر میں جمع کیا تھا جو حضرت محمدؐ کی وفات کے روز صحابہ کی امت میں سے کسی کے ہاتھ نہ آیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا تھا۔

اس جملہ کا مدلول مروجہ قرآن کا حرف اسی قدر متن ہے جو محکمات اور نسخ کے نام سے یا قرآن محوی یا کئی کے نام سے مشہور ہے اسے متشابہات یا نسخات سے تل برابر لگاؤ نہیں ہے۔

قرآن محمدیؐ کی بابت یہ بات ان لینے کے لائق ہے کہ اس کا متن الف سے نئی تک سبجوں کی بائبل کے مطالب کا مجموعہ تھا۔ قرآن مروجہ کے متن میں اس دعویٰ پر کافی ثبوت پائے جاتے ہیں، جنکو ہم بغیر تفسیر و تشریح کے راجح کرتے ہیں۔ ان ثبوتوں کو دیکھ کر ہر ایک خدا پرست مسلم سچیت کی حقانیت پر کچھ اور روشنی پالیکا مثلاً مروجہ قرآن میں لکھا ہے۔

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا نَدَّ يُبَلِّغُكَ إِلَيْكَ مِنَ الْمَلَأِ مَنْ نَبَلِّغُكَ - یعنی جو کچھ تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا اس کے سوا اور تجھ سے کچھ نہیں کہا جاتا۔ جم السبعۃ آیت ۳۴ پھر لکھا ہے۔ وَالَّذِينَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ - اور جو وحی ہم نے تیری طرف بھیجی ہو وہی ہی جو کچھ ہم نے ابراہیمؑ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو وصیت کی تھی۔ شوریٰ ۲ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔ وَكَانَ مَا لَمْ يَكُنْ يُنْعَذُ لَكَ - اور سکھایا تجھ کو وہ کچھ کہ تو جانتا نہ تھا، نساء، ۱ رکوع۔ پھر یہ کہ۔ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ - یعنی تحقیق یہ قرآن تو صحائف اولیٰ یعنی صحائف ابراہیمؑ موسیٰؑ میں پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ پھر لکھا ہے۔ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ - یعنی اور تحقیق قرآن تو زبور الاولین میں پایا جاتا ہے۔ شعراء آیت ۱۹۳۔ پھر آیا ہے۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا بِآيَاتِنَا بِالْأَيْمِ شَرَّاهُ لَوَ كُنَّا نَفْقَهُمْ رَبِّيَّهَ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ - یعنی اور کہتے ہیں کہ یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس نشانی اپنے رب سے۔ تو کہہ دے کہ کیا انکو صحائف اولیٰ میں نشانی نہیں مل چکی ہے۔

پھر لکھا ہے۔ الْفَرِّقَيْنِ بِالْأَيْمِ صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ الذِّمِّي وَفِي لَیْنِ کَیَا اس کو اس سے خبر نہیں ملی جو موسیٰ اور ابراہیم کے صحائف میں ہے۔ نجم ۲ رکوع۔ پھر آیا ہے۔ سَلَامًا تَذَكَّرَهُ مَن مَّشَا وَذَكَرَهُ فِي الصُّحُفِ مَكْرَمَةٍ مِّنْ نُّوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ يَأْبَىٰ مِي سَفَافَةٍ كَرَامٍ بَرَكَةٍ - یعنی بزرگ نہیں یہ لوگ ایت مذکرہ ہی جو چاہے اسے یاد کرے یہ ان صحیفوں میں لکھا ہے جنکی نظم کی جاتی ہے جو بلند قدر مقدس ہیں۔ وہ بزرگ نیکو کار کامیوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ عیسٰی پھر لکھا ہے۔ سَمُورٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيمَا كُنْتَ بَقِيَّةً لِّیْنِ رَّسُولِ اللَّهِ كَلَامٌ مِّنْ رَّبِّكَ يَأْتِيكَ فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ - وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوحِيَ إِلَيْهِمْ فَهُمْ يُعَلِّمُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتْلُوا كِتَابَ اللَّهِ إِلَّا تِلْكَ الْأَمْثَلُ لِقَائِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - اور تجھ سے پہلے ہم نے انسان رسول بنا کر بھیجے

حیثی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ سچی صبغہ مانتے تھے اُن کا صبغہ یہ تھا کہ اپنے لڑکے کو سات دن کے بعد محبوبت کے پانی میں غوطہ دیتے تھے۔ اس اعتقاد پر کہ وہ پانی غیر دین سچی سے لڑکے کو پاک کرنے والا ہے اور اسے ختنہ کے قائم مقام جانتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ صَبَغْنَاہُ بِالْمَنْطَلِ نَبَاتِہِ۔ پھر لفظ صِبْغَت کے معنوں کی صفائی میں لکھا ہے۔ اَلنَّسِیُّ یُوْتِیْ بِالْعَصْرِ اَفْضَلَ الدُّنْیَا مِنْ اَفْضَلِ النَّارِ یَوْمَ اَلْقِیْمَةِ فِیَصْبُغُ فِی السَّابِغِہِ یعنی مسلم میں اس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لایا جاوے گا قیامت کے دن اہل دوزخ سے جو دنیا داروں میں آسودہ تر اور خوش عیش تر تھا سو دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائیگا اَللّٰہُمَّ شَارِقِ الْاَوَّلِیِّیْنَ صَبِغْہُمْ۔ اس جگہ بھی صبغت کے معنی غوطے اور ڈوبنے کے آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں سچیوں کے تپسہ کا ذکر ہے۔ اس کے رنگ میں رنگنے کے کچھ معنی نہیں۔ یہ حضرت محمد کے زمانہ کے مسیحیوں کی دینی اصطلاح جو جس کے معنی اور کچھ بھی نہیں کہتے۔ مگر سچی صبغت اللہ کے یہ سچے اسلام کے ارکان میں سے ہے جس سے کوئی حق پسند مسلم الکار نہیں کر سکتا۔ دین اسلام اور اُس کے ارکان کا بیان دیکھ کر اس بات کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ ان معانی کے اسلام کے ارکان کو حضرت محمد اور دیگر متلاشیان اسلام نے قبول کیا تھا یا نہیں قبول کیا تھا۔ اس شبہ کو آیت ذیل رفع کرتی ہے۔ لکھا ہے۔ اَمِنْ اَلتَّشْوِیْلِ بِمَا اَنْزَلَ الْاِلٰہُ مِنْ تَرٰثِہِ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَہِ وَ کُتُبِہِ وَ رُسُلِہِ۔ یعنی ایمان لایا رسول ساقداں چیز کے کہ اُن کی نعمتی ہے۔ طرف اُسکی اُس کے رب کی طرف سے اور ایمان لائے کل مومنین ساتھ اللہ کے اور اُس کے (شتر) کے اور اُس کی کتابوں کے اور اُس کے رسولوں کے۔ بقرہ ۲۵۵۔

قرآن مجہدی کی تعلیم مذکورہ درود رکھتے ہوئے جب ہم اپنے زمانہ کے مدعیان اسلام کے عقائد و اعمال پر غور کرتے ہیں تو وہ ہمیں دین اسلام اور اُسکی مسلمانی کی حقانیت کا اقرار کرتے ہوئے اسلام مذکور کے ہی مخالف و کذب نظر آتے ہیں۔ وہ قرآن عربی کے ماننے کا اقرار کرتے ہوئے قرآن عربی کی ہی مخالفت بلکہ مکارذبت پر ڈٹے ہوئے معلوم ہوتے ہیں یہی انکا دین ہے۔ اُن کا اسلام ہی قرآنی اسلام سے نرالا ہے وہ اسلام نو سحیت کا دشمن سمجھ رہے ہیں۔ انکی مسلمانی ہی اس بات پر ختم ہے کہ وہ سحیت اور سحیوں کی سچائی و صداقت کی تکذیب و تکفیر کریں۔ ان کے ایمان کے ارکان میں بائبل مقدس داخل ہی نہیں۔ نہ صرف بائبل مقدس پر ایمان باطل کی کمی ہے۔ بلکہ قرآن عربی کے مذکورہ بالا احکام پر ایمان باطل کی کمی پائی جاتی ہے وہ بائبل کی۔ بائبل کے انبیاء کی۔ یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کی سچی امت اور اس کے عقائد کی مسیحیوں کی بائبل کے سچے خدا کی تکذیب و تکفیر کو اپنے اسلام کی جان سمجھے ہوئے ہیں۔

ان باتوں کے سوا اُن کے اسلام کے ارکان اور ان کے عقائد ہی نرالے ہیں۔ وہ اللہ العزیز

۵۔ لَا تَفْرِقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔ آیت کے اس حصہ میں حضرت ابراہیم کی اولاد کے اس سلسلہ کے انبیاء کی رسالتوں اور نبوتوں کی مساوات مستقر کی گئی تھی جو حضرت احق سے ہوئی۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ ہم عربی مسیح یا عربی مسلم انبیاء کو انعام نبوت میں یا انعام رسالت میں مساوی یقین کرتے ہیں۔ انہیں رسالت و نبوت کے اعتبار سے بڑا چھوٹا نہیں مانتے ہیں اور نہ ایسا ماننا مناسب سمجھتے ہیں ہم ان سب کے پیچھے انکے اللہ کے اور کل انبیاء کے اور ان کی تحابروں کے فرمانبردار یا تسلیم ایانہ اہم ہیں۔ حضرت محمد کی زندگی کے اسلام کا یہی مطلب تھا۔

۶۔ دیگر آیات مثلاً بالامین ان لوگوں کے حق میں فیصلہ آیا جو ارکان الاسلام زیر بحث کی اطاعت و فرمانبرداری سے روگردانی کرنے والے تھے جو بعض ارکان کو ماننے والے اور بعض سے منکر ہو نوا لے تھے جو نہ یہودی ہونے والے تھے نہ مسیحی بننے والے تھے۔ بلکہ ایک درمیانی راہ پر چل کر درمیانی امت بننے والے تھے۔ جو حقیقت خفیت کو قبول کر کے حضرت محمد کی رسالت پر ناز کرنے والے تھے سو ان کی مابت وہ آیات قطعی فیصلہ پیش کرتی ہیں۔ نہیہ فیصلہ مروجہ اسلام اور اس کی مسلمانی پر ایک اور لا جواب چوٹ ہے اس کی خفیت کی صحت کو ہمیشہ کے لئے فنا کرنے والا صدمہ ہے جس کا کوئی جواب ممکن نہیں ہے۔

۷۔ ارکان الاسلام کا آخری رکن صِبْغَةُ اللّٰهِ ہے۔ اسلام کے جو ارکان مذکور ہوئے ہیں وہ کسی شخص کو مسلم نہیں بناتے جب تک اسکے ماننے کا اقرار کرنے والا بنیہ نہ لیوے۔ بنیہ کی مہر ہے اسلام کے قرآنی مسلم دیکھی ہو جائے تھے۔ قرآن میں بنیہ لینے کا حکم بھی حضرت محمد کو ملا تھا جیسا کہ لکھا ہے۔

صِبْغَةُ اللّٰهِ بِهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَبِيدٌ وَن۔ (بقرہ ۱۲۹ رکوع حینیٰ لکھتا ہے صِبْغَةُ اللّٰهِ ج کہو ترجمے مسلمانوں کہ ہم تابع ہیں صِبْغَةُ اللّٰهِ کے کہ وہ خدا کا دین ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تنہا مراد ہے اور وہ مسلمانوں کی پاک ہے۔ وَمَنْ أَحْسَنُ۔ اور کون بہتر ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ سے صِبْغَةُ دین اور تلقین اور مسلمانوں کو پاک کرنے کی رو سے ناپاکیوں اور میلوں سے وَنَحْنُ لَهُ اور ہم واسطے خدا کے صِبْغَةُ اللّٰهِ کی اتباع کے سبب سے عِبِيدٌ وَن کی عبادت کرنے والے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ صِبْغَةُ اللّٰهِ دلہیت کا مرتبہ اور محبت کا درجہ ہے۔ جس کو دوستی کے رنگ میں ڈبو دیا۔ اسے تمام عالم سے فائق اور اعلیٰ کیا۔

محققین کے نزدیک صِبْغَةُ اللّٰهِ بے رنگی کا رنگ ہے۔ جیت تک کوئی شخص رنگ آمیزی سے پاک اور صاف نہ ہو صِبْغَةُ اللّٰهِ کا رنگ اس پر نہیں چڑھتا۔ درویشوں کے رسائل کا خلاصہ اور انکی عبادات اور ارشادات کا مغز اسی صِبْغہ کے معنی میں ہے۔

میں تمام قرآن مجسم و محمدی کا متن جمع ہو اس وجہ سے ہمیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم اس جملہ کے تحت قرآن مجسم کے مطابق کی تفسیر و تشریح کو لائیں۔ اس وجہ سے ہم نے فصل نمبر ۱ کے عنوان میں وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا کا فقرہ رکھا ہے۔

قرآن دان اصحاب سے پوشیدہ نہیں کہ قرآن عربی میں ذیل کے بزرگوں اور انبیاء کے قصص و حکایات پائی جاتی ہیں جو بائبل کے قصص و حکایات کا اختصار ہیں مثلاً

حضرت آدم کا بیان - تھان و باہل کا بیان حضرت نوح اور طوفان کا بیان حضرت ابراہیم و لوط کا بیان حضرت آدم کا بیان - تھان و باہل کا بیان حضرت یعقوب اور اس کے بارہ بیٹوں کا بیان حضرت موسیٰ و ہارون کا بیان - مصر سے بنی اسرائیل کی رہائی و خلاصی اور فرعون کی ہلاکت کا بیان - کوہ طور پر حضرت موسیٰ کے تورات پانے کا بیان - بنی اسرائیل کی کھچڑا رہتی اور دیگر سیوفا یونیکا بیان - بنی اسرائیل کے کنعان کو پانے کا بیان حضرت یسوع کا - بعض قاضیوں کا خاصہ مسکو امیل کا ذکر حضرت داؤد اور جاتی حلیت کا ذکر حضرت داؤد کے زبور کا ذکر حضرت سلیمان اور سبا کی ملکہ کا ذکر حضرت ایوب کے مصائب کا بیان - الیشع اور الیاس کے اذکار حضرت یونس کا بیان - انبیاء صغریٰ کے ذکر اذکار - ان بیانات کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کے دشمنوں کی ناکامیوں اور بنی اسرائیل کی اسلامی و اسرائیلی فتوحات کا ایسا مختصر یہ صداقت آمیز بیان آیا ہے کہ جسے پڑھ کر کوئی غی پسند اس بات سے منکر نہیں ہو سکتا کہ قرآن عربی جس دین اسلام کی مسلمان کا شور بلند کرتا آیا ہے وہ بائبل کے ہی انبیاء ہیں۔ انہیں کے حالات و اقوال سے قرآن عربی کا متن تیار ہوا تھا۔ یہ تمام انبیاء و مَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا کے مفہوم میں داخل ہیں۔

لیکن ہم وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا کے وسیع مفہوم کے ہر ایک مضمون پر لکھنا امر طوالت خیز سمجھتے ہیں جس سے ہمیں پرہیز و اجتناب ہے۔ پر ہم اس مفہوم کے ضروری مطالب کے ذکر سے گریز کیا نہیں چاہتے۔ اس سے ہم اس مفہوم کے بعض اہم و ضروری مطالب کی تفصیل کرنا امر گریز جانکہ اس پر کفایت کیا جاتے ہیں ان اہم و ضروری مطالب میں وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا کے مفہوم کی وفائیدہ و تصدیق بھی ہو جو اس نے بائبل مقدس کی ہے۔ اس کا ذکر اس فصل میں کیا جاتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے۔ وَلَقَدْ اَكْتَبْنَا لَكَ اَنْزِلْنَاهُ مُبَارَكًا مُّصَدِّقًا الَّذِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ اور یہ کتاب ہم نے تیری ہے مبارک جو کتاب اس کے پہلے سے موجود ہو اس کی تصدیق و انعام آیت ۹۲۔ وَمِنْ تَبْلُوهِ كِتَابِ مَوْسٰى اِمَامًا وَرَحْمَةً وَهٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا نَاغُرِثٰ۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام و رحمت ہو اور یہ کتاب زبان عربی میں اس کی تصدیق ہے احقاف آیت ۱۳۔ وَمِنْ تَبْلُوهِ كِتَابِ مَوْسٰى اِمَامًا وَرَحْمَةً وَهٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا نَاغُرِثٰ۔ اور اس میں چیرائی تصدیق

فریش و مکہ کو اپنا معبود جانتے ہیں۔ وہ اللہ الکعبہ کی ہی عزت و عبادت کرتے ہیں۔ وہ کعبہ کا حج کرنا جزد اسلام یقین کرتے ہیں۔ وہ کعبہ نہی نمازوں کے ساتھ اللہ الکعبہ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ حضرت محمد کو نبی رسول بھی مانتے ہیں وہ روزہ رکھنے اور زکوٰۃ دینے کو ارکان اسلام سمجھتے ہیں۔ ان معانی کے اسلام پر قرآن محکم اور اس کے تمام احکام کو قرآن کرتے ہوئے اپنے آپ کو اہل حق یقین کرتے ہیں۔ ہم حلیہ علمای قرآن کو اطلاع دیتے ہیں کہ مروجہ اسلام گزرا اسلام نہیں ہے نہ اس کے ارکان اسلام کے ارکان ہیں۔ یہ مروجہ اسلام کفر از اسلام جس کا ثبوت ہم انشاء اللہ آگے چل کر دینگے +

اس وقت جو بات سوچنے سمجھنے کی ہے۔ وہ وہ اسلام اور اس کے ارکان ہیں جو ہم پیش کر چکے ہیں۔ یہ اسلام سحیت کا عین ہو۔ جبکہ ارکان کی تفسیر و تشریح سے متن قرآن اب تک بھرا پڑا ہے۔ آخر یہ اسلام اپنے ارکان سمیت قرآن عربی کا جزو ہو۔ اسکی بھی کچھ قدر قیمت ہو یا نہیں ہے؟ حضرت محمد اسی اسلام کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوئے تھے۔ اسی اسلام کی تعلیم کے ساتھ آپ کی قدر و منزلت کا رشتہ ہو۔ اسی اسلام کیسے قرآن عربی کی عزت و توقیر ہے۔ جبکہ یہی اسلام مسلمان دعیان اسلام کے اسلام و مسلمان سے خارج ہوتے تو آپ کے مروجہ اسلام مسلمان کی کسی محقق کی نگاہ میں کیا توقیر ہو سکتی ہو؟ حضرات آپ کا اسلام اسلام نہیں۔ اس کی بابت تحقیق کرو۔ اسلام تو مسیحیت ہی ہے اور قریب قریب سے مسیحیت ہی سے مروجہ اسلام کے مسلموں کو بغض و عناد ہو مروجہ اسلام مسلمان واقعی اسلام مسلمان نہیں ہے۔

نوں فصل

وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابٌ إِلَّا فِيهِ نَحْمَدُكَ يَا مُسْلِمِينَ

ارکان اسلام کی مختصر کیفیت پیشتر کی فصل میں پیش آچکے ہیں۔ ہم نے اپنے ناظرین کو صرف حسابات کا یقین دلایا تھا کہ جو دین حضرت محمد نے عرب کی سچوں سے پایا تھا وہ دین اسلام یعنی سحیت تھا۔ اس دین کے تمام ارکان آج تک ایسی ہی عقیدہ کا جزو ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو کسی زمانہ کی سحیت کے خلاف ہو۔ قرآن عربی یعنی قرآن محکم و محمدی کے مطالب بھی ایسے نہیں ہیں جو سچی عقائد کے خلاف ہوں۔ جبکہ قرآن محکم کے معلم ہی سچی تھے تو اس کے مطالب سحیت کے خلاف ہی کیسے کہتے تھے۔ جبکہ حضرت محمد خود سچی اسلام کے پیرو تھے تو ان کی ذات سے یہ امید ہی کیسے کی جاسکتی تھی کہ آپ سحیت کے خلاف عقیدہ رکھیں۔ پس فصل ما قبل نے ہر ایک محقق کی نظر میں حضرت محمد کو سچی اسلام کا پیرو بنا دیا دکھایا۔ اور قرآن محمدی کو سچوں کی بائبل کے بعض خصوصیات سے انصاف و مطالب کا مجموعہ ثابت کر دکھایا ہے۔ یہ چونکہ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا کے مفہوم

سورہ مائدہ آیت ۴۸ وَاَقْرَأُوا الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مِصْلَ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمَعِي مَا عَلَيْهِ كِتَابُ تَفْسِيرِ كِتَابِ تَحْتِ قَوْلِهِ تَعَالَى (مِصْلًا) اس کے معنی کتب تفسیر میں (مطابق) اور موافق (لکھے) میں اور بروئے کتب لغت کے معنی راست گوئی و درندہ بے ایم اور تحت قول تَعَالَى (وَمَعِيَ مَا عَلَيْهِ) کے تفسیر السجود میں یوں درج ہے۔ اسی سر قیام علی سائر الائمہ المحفوظۃ من التعالیم لا فہ لیشہد لہا بالصحة والاثبات اور ایسا ہی تفسیر جمل میں منقول از تفسیر دوسو ہے۔ اور نیز ایسا ہی تفسیر کشاف میں ہے اور تفسیر دارک اور فیضاوی میں یوں لکھا ہے۔ ووقیام علی الکتاب بحفظہ من التعالیم ویشہد لہا بالصحة والاثبات۔ اور ایسا ہی سراج النیر اوجینی اور قادری سیاحی درج ہے اور تفسیر کبیر میں یوں درج ہے۔ واذکان ذلک کانت شہادۃ القرآن علی ان التورانہ والا انجیل والترجور سنن صمدانی باقیہ ابتدا کانت حقیقۃ ہذہ الکتاب المعلومۃ ایداً بخط کتابت مولوی محمد امام الدین بامر زانادانی صفحہ ۱۰۸۔

ہمارے زمانہ کی مسلمانی بائبل کی نہ صرف تصدیق نہیں کرتی بلکہ کندیہ و تکفیر کرتی ہے۔ بزرگ غلام احمد قادیانی صاحب ایکچے خلیفہ اور شاگرد بائبل کی کندیہ و تکفیر میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں لیکن حنفیت کے ان عاشقوں کو قرآن مجید اور حضرت محمد کا مبی ایس ادب نہ رہا۔ البتہ صحابہ سے ہم انشاء اللہ کتاب کے آخر میں ملینگے اور ان کے جمل سلام اور انکی مسلمانی کا وہ راز فاش کرینگے جسے کچھ دیکھ کر وہ نہ مایا کرینگے۔

یہاں پر ہمیں ان سے بحث نہیں جو ہمارے زمانہ میں قرآن عربی کے مسلک دین اور اس کے ارکان کے منکر ہو کر اپنی گراہیوں سے خلق خدا کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔ بلکہ یہاں پر بحث اس بات کی ہو کہ وہاں انزل علیہنا کے مفہوم میں بائبل کی تائید و تصدیق بھی شامل ہو یا نہیں؟ سو اس سوال کا جواب ہم ادھر کی آیات میں دے چکے ہیں۔ خدا پرست مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اور عقل سے سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن عربی بائبل کی تائید و تصدیق کے دعویٰ سے بھرپور ہوا یا نہیں؟ اس کا اس دعویٰ کی سچائی پر ایسا ہی اصرار ہے یا نہیں جیسا کہ خدا کی ہستی کی حقانیت پر ہے اور اس کا یہ دعویٰ اس دعویٰ کے عین موافق ہو یا نہیں جو وہ اپنی بابت فصل ما قبل میں کر چکا ہے۔ اب ہم قرآن شریف کے اس دعویٰ کو بھی ناظرین کرام کے فیصلے پر چھوڑ جاتے ہیں وہ اپنے لئے خود وہ فیصلہ کریں جو مناسب سمجھیں۔ ہم قرآن مجید کا اصلی کو بائبل کا سمدق ہی مانتے ہیں۔



[illegible]

دسویں فصل

وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْنَا كَ مَفْهُومِیْنِ سَے رَسَلِ مِیْنِ قَبْلِكَ كِی شَرِیْح

مُرْسَلٌ مِّنْ قَبْلِكَ كِی ایسا جلد ہو جو قرآن عربی سے پیشتر کے ان انبیاء کی رسالتوں کو ظاہر و بیان کرنے کے لئے آیا ہو جو صوف بابل مقدس کے انبیاء ہو گزرے ہیں۔ مگر ہمارے زمانہ کے علمائے قرآن نے اس میں اور بیت سے اضافے کر کے یہاں ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس جملہ میں تمام اقوام دوسرے کے سلسلہ انبیاء بھی شامل ہیں۔ اُن کی اس انوکھی تفسیر کی وجہ ہم اس جگہ بتلانا چاہتے ہیں اور اُس کے ساتھ ہی اس جیلے کے معنی مقرر و معین کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس جملہ کی غلط فہمی سے معتقدان قرآن بڑی بڑی غلطیاں کر کے مسیحیوں سے نا اتفاقی اور مخالفت کے اسباب پیدا کرنے میں سامی رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس جملہ کے مفہوم کی صفائی ہو۔ اس وجہ سے اسے صاف کرنے کے لئے ہم نے تقویری توجہ دی ہے اپنے ناظرین سے قری امید کرتے ہیں۔ کہ وہ ذیل کے بیان کو بھی غور سے پڑھیں گے۔

کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کہتا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا۔ اور ہم نے ہر ایک امت میں ایک رسول مبعوث کیا ہے بخل آیت وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا اَخْلَا فِيْهَا كَذِبًا۔ ہر قوم پر رکوہ۔ و لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ وَّجِیْہ یونس رکوع۔ ان آیات کی سند پر اہل بعثت نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن تو ہر ایک امت کے رسول و شریعت کی بعثت کرتا ہے۔ اگر بابل اور اُس کے رسولوں کی بعثت کی تو کونسی بڑی بات تھی۔

بلاشبہ قرآن نے ہر ایک قوم کے بزرگوں کی رسالتوں کو درست مانا ہو۔ مگر یاد رہے کہ یہ وہ قرآن ہیں جو جسے بابل میں پائے جانے کا دعویٰ ہوا تھا۔ جسے بنی اسرائیل کے علما جانتے اور مانتے تھے۔ اسلئے اول تو ہمیں آیات نہ ا کے جزو قرآن ہونیکا انکار ہے۔

گریہ آیات قرآن میں داخل ہو چکی ہیں ہمیں ان کا جواب دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ نئے حضرات اگر قرآن شریف کے کہنے سے آپ نے ہر ایک امت میں ایک ایک نبی کا وجود تسلیم کیا ہے تو یہ بھی سہو و خطا سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن تو اس سے بھی زیادہ سکھاتا ہے۔ ذیل کی مثالوں کو دیکھو۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَكْوِيْنٍ۔۔۔ وَهَدٰىنٰہُ السَّبِيْلَ یُنِیْنِ یعنی ہم نے انسان کو کہ میں پیدا کیا اور اس کو در راستوں کی ہدایت کر دی۔ پھر یہ کہ وَلَنُصِیْہَنَّہٗا فَاَلَمَّہُمَا فُجُوْرًا ھَا وَنُقُوْہَا یعنی اور قسم نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُسے پیدا کیا۔ پس اس کے اندر نیکی بدی کا علم اہام کر دیا۔ پھر یہ کہ۔ اِنَّا هَدٰىنٰہُ السَّبِيْلَ اَمَّا شَاکِرًا فَاَوْفٰکُمْ مَّا کَفُوْرًا۔ یعنی ہم نے اس کو راہ

(۱۲) دوسری فہرست سورہ مريم میں آئی ہے۔ لکھا ہے۔ فَلَمَّا اعْتَصَرَ لَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ
مِنْ حَمِيمِ اللَّهِ وَوَقَعْنَا لَهُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَكَلَّمْنَا نِسَاءً وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا
لَهُم نِسَاءً مِّمَّنْ قَالُوا وَآذَلْنَا فِي الْكَلْبِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا۔۔۔
وَوَقَعْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا وَآذَلْنَا فِي الْكَلْبِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صَاحِقَ الْأَوَّلِ
وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا۔۔۔ وَآذَلْنَا فِي الْكَلْبِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ مِدْبِيقًا نَّبِيًّا وَرَفَعْنَا مَكَانًا
عَلِيًّا أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَ
مِن ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجِبِينَ آدَمَ عَلَيْهِمُ الرِّحْمَانُ خَرُّوا
سُجَّدًا أَوْفِيًّا۔ سورہ رعد۔

س۔ فہرست جو نہایت مکمل ہے سورہ انعام میں آئی ہے لکھا ہے۔ وَتِلْكَ حَجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ
عَلَى قَوْلِهِ طَرَفُكَ مِنْ شَأْنِ رَبِّكَ فَكَلَّمَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ وَوَقَعْنَا لَهُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَكَلَّمْنَا
هَاجِرًا وَوَدَّعَاهُ نِسَاءً مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ خَاوُدَ وَشُلَيْمَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى
وَهَارُونَ ط وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَكَرَّوْنَا فِي الْكَلْبِ إِبْرَاهِيمَ وَنُوحًا وَآدَمَ عَلَيْهِمُ الرِّحْمَانُ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَلَّمْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ وَمِن آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَأَخْوَانِهِمْ
وَاجِبِينَ لَهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَذَلِكَ هَدَى اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ مِنْ تَبَايَعٍ مِنْ عِبَادِهِ
وَلَوْ أَنَّكَ كُنَّا كَمَا تُلْقُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْكَلْبِ وَالْحُكْمُ لِلتَّبَةِ
فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَهُوَ ظَالِمٌ لَّنَا وَلَكِنَّا نَهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَفَرِينَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ
فَيَعْبُدْهُمْ قَوْمٌ أَقْتَلَهُ ط وماركوع۔ اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابل میں دی تھی
ہم جن کے چاہیں درجے بلند کریں بے شک نیرایب حکمت والا خبردار ہے اور ہم نے ابراہیم کو اسحق و یعقوب
عجشا۔ سب کو ہم نے ہدایت کی تھی اور ہم یوں نیکو کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔
سب نیکوں میں تھے اور اسمعیل اور والیس اور یونس اور لوط کو اور سب کو ہم نے سارے جہانوں پر
فصلیت دی اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے انہیں
برگزیہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ایسی
ہدایت کرے۔ اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب
اور حکمت اور نبوت دی۔ پس اگر یہ لوگ (کفار عرب) ان باتوں کا انکار کریں تو ہم نے ان پر ایک قوم
مقرر کی ہے وہ ان باتوں کے منکر نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت کی تھی تو ان کی ہدایت چلی

جس شخص نے قرآن شریف کو غور سے ایک دفعہ دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ قرآن نے صرف بنی اسرائیل ہی کو عوام پر برگزیدہ کہا اور فضائل عطا فرمائے۔ اب صاحب نفسیات بنی اسرائیل کو چھوڑ کر حقا ہمیں غیر اقوام کے بزرگوں کی نبوتوں اور رسالتوں سے قائل کیا جاسکتا ہے۔ اور ہمیں انکی ضرورت نہیں ہے پھر ہم انکو کیوں مانیں؟ ہم اس بات کو کسی بیگانہ ثابت کر چکے ہیں کہ بنی اسرائیل کو اللہ نے جو فضائل بخشے تھے۔ وہ عوام میں کسی دوسری قوم کو نہیں دے رہے۔ پھر ہم یہ ثابت جانتے کہ غیر اقوام کے بزرگوں کو بنی اسرائیل کی نعمتوں میں شریک کرنا یا ایسے مشتبه لوگوں کی نبوتوں اور رسالتوں کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مقابل یاد کرنا کون سے انوکھے اسلام کی ہدایت کے موافق ہے؟

آگے پہلے ہم اس بات کو ثابت کرینگے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء اور مرسلین کا علاقہ نہ صرف بنی اسرائیل سے تھا بلکہ تمام غیر اقوام سے تھا۔ تمام اقوام نے انکی رسالتوں سے فائدہ اٹھایا۔ ان پاک انبیاء کی مخالفت میں جھگڑنے بنی خود بنی اسرائیل میں اور غیر اقوام میں پراپا ہوئے۔ حق کے ان دشمنوں کا انبیاء برحق کی فہرست میں شمار کر لینا صرف حق کے خالصوں کا کام ہوتا ہے۔

ہم نے انا کہ قرآن جمیع اقوام میں ایک ایک رسول اور ایک ایک نبی مانتا ہے۔ مگر قرآن نے کب ان نبیوں کی فہرستیں تیار کیں۔ کتب انکی شریعتوں کی کتابیں نام لگے۔ کب ان شریعتوں سے انتہاس کئے۔ کب ان شریعتوں کی تصدیق کا دعویٰ کیا۔ جبکہ قرآن عربی عوامی قرآن کے تھے انبیاء اور ان کی شریعتوں کی نسبت بالکل خاموش ہے تو معلوم ہوا کہ قرآن کے وہ مقارنہ جزو قرآن نہیں ہیں جو غیر بنی اسرائیلیوں کو نبی رسول جانتے ہیں۔ ہم نے اپنے مخاطبوں کے مسئلہ تری بحث کو ایک اور سخت ضرب لگا ہے جس سے ان کا یہ مسئلہ بیخ و بن سے اکھڑ جائیگا۔ وہ ضرب انبیاء برحق کی وہ فہرستیں ہیں جو قرآن میں انکی ہیں۔ ان نقلوں سے یہ بات ثابت ہوگی کہ انبیاء برحق صرف بنی اسرائیل کے ہی انبیاء تھے۔ جن غیر اقوام کے بزرگوں کو قرآن نے انبیاء قرار دیا ہے ان کا ذکر ان فہرستوں سے غائب ہو۔ ذیل میں وہ فہرستیں دی جاتی ہیں۔

۱۔ فہرست اول سورہ حمید میں آئی ہے۔ لکھا ہے۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ الْاِيَّامُ مِنْ نِيْمَتِهِ وَرُسُلُهُ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا وَاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النَّبُوَّةَ وَكَلَّمْنَا قَوْمَهُمْ مُّصَدِّقًا وَكَلَّمْنَا مُوسٰى وَنَاصِيحُوْنَ اَتَقْرَأُونَ عَلٰى اَنْۢ اٰرِھِمُ مَوْسُوْنَا وَقَصِيْبًا بَعِيْسًا اَبْنِ مَرْيَمَ وَاٰلِيَّہِٗۤ اِلَآ اٰخِلَیْہِٗۤا

حمید ۳۰ و ۳۱ رکوع ۶

حضرت محمد کا زمانہ بہت دور نہیں ہے۔ آپ کے زمانے سے پیشتر فارس، ہندوستان چین، مصر، بابل، تنوہ، فینیک، یونان، روم وغیرہ ممالک کی اقوام کے تمام دیوی دیوتا اور بزرگ گزر چکے تھے مگر ان فہرستوں میں کسی غیر اسرائیلی قوم کے دیوی دیوتا وغیرہ کا نام یاد نہیں آیا۔ کوئی انبیائی نام فہرستوں میں درج نہیں کیا گیا۔ کسی غیر اسرائیلی کتاب کا نام تک نہیں لیا گیا۔ مگر ہر ایک فہرست میں تمام نام بابل کے انبیاء کے لکھے جاتے ہیں۔ وہ بھی یہودی قوم کے عقیدہ کے موافق نہیں لکھے جاتے۔ پریچوں کے اعتقاد کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن مروجہ میں ہر ایک غیر اسرائیلی قوم میں ایک ایک بنی رسول کا اعتقاد اور ایک ایک شریعت کا خیال اور سکندر و زوالقرنین اور لقمن اور شعیب۔ ہود صالح۔ وغیرہ کے قصص بعد کو ایذا دے گئے تھے۔ ہماری پہچان کے لئے ایذا دی کرنے والا یہ خطا کر گیا کہ وہ غیر بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی ایک کا نام فہرست ہابی مذکور میں درج نہیں کر سکا پس ثابت ہوا کہ مروجہ متن قرآن میں سوائے اسرائیل کے انبیاء کے جن اقوام کے بنی رسول اور ان کی شرائع مختلفہ تسلیم کی گئی ہیں وہ ہرگز اصلی متن قرآن کا جزو ثابت نہیں ہیں۔ لہذا ہمارے مخاطبوں کے غیر اسرائیلی بنی رسول اور ان کی شریعتیں ان لوگوں کی ایذا دیاں ہیں جو قرآن کی فہرستوں کے انبیاء اور ان کے دین اور ان کی کتابوں کو ماننا نہ چاہتے تھے۔ بلکہ ان کی سر توڑ یہ کوشش تھی کہ لوگوں کو قرآن حکم کی پیروی سے گمراہ کر دیں۔ اس لئے حلفاء کے نئے انبیاء اور ان کی شریعتیں بحث سے ہمیشہ کے لئے خارج ہوئیں وہ ہرگز رسول بنی قبلہ کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں۔

ہم اپنے مخاطبوں کے زائد انبیاء اور شرائع کی صفائی کر کے اب انبیاء حق کی کہانی شروع کرتے ہیں اس سلسلہ میں رسول بن قبلہ کا مفہوم وہ انبیاء ثابت ہونگے۔ جبکہ ذکر انبیاء و حق کی فہرستوں میں آچکا ہو اور ان کا اختتام بقول قرآن حضرت محمد سے قبل حضرت ابن مریم پر ہو چکا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ مادہ آیت ۵۔

واضح رہے کہ بنی اسرائیل کی قوم اپنے انبیاء کی آمد سے پیشتر ایک ہی امت تھی۔ اس میں فرقہ کا امتیاز نہ تھا۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَ أَنْذِلًا مَعَهُمْ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ۔ الحمین صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے۔ ایک ہی امت ہیں پھر اللہ نے انبیاء اور مبشرین کو اٹھایا اور انزل کی ان کے ساتھ کتاب ساتھ حق کے۔ بقرا آیت ۲۱۳۔ اس کے سوا انبیاء کو اٹھانے سے پیشتر اللہ نے بنی اسرائیل سے جو واحد امت تھی عہد بھی لیا تھا جیسا کہ لکھا ہے۔ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ

معاذ اللہ اور اسل من قبلہ کا مفہوم بذات خود عرب میں موجود نہ تھا مگر ان کے مخالف اور وہ صرف یہاں
تھی جو اس وقت عرب میں موجود تھے نیز آدھ نہ تھی۔ بدھ کی تورات نہ تھیں۔ ہندوؤں کے وید نہ تھے یہ صرف
بائبل تھی۔ پس بائبل سے الرحمن کی بابت دریافت کرنے کا حکم کیا تھا۔ اس لئے بائبل کو ہی اسل من قبلہ کہا
گیا تھا۔ لہذا احنفاء کے دوسرے نبی اور ان کی شریعتیں بحث سے خارج ہوئیں۔

اسل من قبلہ سے بائبل کے انبیاء کی مراد ہونے پر مندرجہ ذیل آیات آخری ثبوت ہیں۔ وَمَا أَرْسَلْنَا
مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ط اور ہم نے ہر ایک رسول اس لئے بھیجا تھا کہ اللہ کے حکم سے اس کی
اطاعت کی جائے۔ نسا، آیت ۶۴۔ وَمَا يُؤْمِلُ الْمُكَذِّبِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَيُجَادِلُ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آلِيئَتِي وَمَا أُنذِرُهُمْ وَأَهْلِيئَهُ اور ہم تو
رسول کو مبشر و مغیر بنا کے بھیجے رہے اور منکر لوگ باطل سے انکے ساتھ جھگڑتے رہے ہیں تاکہ حق کو گرا دیں
اور جب وہ ڈرائے گئے تو انہیں نے ہماری آیات کو کہنسی بنا لیا۔ کہتے آیت ۵۶۔ كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَبِينَ أَنَا
مُحْسِنُ الْبَيِّنَاتِ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے کہ السنوی اور ربو ست ہی
سجاد و لکیت ۲۱۔

آیات بالا میں مرسلین سے مراد یہ ان کی کتابیں اور ان کا کلام ہو جن کو حق کا خطاب دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ
كَمْ وَهَدَنَّا قِيَ الْمُكْذِبِينَ۔ اور مرسلوں نے پیچ کہا ہے۔ والصف آیت ۳۔ اور پھر کہا گیا ہے مُنْذِرِينَ وَمُنْذِرِينَ
فَبَلَّغْنَاكَ مِنْ أَرْسَلْنَا وَلَا تَحْجِدْ لِيُسَبِّحَنَّا كَحُكْمِ بَنِي إِسْرَءِيلَ آیت ۲۲۔ ترجمہ سے پہلے جو ہم نے رسول بھیجے یہ ان کی
سنت ہے اور تو ہماری سنت میں تبدیل نہ پا سکا۔ پھر کہا گیا ہے۔ وَلَقَدْ مَسَّيْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ بِآيَاتِنَا فَكَذَّبُوا بِهَا
فَالْمُصْطَفَوْنَ وَآيَاتِنَا لَكُمُ الْغُلُوبُونَ۔ اور ہمارے مرسلین کے لئے پہلے ہی یہ قول ہو چکا ہے کہ وہی ضرور
فخواب رہا کریں گے۔ اور ہمارا ہی لشکر ہمیشہ غالب رہا کریں گے۔ والصف آیت ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ آنگ

پس مندرجہ آیات نے انبیاء پر حق اور ان کے کلمات کو تاہ غالب ظاہر کیا جو اور ان کا غلبہ ان کی اطاعت
کرنے سے روشن کیا گیا ہے۔ اب ہندوستان کے احنفاء اور مرزاہوں سے دست بہ عرض ہے کہ وہ غیر بنی اسرائیل
انبیاء اور مرسلین کا غلبہ اور فتح ثابت کریں کہ کس بات میں ہوئی بائبل کے مقابل ان کی فتوحات کو رکھیں
ان کی دینی فتوحات کی دست کو بائبل اور اس کے انبیاء اور ان کے خدا کی فتوحات کا موازنہ
کھائیں تو نہایت آسانی سے بنی اسرائیل کے انبیاء کے لشکر کا غلبہ اور نور معلوم ہو جائیگا اور جن کو ہمارے
مرزائی دوست ہندوستان میں نبی رسول بنانے کے لئے کوشاں ہیں انکی عقیدت ظاہر ہو جائیگی۔
اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے بنی اسرائیل کے انبیاء کی رسالتیں اور نبیوں کو

کہ حضرت فرمایا کہ مجھے بنی اسرائیل کہ ان میں حکومت و ریاست کرتے تھے پیغمبر جبکہ ایک پیغمبر فوت یا اتفاقاً دوسرا پیغمبر اس کے مقام پر قائم ہوتا تھا اور میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں۔ مشارق الانوار حدیث ۱۷۳۔

اس کے علاوہ بنی اسرائیل میں جو رسول و نبی سلسلہ وار مبعوث ہوتے تھے تو ہر نبی کے جان نثار و قواد ار شاگرد بھی ہوا کرتے تھے جو اُس کی سنت پر رہتے تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ ابن مسعودؓ ما من نبی بعثتہ اللہ فی امتہ قبل الاکان لہ من امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ و یقتدون بامرہ۔ الخ۔ جلد ۱۔

مسلم میں عبدالمعین محدث سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی پیغمبر نہیں جسکو خدا نے امت میں مجھ سے پہلے بھیجا تھا اُس کی بعض امت سے خالص جان نثار لوگ اور اس کے صحاب ہوا کئے ہیں کہ اُسکی سنت اور اُسکی راہ کو پیڑے رہتے ہیں اور اُسکے حکم کی پیروی اور فرمانبرداری کیا کرتے ہیں۔ الخ۔ مشارق الانوار حدیث ۹۳۲۔

پس جو مصنف مزاج اولیٰ بصیرت شخص اور پرکشانہ ات پر غور فرمایا گا وہ بلا توقف اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیگا کہ رسائل من قبلہ کے مفہوم میں صرف انبیاء بنی اسرائیل ہی شامل ہیں اور کسی قوم کو انبیاء نہیں

کو اس میں دخل نہیں ہے +

اس کے سوا ہم کو معلوم ہے کہ مصنف قرآن نے خود رسائل من قبلہ کی بابت دریافت کرنے کا حکم مآ فرمایا تھا کہ حضرت اُن کی بابت کتاب والوں سے دریافت فرمایا کریں اب اگر رسائل من قبلہ کے مفہوم میں غیر قوم کے وہ لوگ شامل ہونے جنکی فتوتوں اور رسالتوں کے اہل کے حقاء اور مراد الیٰ اقراری ہیں تو کوئی وجہ ایسے حکم کے صادر فرمانے کی مصنف قرآن کے پاس نہ تھی۔ اصل حکم پر غور فرماؤ۔ لکھا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا ظَنَمُوهُ الْيَهُودَ قَدْ كَانُوا مِنْكُمْ لَكَاظِمِينَ ۚ فَذُكِّرُوا بِالْغَيْبِ وَنُزِّلَتْ آيَاتُكَ الْغَيْبِ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ الْيَهُودَ وَنَعَلَهُمْ نِفَقًا ۚ وَنُزِّلَتْ آيَاتُكَ الْغَيْبِ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ الْيَهُودَ ۚ وَنُزِّلَتْ آيَاتُكَ الْغَيْبِ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ الْيَهُودَ ۚ وَنُزِّلَتْ آيَاتُكَ الْغَيْبِ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ الْيَهُودَ ۚ

الکتاب سے استفادہ کرنے کا حکم آیا ہے۔ اب اگر بنی اسرائیل سے باہر نبوت رسالت کا وجود تھا تو دوسرے لوگوں سے کیوں استفادہ چاہئے نہ رکھا گیا؟ کیوں ہندوؤں اور چینیوں سے نہ پوچھا گیا؟ اور کیوں پارسیوں سے دریافت نہ ہوا؟ اگر بنی اسرائیل سے اس سے بھی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بنی اسرائیل پر نبوت رسالت محمد و مہدی۔

اس کے سوا رسائل من قبلہ سے بائبل کے انبیاء کی مراد ایک اور آیت سے ثابت ہو جیسا کہ لکھا ہے

فَاَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الْحَقِّ الْهَتَفَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ ۚ وَنُفِخَ فِي سَحَابٍ مُمِيزٍ ۚ

حقاء کے جمیع انبیاء اور اُن کی شرائع کی جو انہوں نے ہر ایک قوم و امت میں مانے تھے کذب پر آیت نہ تو قطعی فیصلہ ہے اور رسائل من قبلہ کے مفہوم پر کہ مراد اس سے صرف اسرائیلی انبیاء سے صاف فتویٰ ہے

اس میں الرحمن کی بابت رسائل من قبلہ سے استفادہ فرمانے کا حکم آیا ہے اور الرحمن یہود و نصاریٰ

صحف الانبیاء اور انجیل میں مذکور ہے۔ انہیں کتابوں کی بابت قرآن عربی کے عقائد کا بیان کیا جا رہا ہے۔ ان کتابوں کی نسبت قرآن عربی کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ کتب سادی اور کلام السببیں۔

مطالب مذکور کا ذکر کرینگے بعد اس بات کی تشریح کی ضرورت ہو کہ اسرئیل کے اللہ نے حضرت موسیٰ اور دیگر اسرئیلی انبیاء و مرسلین سے کیسے کلام کیا مضافاً قرآن عربی میں اس پر اسرار ہم سدا پر کیا روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس سوال کا جواب دینا فصل نہ اکامتہ مسود ہے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے کلام کرنا ہی اہام و آلاء و وحی کے نام سے مشہور ہے۔ عقیدہ عامہ میں یہ تینوں اصطلاحیں اللہ کے کلام کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اللہ کا بندوں سے کلام کرنا تین صورتوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ان صورتوں کا نام اہام و آلاء و وحی رکھا گیا ہے۔

اس بات کو بھولنا نہیں چاہئے کہ اللہ کا بندوں سے کلام کرنا اور بندوں کا اللہ سے کلام کر کے خدا یا عبود نہ بننا ایسا خیال و عقیدہ ہے جو صرف عربی یہودیت و مسیحیت میں ہی محدود تھا۔ کفار عرب اسے نہ مانتے تھے۔ مسیحی تو یہاں تک بڑھے ہوئے تھے کہ وہ انسان کی ذات و شخصیت میں خدا کی حضوری کو مانتے ہوئے بھی انسان کو انسان ہی مانتے تھے۔ پس خدا کا بندوں سے تکلم جاہل عربوں کو ضرور حیرت میں ڈالتا تھا۔ پس قرآن و حضرت محمدؐ انہیں اپنے عقائد کے متنبہ کرنے میں تامل نہ کرتے تھے۔

قرآن عربی پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی سچی اور حضرت محمدؐ انبیاء برحق سے اللہ کے تکلم کی ذیل کی صورتیں مانتے تھے۔ جو اہام و آلاء و وحی کے مفہوم میں داخل ہیں۔

۱۔ جو ابوں میں وہ ابی نبت کو معلوم کیا کرتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ قَالَا بَلَعْنَا مِنْهُ الشَّعْرَةَ قَالَ يَا مَعْجِزَاتِ اسْمِیْ فِی اللّٰہِ اَیُّ اَیِّ اَذْجَافَکَ - والصف ۳۰ رکوع ۴۔ ریتوں میں کلام آہی کو یا۔ جیسا کہ لکھا ہے اِذْ قَالُکَ یٰمُؤْمِنُہٗ لَا یَا بُتِ اِتٰی مَرَاتِیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کُوْبًا... قَالَ یٰمَعْجِزَاتِ لَا تَقْصُصْ عَلٰی وَاٰکَ - یوسف ۳۰۔ غیب سے کلام پا۔ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوسٰی فَبَصَّیْرَہٗ وَاُتِیَہُ بِالْعِیْبِ - حدید ۳۰ رکوع ۳۸۔ زشتوں کی معرفت بینات پا۔ فَاِذَا دَخَلْنَا الْمَلَائِکَہُ وَنُحُوْرًا لِّہٖ تَصَلٰی فِی الْجُبَابِ - عمران آیت ۳۸۔ بلا واسطہ خدا سے کلام پا۔ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوسٰی کَلٰہِیَا۔ نسا ۲۲ رکوع ۴۔ وحی کے طور سے خدا کی مرضی کو حاصل کرنا۔ وَاِذَا دَحِیْتُ اِلٰی الْحَوَارِیِّیْنَ اَنْ اٰمَنُوْا بِیْ وَیُرْسُوْا لِیْ اَمْرًا - آیت ۱۱۱۔ وَصَرِیْبٌ لِّہُمْ اَصْحٰبُ الْقُلُوْبِ اِذْ جَاہَاہُمْ اَللّٰہُ یَسْکُوْنَ... - اِذَا رَسَلْنَا اِلَیْہِمْ سُلٰیْمًا... فَقَالُوْا اِنَّا لَنَسْمَعُ سَمْعًا لَّیْسَ اَنْ قَدْ صَدَقْتُنَا وَنَلُوْنَ عَلَیْہَا مِنَ الشَّہِیْدِیْنَ - امدہ آیت ۱۱۳۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاُكْتُبْنَا مَعَ الشَّہِیْدِیْنَ - عمران ۵ رکوع۔ مقابلہ اَوْحٰی

بنی اسرائیل پر محدود نہیں رکھیں بلکہ غیر اقوام تک پہنچائیں ہیں۔ حضرت ابراہیم کو نزدیکی قوم کی ہدایت کرتے دکھایا ہو
حضرت موسیٰ اور یوسف کو ملک مصر کی پست پرست اقوام میں صداقت کی منادی کرنے کا حکم دیا ہے اور یونس کو تنہا
کی اقوام کا ہمیشہ ظالم رہا ہے۔ اور خداوند یسوع مسیح کو تمام دنیا کے مذاہب کا فاتح دکھایا ہو پس غیر اسرائیل اقوام کا
ثبوت و رسالت اور الہی شریعت کی بخشش ہمارے فیاضوں کی ناجائز سخاوت اور بے مہمتا بخشش جو جس کا مزار
حق کی مکاریت کے سوا کچھ ثابت نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبلہ کے مفہوم میں
بنی اسرائیل کے انبیاء کو سوا دوسری قوم کا کوئی نبی رسول داخل نہیں اور نہ داخل کیا جاسکتا ہے۔

گیارہویں فصل

وما انزل علینا کے مفہوم میں سے کلمہ اللہ موسیٰ کی تفسیر

عنوان مذکورہ بالا میں متکلم خدا ایا اللہ کی خبر عجیب و غریب اور سچا اور صداقت کا اعلیٰ اظہار جو عرب کے حضار
اور اہل مکہ یا قریش ان معانی کے خدا اور اللہ کے علم عرفان سے پشتہ ہائیت سے محروم چلے آتے تھے وہ نبی کریم
سے مذکور و شریعت الہام و کتاب سے بالکل نا آشنا چلے آتے تھے۔ ان کو نہ کسی واحد خدا کا علم تھا نہ وہ متکلم
خدا کو جانتے اور سنا تھے حضرت موسیٰ کے بیان کے ساتھ اہل مکہ و قریش و عرب کو عربی زبان میں یہ پہلی دفعہ
تجربہ یعنی کہ عوام کا خالق مالک متکلم بھی ہے وہ اپنے بندوں سے کلام کرتا آیا ہے۔

عنوان مذکورہ بالا میں دوسری حقیقت یہ ظاہر کی گئی ہے کہ جس متکلم خدا کی خبر دی گئی ہے وہ ہر گز یہ کہ وہ
قریش کا معبود نہیں۔ کعبہ و قریش و مکہ کے معبودوں کو لانا جانتے ہی نہ تھے نہ وہ بول سکتے تھے۔ یہ اللہ جو متکلم ظالم رہا کیا
وہ تو کہ طور پر حضرت موسیٰ سے کلام کرنے والا ہے۔

اس کے سوا عمران نہ کہ وہ میں حضرت موسیٰ سے کلام کرنے کا بود ذکر آیا ہے اس سے ہرگز مراد نہیں کہ
خدا نے حرف موسیٰ سے کلام کیا تھا۔ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے انبیاء کے سلسلہ کی پہلی کڑی ہیں جن سے اہل عرب
کے خدا کا تکلم صلی طور سے ہوا تھا آپ کے بعد سلسلہ انبیاء قائم ہوا جس کی آخری کڑی خداوند یسوع مسیح ہے حضرت
موسیٰ کے تکلم کے بعد انبیاء برحق سے جو الہی تکلم ہوا ہے وہ زیادہ تر غنی طور سے ہوا جو بارخداوند یسوع مسیح
میں الہی تکلم ایسے کامل طور سے ہوا کہ الہی کلام یسوع مسیح کی بشریت میں ہی بس گیا تھا۔ اس کی واحد شخصیت میں
متکلم و مخاطب و کلام یکجا ہو گئے تھے پس موسیٰ سے اللہ کے کلام کرنے میں وہ تمام انبیاء بھی شامل ہیں جو حضرت موسیٰ
کے بعد بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے۔

حضرت موسیٰ اور آپ کے بعد دوسرے اسرائیلی انبیاء سے جو اللہ نے کلام کیا تھا وہ کلام تو ریت نراؤ

اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید ہی نے جو خطابات و القاب بابل کو دیئے ہیں ان کے دیکھنے سے بابل کے متن کی اندرونی صداقت کے انوار ظاہر ہونگے۔ بابل کی جو خوبیاں ان ناموں اور خطابوں سے ظاہر کی گئی ہیں وہ اس قدر دلکش اور جریٹ انگیز ہیں کہ جس قدر خود بابل ہو۔

بابل شریف کے خطابت قرآنی قرآن شریف کا کورس میں تمام متن میں ان کی سخت گردان اور تکرار آئی جو قرآن کی ہر ایک آیت میں اس کے ہر ایک صوبہ میں ان میں سے کوئی نہ کوئی خطاب یا نام ضرور آیا ہے۔

اس بات کو بھولنا نہیں چاہئے کہ آنے والے بعض نام و خطاب ایسے ہیں جو قرآن عربی اور بابل کے لئے یکساں استعمال ہوئے ہیں مگر اکثر اسماء ایسے آئے ہیں جو صرف بابل ہی سے متعلق ہیں۔

ہم آنے والے ۱۲، پچھت کرنا ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ وہ اپنے معانی و مطالبہ ایسے رکھتے ہیں جن پر شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ طوالت کے خوف سے لوگوں کے خیالات ان کی بابت پیش کرنے سے باز رہے ہیں۔ مگر قرآن ہی کے متن سے ہر ایک نام کے معنی مقرر و معین کر دیئے گئے ہیں۔

بابل کے قرآنی اسماء اور ناموں کا ذکر کرنے سے ہماری یہ غرض ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو اول تو متن قرآن میں ایسی عزت و حرمت کا زہم دکھائیں جسے دیکھ کر ہر ایک مسلم حریت کا پتلا بجائے دوم مردہ اسلام کے مسلوب بھی اسی بابل مقدس کی طرف سے وہ بے رسمی دکھائیں جو کفار و مشرکین و عفا کی مدنیہ کی عقل و فکر میں آتی تھی۔

اس تمہید کے بعد ہم بابل کے ناموں اور خطابوں کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ ناظرین ہی غور سے دیکھیں۔

واقعہ ۱۔ یابل کا نام کلمہ ہے۔ قرآن مجید یا قرآن مجید میں لفظ کلمہ بار بار آیا ہے۔ اس کا استعمال عموماً انبیاء و رسل کے کلام کو ظاہر و بیان کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس کے معانی میں انبیاء کی کتابیں ان کے وعدے و وعید شامل ہیں۔ چند آیات اس مطلب کی تفصیل میں نقل کی جاتی ہیں، لکھتا ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِحَيَاتِكَ الْكَافِرِينَ ۱۔ اور تحقیق ہمارے مسلمان کے واسطے ہمارا کلمہ سبقت لے گیا ہے

شوریٰ آیت ۸۱۔ وَنُحِيتُ اللَّهُ الْحَقَّ يَكْفِيهِ ۲۔ یعنی اور اللہ اپنے کلمہ کے ساتھ حق کو ثابت کرتا ہے یونس آیت ۸۲۔

وَلَوْ كَا كَلِمَةً الْفَصْلُ لَقَبْتَهُ بَنِيهِمْ ۳۔ اور اگر نہ ہوتا کلمہ فیصل تو البتہ فیصلہ کیا جاتا درمیان ان کے شوریٰ آیت ۱۲

وَجَعَلْنَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّكُمْ تَرْجِعُونَ ۴۔ اور کیا ان کا کلمہ ان کے پیچھے باقی تاکہ وہ رجوع کریں

زخرف آیت ۳۸۔ وَكَلِمَةً اللَّهُ هِيَ الْعُلْيَا ۵۔ اور کلمہ اللہ ہی سب سے اعلیٰ ہے۔ توبہ آیت ۴۰۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

ہم یاد رکھئے علی بنی النمر، ابراہیم اور تیرے رب کا کلمہ خوبی کے ساتھ بنی اسرائیل پر پورا ہو گیا اعراف آیت ۱۳۰

وَتَمَّتْ كَلِمَتُكَ مِنْ تَابٍ مَبْدُوقًا وَهَذَا ۶۔ انعام آیت ۱۱۶۔ تیرے رب کا کلام صداقت اور عدالت کے ساتھ

پورا ہو گیا وَاَوْفَا كَلِمَةً سَبَقَتْ مِنْ تَابٍ كَقَطْعَىٰ مِنْ يَدِيهِمْ فِيمَا فِيهِمْ يَخْتَلِفُونَ ۷۔ یونس آیت ۱۹۔

إِلَىٰ مُوسَىٰ وَآلِ هَارُونَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ - نساء ۲۳ رکوع ۷ اکل و اتم طرق الہام إِنَّمَا أَوْفَّقَ اللَّهُ رُسُلَهُ هَدًى - وَآيِلُ لَهُ
مَرَّيَعَهُ سَمُولَ اللَّهِ وَكَانَتْهُ أَنْفُهَا إِلَىٰ مَرْيَعَتِهِ وَرُوحٌ مِّنْهُ أَنْ اللَّهُ يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ - وَآيِلُ لَهُ
يُورِضُ الْقُلُوبَ -

منہ رخصہ مقامات اس بات کے اظہار میں منقول ہوئے کہ ہم ناظرین کربائل کے انبیاء کی نسبت نبیان قرآن
یہ لڑت رکھا دیوں کہ قرآن کے نزدیک بابل کے انبیاء اور کے سات طرق سے کلام الہی پانے والے تھے۔ ان تمام
صوراتوں میں افضل و اعلیٰ طرق کا الہام وہ ہے جو یسوع مسیح کے متعلق بیان ہوا ہے۔ قرآن عویٰ کی یہ تعلیم بھی اعلیٰ قرآن
کا اعلیٰ عنصر ہے جسکی صداقت کا کوئی حق پسند منکر نہیں ہو سکتا ہے۔

جو کوئی اور کے مقامات کو غور سے پڑھیں گا اس پر یہ حقیقت ضرور واضح ہو جائیگی کہ بابل مقدس کے انبیاء کے
الہام کی جو صورتیں بیان ہوئی ہیں وہ ترقی پذیر الہام کی صورتیں ہیں۔ عجب معاملہ یہ ہے کہ قرآن محمدی نے بابل کو
اور بابل کے انبیاء کو ایسے معانی میں ملہم گردانا ہے جو نہایت صحیح و درست ہیں۔

ایک اور بات بھی غور کرنے کی آئی ہے کہ الہام کی مذکورہ بالا صورتوں میں سب کے اکل صورت کے الہام کے ملہم
خداوند یسوع مسیح بیان ہوئے ہیں۔ اسے خود ہی ملہم اور خود ہی ملہم اور خود ہی الہام اور خود ہی کلام اور خود ہی عامل اور
عالم دکھایا گیا ہے۔ الہام کی اس قسم سے دوسرے درجہ پر اللہ کا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا آیا ہے۔ الہام کی باقی
صورتیں اس کے بعد ہیں۔

الہام کی جو صورت یسوع مسیح سے منسوب کی گئی ہے وہی کامل و اتم صورت ہے جو عابد و معبود کو واحد شخص بناتی
ہے۔ یہی الہام سے خدا کا مقصد و دعا تھا کہ صرف اللہ عباد ہی ظاہر نہ ہو بلکہ عبد اللہ نام بھی ہو دے سبجیت فی
زمانہ اس حقیقت کا اظہار کرتی آئی ہے۔ قرآن محمدی نے اس اعلیٰ حقیقت کو الوہیت اور انسانیت کا یسوع مسیح
میں ملاپ کر کے اظہار کیا ہے۔ اسے بزرخ الوہیت و انسانیت بنا دیا ہے۔ اگر قرآن میں اس سے بڑھ کر کسی
کو الہام نہ آتا تو یہی اس پر قہر ہونے کو تیار ہیں۔ ورنہ اندرونی قرآن یہی اور سچے اسلام کے مسلم صرف یسوع مسیح کو
ہی الہام و کلام کا مختم ماننے کے لئے مجبور ہیں۔ کلمتہ اللہ در روح اللہ سے بڑھ کر کوئی ملہم ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

بارہویں فصل

وما انزل علیٰنا کے مفہوم میں سے بابل کے اسماء و خطابات

قرآن محمدی کے بابل کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے کے لئے وہی مطالب نہیں جو پیشتر ذکر ہو چکے ہیں۔
بلکہ ان کے سوا بھی ہیں جو نکاحاً ذکر ہم اس فصل میں کرنے کہیں۔

اور محمد کو گمان یہ ہے کہ انہیں حکمت ملی ہے تو تمہارا علم بہت ہوا۔ اور دوبارہ تو تم بڑھتے ہو کہ وہاں اَوْفَيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ
اَلَا قَلِيلًا۔ تو یہ دونوں باتیں کو یکجا کر سکتی ہیں تو حق تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کا علم بے نہایت ہے
اور کسی کا علم کتنا ہی زیادہ ہو جائے علم الہی کے مقابلے میں کم سے کم ہو سکتا ہے جیسی پھر لکھا ہے۔ وَمَا تَكُونُ فِي
نَاشِئَةٍ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ نَّجْوَانٍ وَلَا تَأْتِيهِمْ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا اِذْ تُفِيضُونَ فِيْهِ وَمَا
يَعْرَبُ عَنْ مَّرَاتِكُمْ رَبُّنَا مِمَّا تَعْتَمَلُ وَلَا فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا اَصْحَابُ مَرَاتٍ ذَا الْكُرْسِيِّ اَلَا فِي
كِتَابٍ مُبِينٍ۔ اَلَا اِنَّ اَوْلٰىيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ
لَهُمْ اَلْبَتَّةَ اٰیٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْقُوْسُ الْمَعْطٰی
اور تو خواہ کسی حال میں ہو خواہ قرآن میں سے کچھ پڑھنا ہو خواہ کوئی عمل کرنا ہو ہم ہر حال میں تمہارے نگہبان ہیں۔
جب تم اس میں مشغول رہتے ہو تو میرے رب سے کوئی ذرہ زمین میں چھپا نہیں آسمان میں اور نہ کوئی چھپائی
اور نہ کوئی بڑی۔ مگر سب کتاب میں ہیں۔ لہذا ہر جو اللہ کے ولی ہے۔ ان پر کوئی خوف نہیں۔ اور نہ وہ غمناک
ہوتے ہیں اور جو اللہ کے ماننے والے متقی بنجائیں۔ ان کے واسطے اس دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں
سبھی اللہ کے کلمات کے واسطے تبدیل نہیں۔ یہ وہی بڑی کامیابی ہے۔ یونس آیت ۶۱-۶۴

آیات مذکورہ صدر میں ہم کو کلمت ساری اور کلمت اللہ اور کلمت اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ ان جملوں کا ابتدائی
مضمون ایسا وسیع بیان کیا گیا ہے کہ اگر زمین کے تمام اشجار و فہمیں ہو جائیں اور سمندریاں ہی نجائیں اگر تمام
بنی آدم کتاب کے کام میں مشغول ہو جائیں تو بھی کلمت اللہ کو لکھ نہ سکیں۔ مگر جب اس کے ساتھ سو۔
یونس کے مقام مذکورہ صدر کو دیکھا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کلمت اللہ کی نوشتہ اور ان کا انتظام محال
ہے۔ مگر تو ہی اللہ نے زمین و آسمان کے اوپر علم و عمل کے تمام عقائد کو کتب بہن میں بند کر رکھا ہے۔ لہذا ہم
سہا نام مخلوقات مل کر نہیں کر سکتی تھی۔ جو کام خدا نے خود کر دیا کہ ان سے کلمت اللہ کو کتاب میں ہی لکھ کر دیا
پس کلمت اللہ کی لا تبدیل کتاب وہی کتاب اللہ صہری جیسے بائبل مقدس کہتے ہیں ۵

اس کتاب میں کا ہم پھر ذکر کرتے کہ میں یہ اس مقام پر یہ بات ضرور دیکھانا ہے کہ خداوند پر بحث (الہیہ)
ماتیل کے کلام کا خطاب ہو کر آئے ہیں۔ چنانچہ یہ بات یوں ثابت ہوتی ہے۔ وَلَقَدْ كَلَّمْنَا بَنِي نُوْحٍ مِنْ قَبْلٍ
فَقَصَبْنَاهُمْ دَاعِيَ اِلٰى الْكُفْرِ اَوْ اٰمَنُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَاَلَمْ يَكُنْ لَكَ الْاَلٰهَ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ رَبِّكَ
تَنذِيْرٌ اَلَمْ يَسْئَلْنِيْ مَا وَعَدْتُهُمْ اَوْ اَمَرْتُهُمْ اَوْ اَنْتَ اَنْتَ اَلَمْ يَكُنْ لَكَ الْاَلٰهَ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ رَبِّكَ
تَنذِيْرٌ۔ یہاں اس کہ کہ انکو ہماری مدد پہنچی۔ اللہ کے کلمت کو پہلے خدا کو ہی نہیں ہے اور میرے پاس رسول بھی
خبر آپ پہنچی ہیں انعام آیت ۳۴۔ پھر لکھا ہے تَوٰسَّلْ مَا اَوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا تُنْكِرُ

وفہم - آیت اللہ و بنیت یاسل کے خطاب میں۔ لفظ آیت بمعنی نشان آیا ہے اور نشان علم

کہتے ہیں پس آیت اللہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کے علم و نشانیت کا نکلا جس کے قرآن میں تین مطلب آئے ہیں۔

۱۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى قِسْعَ آيَاتِ بَنِي إِسْرَءِیْلَ۔ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو نو نشانیت مانت

صاف دیئے تھے پس بنی اسرائیل سے پوچھئے۔ سَلَّ بَنِي إِسْرَءِیْلَ كَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنَ آيَاتِ رَبِّهِمْ طَوَّ

مَنْ يُبَدِّلُ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ كَيْدٍ مَا جَاءَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ بنی اسرائیل سے پوچھ کہ ہم نے انکو

تنہا آیات، نیات دی تھیں اور جو اللہ کی نعمت کو اس کے حاصل ہونے کے بعد بدل ڈالیں یا دور بہ کہ اللہ سخت

عذاب دینے والا ہو۔ بقرایت ۲۱۱۔ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ اور تمہارے پاس موسیٰ بلیت کے ساتھ

آیا۔ بقرایت ۹۲۔ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ اور عیسیٰ ابن مریم کو بلیت دی گئیں بقرایت ۲۵۳۔ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

مُوسَى بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُفْتَوًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ پس

جب موسیٰ ان کے پاس آئے بلیت کے ساتھ کہ ایک بناوٹی یاد دہیہ اور ہم نے اپنے پیلے پاپ

دادوں کی نہیں سنا قصص آیت ۳۶۔ زَكَوْا لَكُمْ لَوْ كُنَّا يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ۔ اور انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہیں لاتا ہے کیا جو پیلے صفت میں ہے۔

اسک صاف تعلیم ان کے پاس نہیں آچکی ہے۔ طرایت ۱۳۳۔ وَآتَيْنَاهُمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَدٌ مُبِينٌ۔

اور دیں ہم نے ان کو (بنی اسرائیل کی) آیات میں اس کھلا امتحان تھا۔ دفان آیت ۳۳۔ ۳۴۔ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ

مِنْ آيَاتِنَا فَاسْتَفْتَوْا الْكَاذِبِينَ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

الْأَعْيُنِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ فَلَمَّا رَأَوْهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَعَلَّهُمْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْوَاقِعَةُ نَفِثَتْ فِيهَا مَنَافِقُ

کِتَابُ اللَّهِ تَمَامُ بَابِلِ کا خطاب ہے۔ عمران ۳ رکوع۔ ۱۰۔ اَلْکِتَابُ۔ بَابِلِ کا نام بقرہ رکوع۔ ۱۱۔ اَفُوْ
مِّنْ M

غرضیکہ اگر ہم اس طرح قرآن شریف کے خاص غلاموں اور فقروں اور انصاف کو ترتیب دیکر دیکھیں تو ہم کو اس
بات سے تعجب آئیگا کہ ان شریف کے اوراق میں سے شکل سے کوئی ورق دیگا جس میں ہمیں بَابِلِ اور بَابِلِ کے
انبیاء اور اہل بَابِلِ کی نسبت کچھ نہ ملے جو بَابِلِ اور اہل بَابِلِ کی عورت و حرمت سے علائقہ رکھنا ہو ایسے حالات
کی موجودگی میں سلامتی قرآن کا بَابِلِ سے منحرف ہونا جیسا کہ خفاک معاملہ پر وہ کسی روشن ضمیر سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔
وقفہ ۶۔ بَابِلِ سُلْطَانِ مَبِیْنِ ہے۔ قرآن کا مصنف سلطان مبین کی بابت یوں بیان کرتا ہے۔
هُوَ لَا یُؤْمِنُ بِالْغُلُوبِ وَهُوَ یَعْلَمُ مَا فِیْ سُلْطَانِ مَبِیْنِ۔ یہ ہماری قوم ہے۔ پھر اس میں
انہوں نے اس کے دو معبود کیوں نہیں لائے ان کے واسطے نہ تھلی کہتے ۲ رکوع۔ اس جگہ عربوں سے مصنف قرآن
ان کے خداؤں کی خدائی کے ثبوت میں سُلْطَانِ مَبِیْنِ کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ اس جگہ مصنف کا
سُلْطَانِ مَبِیْنِ سے کیا مطلب ہو۔ لہذا اس کے مفہوم کی تفسیر دوسری جگہ یوں آئی ہے۔ اَمْ لَمْ یَلْمِ سُلْطَانِ
مَبِیْنِ فَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ والصلوات آیت ۱۵۶۔ اس جگہ سُلْطَانِ مَبِیْنِ سادی ہے
سُلْطَانِ مَبِیْنِ کے اور سُلْطَانِ مَبِیْنِ سے مراد خطاب معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ فَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا جواب اس کا ثبوت ہے
اس کے سوا یوں بھی لکھا ہے اَمْ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ روم آیت
۳۵۔ اس جگہ لفظ سُلْطَانِ سادی لفظ سُلْطَانِ مَبِیْنِ کے معلوم ہوتا ہے۔ اور لفظ سُلْطَانِ کا مفہوم کلام
کرنے والی حقیقت یا جو شے کلام رکھتی ہو ظاہر ہے اور وہ حقیقت یا شے کتاب ہے۔ لیکن ایسی کتاب ہے جو

اس لئے ان کے لئے قیامت کے دن وزن قائم کیا جائیگا۔ یہ جہنم کی جزا ان کے کفر کی وجہ سے ان پر آئیگی اور اُنس وجہ سے کہ انہوں نے نبیوی آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ مہینے مڑا لی تھی۔ کہتے آیت ۱۰۵-۱۰۶ اور دیکھو بنی اسرائیل آیت ۹۸۔

پس مندرجہ صد بیان سے معلوم ہوا کہ بائبل شریف آیات السدا اور بیت کا مجموعہ تھی۔ آپ کو اسی مجموعہ آیات میں سے آیات پڑھ کر سنائی جا یا کرتی تھیں۔ جیسا کہ لکھا ہے تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوَهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ۔ بقرات ۲۲۶-۲۲۷ رک۔ اس پر تعجب یہ ہو کہ حضرت محمد بائبل کی عربی آیات پڑھ کر سنانے سے اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول سمجھے جائیں۔ اور جن کے پاس تمام بائبل تھی اور حضرت محمد کو بائبل کی آیات سکھایا کرتے تھے اور نظام دنیا میں بائبل سنی بنایا کرتے تھے وہ عام درجے کے ایماندار اور نہ اپرست بھی خیال نہیں کئے جاتے ہیں ہم اس ترجیح کا اب تک باعث نہیں سمجھے۔ اس جگہ اس بات کا اظہار کر دینا غرضوں نہ ہو گا کہ قرآن شریف نے یسوع مسیح کو اکیلا لَدُنَّا س وَمَرْحَمَةً مِنَّا فَرَّادِیَا ہے۔ بلکہ اُسے اَللّٰهُمَّ لِلْعَالَمِیْنَ فَرَّادِیَا کر رحمتہ للعالمین بنایا ہے۔ پس یسوع مسیح سلسلہ طور سے قرآن کی زندہ بائبل ظاہر و ثابت ہو۔ یہ لفظ آیت کا انتہائی مفہوم ہے۔

مندرجہ صد اشغال میں لفظ آیت کے کئی معانی آئے ہیں۔ مثلاً لفظ آیت کے ایک معنی نشان یا علم کے آئے ہیں۔ بائبل مقدس اللہ کی طرف سے زمانوں کے لئے کہی نشان و علم ہے۔ جو آہی فتوحات کو ظاہر کرتا ہو پھر لفظ آیت کے معنی خدا کے کلام کے ایک حصہ یا ٹکڑے کے آئے ہیں۔ بائبل کلام اللہ کے تمام حصوں کی جانتا ہے۔ پھر لفظ آیت معجزہ کے معانی میں آیا ہے۔ بائبل مقدس خدا کے تمام معجزات اور کاموں کا مجموعہ ہے۔ سب کے آخر میں لفظ آیت خداوند یسوع مسیح کے معنوں میں آیا ہے۔ اسے مجموعہ آیات اسی معانی میں بیان کیا ہے۔ جن معانی میں بائبل کو مجموعہ آیات بتلایا ہے۔ یسوع مسیح کو قرآن نے بھی خدا کی جسم بائبل ظاہر کیا ہے۔ وہ انسان بائبل ہو۔ جو نہ صرف کافروں پر لکھی ہے بلکہ یسوع مسیح کی بشریت پر کندہ ہے وہ آپ ہی حکم ہے اور آپ ہی حکم کا عالم و مارت ہے۔ اور آپ ہی اس کا عامل ہے پس قرآن عزلی کی بائبل واقعی عجیب و غریب ہے۔

وقفہ ۵۔ بائبل کے مختلف خطابوں کی فہرست۔ ۱۔ تَبٰرَکَ تَعَالٰی کَلَامُ اللّٰہ۔ بقرات

۷۳۔ اس جگہ کلام اللہ بائبل کا خطاب ہے ۲۔ مَا اَنْزَلُ اللّٰہ۔ بائبل کا خطاب ہے بقرات ۲ رکوع۔

۳۔ مِنْ عِنْدِ اللّٰہ۔ بائبل کا خطاب ہے عمران ۸ رکوع ۴۔ وَمَا اَنْزَلُ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ۔ بائبل

کا خطاب ہے۔ عمران ۹ رکوع۔ ۵۔ بِمَا اَنْزَلُ اللّٰہ۔ بائبل کا خطاب ہے بقرات ۱۷ رکوع۔ ۶۔ وَمَا اَنْزَلُ مِنْ

قَبْلُکَ۔ بائبل کا خطاب ہے بقرات ۱۷ رکوع۔ ۷۔ کِتٰبٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰہ۔ بائبل کا نام ہے ہما سکر انجیل کا نام

ہے بقرات ۱۷ رکوع۔ ۸۔ کِتٰبُ اللّٰہ۔ توریت کا نام ہے۔ بقرات ۱۷ رکوع۔ ۹۔ عَمْرٰن ۳ رکوع ۱۰۔ یٰکَیْ عَوْنِ اِلٰہِ

ان مقامات میں تمام مذہبی عقائد و مسائل کی سند علم کا مفہوم رکھی گئی ہے۔ بلکہ تمام اعمال انسانی کی صحت کا معیار علم کا مفہوم ہی لگائی ہو۔ بغیر علم کے آہی عقائد باطل اور اعمال انسانی اگر اسی قرار پائے ہیں۔ بلکہ مصنف قرآن نے بغیر علم عقائد رکھنے والوں اور عمل کرنے والوں کو ابلیس کے مقلد قرار دیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ۔ اور لوگوں میں سے جو بغیر علم اللہ کی بابت جھگڑتے ہیں وہ ہر ایک شیطان مردود کی پیروی کرتا ہے۔ حج آیت ۳۔ پس ان تمام مقامات میں لفظ علم کا مفہوم و ریاست طلب ہوا اور اس کی تحقیق کی اسلئے ضرورت ہو کہ مصنف خود علم کا مفہوم کو عقائد و اعمال دینی کی صحت کی سند ٹھہراتا ہے۔

حبیب زبان مصنف لفظ علم کا مفہوم تلاش کرتے ہیں تو مصنف کی نبالی قرآن میں یہ بات قلبہ بنتی ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ۔ اور لوگوں میں سے ایک ایسا شخص جو اللہ کی بابت بغیر علم و ہدایت و کتاب میر کے جھگڑتا ہے۔ لقن آیت ۲۰۔ حج آیت ۳۔ اس جگہ خود مصنف نے لفظ علم کو ہدایت و کتاب میر کے مساوی بنا کر تعمال کیا ہے اور جس کا نشانہ ہے کہ علم ہدایت و کتاب میر کا بدل ہے۔ لہذا علم و ہدایت اور کتاب میر ایک ہی حقیقت کے تین نام ہیں۔ اس لئے لفظ کا مفہوم کتاب میر اور اس کا علم ہے۔ پس علم کا مفہوم قرآن میں بائبل کے سوا نہیں ہے۔

اس کے سوا قرآن میں یہ بھی لکھا ہے لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا بِالْبَيِّنَاتِ وَآتَيْنَاهُ الْكِتَابَ وَالْحِزْمَ إِنَّ لِفِئْمِ النَّاسِ بِالْفِتْنَةِ حَيْثُ الْبَتِّ هُمْ لَفِيئَاتٍ کے ساتھ اپنے رسولوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب و میزان نازل کی اور لوگوں کے لئے انصاف نازل فرمایا۔ حدید ۳۔ رکوع ۳۔ آیات منقولہ بالا میں بھی بائبل شریف کو علم کہا گیا ہے ایت کہا گیا۔ کتاب النیر کہا گیا۔ اسے دین و ایمان کی اور تمام سچے دین کے عقائد کی سند ٹھہرا گیا ہے اور اسلام کے مسیحی قرآن دانی اور قرآن کی فرمانبرداری اس بات میں دیکھو کہ ان میں مزاحمت دینی کے ہر وصف اصحاب اس کتاب کی تکذیب و زمین کو اپنا مذہب بنا پھرے ہیں اور اس کفر و بدعت پر یہ رنگ چڑھا رکھا ہے کہ وہ گویا قرآن عربی اور حضرت محمد کے بڑے مانتے والے ہیں۔

قرآن عربی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ حضرت ابراہیم کو علم دیا گیا اِنِّیْ جَعَلْتَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ عَلَّامٌ تَارِكٌ۔ یعنی اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم ہے جو تجھے نہیں دیا گیا۔ مریات ۴۴۔ پھر حضرت موسیٰ کو علم ملنے کا اقرار ہی ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ وَتَا بَلَّغْ اَسْمٰکَ ؕ وَاسْتَوٰی اَتِّیْنٰکَ حُکْمًا وَّعِلْمًا یعنی اور وہ جو ان کو پتہ اور کامل ہوا تو ہم نے اُسے حکم اور علم بخشا۔ قصص آیت ۱۲۔ پھر داؤد سلیمان کی بابت لکھا ہے۔ وَلَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ وَمُسْلِمًا عَلَیْکَ۔ یعنی اور ہم نے داؤد و سلیمان کو علم دیا۔ بائبل آیت ۱۲۔ پھر

اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہو۔ ایسا ہی مطلب اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اَلْحَجَّاجُ لَوْ كُنِيَ فِي اِسْمِكَ مِ
 سْمِيَّتُكَ هَا اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ هَاقُلُ اَللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يُّشَاءُ مِنْ سُلٰطٰنٍ يَّسِّرُ كَيْفَ يَمُوجِبُ مِنْ اِن اَمَوٰنِ كِي بَابِتْ جَوْتَمَنِي
 اور تمہارے باپ دادوں نے رکھے ہیں تکرار کرتے ہو۔ جنکے ساتھ کوئی سُلطان نازل نہیں کیا گیا اعراف آیت
 ۱۷ اس جگہ سُلطان سے مراد ایسی کتاب ثابت ہو جو ہر جگہ اہل طرف سے نازل کی گئی ہو۔ اس کتاب پر دین کے تمام
 مسائل کا قطعی فیصلہ منحصر تھا جاتا تھا۔ پس بلا کسی تہ کے یہاں پر سُلطانِ نبیین و غیرہ کا مفہوم آسانی
 کتاب کا نکل رہا ہے جسے مصنف قرآن نے دین دایان کی سہ تسلیم کر لیا تھا۔ اب مصنف قرآن آپ ہی لکھتا
 ہے۔ وَلَقَدْ اُرْسَلْنَا مُوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ وَسُلٰطٰنٍ مُّبِيْنٍ۔ صہود آیت ۹۶ و موشین آیت ۴۵ و موشین آیت ۲۳
 درو خان آیت ۶۳۔ پس اس کلام کے موافق اس کے سوا کوئی دوسرا نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ مصنف قرآن نے
 بائبل کو دین دایان اور اعلیٰ کا قانون بنایا تھا۔ نہ صرف کفار عرب کے مقابل بلکہ معتقدان قرآن کے مقابل بھی ایسی
 دوسری جگہ آیا ہے۔ مَثَلًا لِّكٰفٰرٍ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ حُرُوْمِ الْاَوْصِيَّيْنَ ط
 اَوْ رِيْدُوْنَ اَنْ يَّجْعَلُوْا اللّٰهُ عَلَيْهِمْ سُلٰطٰنًا مُّبِيْنًا و اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مومنوں کے سوا کفار کو
 دوست مت بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی طرف سے تم پر سُلطانِ اَمْبِيْنِا نام ہو۔ نہ آیت ۱۲۴ اور پھر لکھا
 ہے۔ وَ اَتَيْنَا مُوسٰى سُلٰطٰنًا مُّبِيْنًا۔ اور ہم نے موسیٰ کو سُلطانِ مَبِيْنِا دیا۔ نہ آیت ۲۲ کرع۔ غرض اوپر کے
 کُلّ یان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اور آسانی سے نکلتا ہے کہ قرآن عربی کی بائبل کتاب میں ہے۔ وہ سُلطان میں ہے
 وہ دین دایان کی اور دین دایان کے ہر ایک اعتقاد کی سند ہے جو اعتقاد اس سُلطان میں کے موافق نہیں وہ
 صحیح اور کھلی گراہی ہے۔ مروجہ اسلام کے مسلم اپنے عقیدوں کو اس سُلطان میں سے تطبیق دیکھ دیکھیں
 تب انہیں مروجہ اسلام کی حقیقت معلوم ہوگی۔

دفعہ ۷۔ بائبل کا نام علم ہے۔ کفار عرب کے عقاید کی تردید کرتے ہوئے قرآن لکھتا ہے۔ وَ
 خَصَّمُوْا اَللّٰهَ بِنٰبِيْنٍ وَ نَبِيٍّ يَّعْبُدُ عَلَيْهِ الْاِنْعَامُ آیت ۱۰ اِنَّ كُنْتُمْ لَا يُقِيْلُوْنَ بِاَنَّهُوَ اَكْبَرُ مِنْكُمْ يَّعْبُدُ عَلَيْهِ الْاِنْعَامُ
 ۱۲۔ اَفَمَنْ اَظْلَمُ مِنْ الَّذِيْ عَلٰى اللّٰهِ كَذٰبًا يَّبْيَضِلُ الْاِنْسَاسَ يَّعْبُدُ عَلَيْهِ الْاِنْعَامُ
 آیت ۱۴۵۔ نَبِيُّنِيْ يَّعْبُدُ اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ۔ انعام آیت ۱۴۴۔ كُلُّ هَلْ عِنْدَ كُمْ مِنْ عَلَمٍ فَرِحَ
 جَوْدَ كَمَا اَنْعَامُ آیت ۱۴۹۔ یعنی کفار نے اللہ کے واسطے بیٹے بیٹیاں بنائے ہیں بغیر علم کے۔ اور تحقیق
 بغیر علم کے اپنی خواہشات سے لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ
 پر چھوٹ بانہ لے اور بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرتا پھر سے۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے سادہ علم کے مجرد۔ کہہ کیا تمہارا
 پاس علم میں سے کچھ ہے تو پس اُسے ہمارے واسطے بکالو۔

بائبل کے ایسا نہ اہل علم کے وارث ظاہر کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ قُلْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ اَوْ لَا تُوْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْتُوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا اُنْتِلٰى عَلَيْهِمْ مِنْ مِّمِّنْ مِّمِّنْ لِّكَذٰبَاتٍ مُّجْعَلَةٍ اَوْ سَمِعُوْا رِوَاٰنَ لٰو
یا نہ لائو جنگ اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب وہ ان پر پڑھا جاوے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر تے ہیں
بنی اسرائیل آیت ۷۰ اَوْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ اِرْجِعُوْا عَلٰی سُلٰطٰنِہُمْ۔ اور جبکہ علم دیا گیا انہوں نے کہا۔ قصص آیت ۸۔ رُكُوْع اور
تقرن آیت ۷۰ و مَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ كَبَدٍ مَا جَاءَهُمْ الْعِلْمُ فُجْأً بَيْنَهُمْ
عمران آیت ۸۔ اور ہاشیہ آیت ۱۶۔ ۷۰ آئم ۱۰۔ اس کے سوا قرآن میں اتنا علم اور اولو العلم۔ اوتوا الكتاب اور
اہل کتاب وغیرہ کے خطاب بار بار آئے ہیں۔ ان تمام باتوں پر قرآن نے یسوع مسیح کو علم اساعت کہا ہے۔
اور پرتے تمام مقامات بائبل اور یسوع مسیح کے علم ہونے پر شاہد و گواہ ہیں۔ ان کے مقابل عربوں سے آیات ذیل
میں اسی حقیقت کا مطالبہ آیا ہے۔ اَمْ اَنْتُمْ مُّحْضِرٰتُ بَاۡمِنْ قَبْلِہِمْ فَمُحْضِرٰہُمْ مُّسْتَسْکِنُوْنَ۔ زخرف
آیت ۲۰۔ وَاَمْ اَنْتُمْ مُّحْضِرٰتُ کُتُبٍ قَدِ اُرْسِلَتْ بِہَا اَمْ سَلَّمْنَا اِلَیْہِمْ حَقْلَکَ مِنْ نَّذْرِہِمْ۔ سبا
آیت ۴۰۔ ان آیات میں اتنے اسے قرآنی زمانے تک عربوں کو آئی کتابوں اور تزیروں سے محروم دکھایا ہے۔
اس پر ان سے بایں الفاظ مطالبہ کیا گیا ہے قُلْ اَمْ اَنْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ حُجُوْبِ اللّٰہِ اَمْ دُوْنِ مَا
کُوْنُ خَلْقُوْا مِنْ اَمَلٍ لِّہُمْ شَرِّکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اِیْتُوْنِیْ بِکُتُبٍ مِّنْ قَبْلِ حَقْلٍ اَوْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ
عَلٰیہَا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اسعافات ۴ آیت ۷

بائبل کے علم نامی خطاب میں کئی ایک خطاب آچکے ہیں۔ مثلاً وہ ہر ایت کہلائی ہے۔ وہ کتاب کہلائی ہے۔ وہ
تکتاب النبی کہلائی ہے۔ وہ مجموعہ کتاب کہلائی ہے۔ وہ علم کہلائی ہے۔ وہ برہان کہلائی ہے۔ وہ وہ حقیقت کہلائی ہے
جس سے تمام عرب اتنے اسے محروم چلے آتے تھے۔

وقعہ ۸۔ رِسْلٌ مِّنْ قَبْلَکَ۔ وَالْزَّبُوْرُ کِتَابُ الْمُنٰذِرِ۔ بائبل کے خطاب میں جیسا
کہ لکھا ہے فَاِنَّکَ کَذٰبٌ کَذٰبٌ مِّنْ رَّسْلِہٖ مِّنْ قَبْلَکَ عَمَّا وَاٰیٰتِہٖ وَالْزَّبُوْرُ الْکِتٰبُ الْمُنٰذِرِ
پس اگر وہ تجھ کو جھٹلا میں پس تحقیق انہوں نے تجھ سے پہلے انبیاء کو جھٹلایا جو بنیت اور زبیر اور کتاب النبی کے ساتھ
آئے تھے مہران آیت ۸۰ اذفاطر ۳ رکوع۔

وقعہ ۹۔ بائبل کا خطاب ضیاء آیا ہے۔ مَحُوْا الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِیَآءً یَّیْنِہٖ
ہے جس نے شمس کو تہارے لئے روشنی بنایا۔ یونس آیت ۵۔ پھر آیا ہے مِّنْ اِلٰہِ عَلَیْہِ اللّٰہُ یَا تِیْہِمْ ضِیَآءٌ
اَوْ لَا تَسْمَعُوْنَ۔ اور اللہ کے سوا کوئی خدا ہے جو تہارے واسطے ضیاء آئے پس کیا تم نہیں سنتے
قصص آیت ۱۷۔ پھر لکھا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتٰیْنَا مُوسٰی وَهٰرُونَ اَنْفَرًا قَانَ وَضِیَآءً وَذَخِرًا لِّکَلِّہِمْ

سب کچھ لکھا ہے۔ حدید۔ پس ثابت ہوا کہ کتاب المبین اور کتاب میں اور کتاب من قبل واحد کتاب کے نام ہیں اور وہ کتاب بائبل جو اسی بات اس طرح سے ثابت ہے کہ سورہ حدید کی آیت منقولہ بالا میں جو کتب کتاب مبین کی بات کہا گیا ہے وہی کچھ سورہ النعام کی آیت منقولہ بالا میں کتاب مبین کی بات کہا گیا ہے۔ لہذا کتب مبین اور کتب مبین واحد کتاب ثابت ہوئی۔

پھر کتب مبین کی بات جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں زمین و آسمان کے کل حقائق تحریر شدہ بتلائے گئے ہیں۔ اس میں سے قرآن کی آیات مقبض ظہر کی گئی ہیں۔ اس میں سے دعوے و موصلی کا قصہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ تمام قصص مہیا بات بائبل میں سے لئے گئے ہیں اور بائبل میں موجود ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ قرآن میں بائبل کو کتب مبین کہا گیا ہے۔

اس جگہ پھر میں ان علمی قرآن کی غلطی کو فاش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو بائبل شریف کی حقیقت اور اس کے اصول دین ہونے کے منکر ہیں۔ ان اصحاب نے اہل قرآن کو یہ بہک فریب میں مبتلا کیا ہے کہ کتب مبین سے مراد کوئی آسمانوں کی لوح محفوظ ہے۔ انہوں نے کتاب مبین کو خیالی کتاب بنا دکھایا ہے جس کا قرآن سے ایک تل برابر ثبوت نہیں مل سکتا

دفعہ ۱۴۔ بائبل کا نام ام الکتاب ہے۔ نقطہ اُم کے معنی ماں کے ہیں۔ ام کے ہیں۔ نشان جنگ کو بھی ام کہتے ہیں جو تمام فوج کے آگے ہوتا ہے۔ انسان کی عمر کے گذشتہ سالوں کو بھی بوجہ ماں کے پہلے ہونے کے ام کہتے ہیں۔ مکہ کی آبادی سب مقاموں سے پیشتر سولی (سے اُم القریٰ کہتے ہیں۔ کسی شے کی اصل کو اُم المشیق کہتے ہیں۔ تفسیر اتفاق حصہ اول صفحہ ۱۴۱ میں بمقابل قرآن بائبل ام الکتاب ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ اَنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ وَآدَاهُ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدُنَّا عَلِيًّا حَكِيمٌ اور قسم کتاب المبین کی کہ ہم نے اس کو (کتاب المبین کو) قرآن عربی بنایا ہے تاکہ تم سمجھو اور تحقیق وہ (قرآن عربی) ام کتاب میں اعلیٰ نشان والی حکمتوں سے ہمارے پاس ہے۔ نذر آیت ۳۔

ہم نے پیشتر ام الکتاب کی بات کہا کہ وہ قرآن سے پہلی کتاب ہے۔ اس وجہ سے کہ قرآن اس پہلی کتاب سے لیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہو چکی کہ قرآن کو بائبل میں پائے جانے کا اور بائبل سے لئے جانے کا خود دعویٰ ہے۔ لہذا بائبل ام الکتاب ثابت ہو چکی۔

آیت مندرجہ صدر میں قرآن عربی کے چشمہ کا صاف پتہ نشان دیا گیا ہے اور کتاب المبین کے قرآن عربی بنانے کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور کتاب المبین بائبل ثابت کی جا چکی ہے اور پھر بیان کیا گیا ہے کہ یہ قرآن ام الکتاب میں موجود ہے۔ جو مصنف قرآن کے پاس تھی اور ام الکتاب میں قرآن کی قرآن عربی کی نسبت

منزل امینا پھر یہ کہ اَلَمْ يَكُنْ كَانَ عَلَى بَيْتِهِ مِنْ شَرِّهَا وَتَبْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَى
 اِمَامًا وَرَحْمَةً اُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْاَكْثَرِ اَب فَاَنَّا مُعَذِّبُہ پس جو شخص اپنے
 رب سے مینات پر ہے اور اس کو ایک شاہد پڑھتا ہے۔ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام و رحمت ہو۔ یہ لوگ
 اس کو مانتے ہیں اور گردہوں میں سے جو شخص اس کا انکار کرتا ہے۔ پس آگ اُس کے دعوے کی جگہ ہے
 حدود ۲ رکوع۔ جلتے تعجب ہو کہ علامی قرآن قرآن عوی کے امام کو تو جلسہ سازی کا دفتر خیال فرمائیں۔ مگر قرآن اسے
 اپنا امام و بادشاہ سمجھے اور پھر اکتو قرآن عربی کی صداقت کا دعویٰ ہو جو بائبل کا ایک مقلد ہے۔ ناظرین فرمائیں کہ
 قرآن اور ایک سیسی میں اس جگہ کیا فرق ہے؟

**صفحہ ۱۳۱۔ بائبل کا نام کتاب المبین آیا ہے۔ تِلْكَ اَيُّهُ الْكِتَابُ الْمُبِينُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا
 عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ هُوَ نَقَّصَ عَلَيْكَ الْحَقَّ الْقَصَصِ يَا وَحْيُنَا اِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنُ وَكِتَابُ
 مِثْلِهِ لَمِنَ الْقُرْآنِ۔ یہ کتاب المبین کی آیات ہیں۔ ہم نے اس کو عربی قرآن کی صورت میں نازل کیا جو تاکہ
 تم سمجھو۔ ہم تم پر ایک قصہ احسن بیان کرتے ہیں اور ساتھ اس قرآن کے تجھ پر وحی کرتے ہیں اور تو اس سے پہلے
 اپنے خیر خواہ۔ یوسف آیت ۱۔ سہلک۔**

ان آیتوں میں کتاب المبین اور آیت اول کا قرآن اِنَّا عَرَبِيًّا بائبل کے خطاب ہیں۔ کیونکہ آگے قصہ یوسف
 کا شروع ہوتا ہے جو بائبل میں موجود ہے۔ لہذا کتاب المبین اس جگہ بائبل کا لقب آیا ہے۔ پھر اسی طریق سے
 سورہ قصص میں موسیٰ اور فرعون کا قصہ شروع کرنے سے پیشتر تلا یا گیا ہے کہ تِلْكَ اَيُّهُ الْكِتَابُ الْمُبِينُ تَبْلُوهُ
 عَلَيْكَ مِنْ نِّمَاءِ مُوسَى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ نِقْمٌ يُؤْمِنُونَ۔ قصص آیت ۱۔ پھر سورہ نمل میں موسیٰ اور
 سیدان کا ذکر کرنے سے پیشتر مصنف قرآن نے تلا یا تِلْكَ اَيُّهُ الْقُرْآنُ وَكِتَابُ مِثْلِهِ۔ یہ آیات قرآن اور
 کتاب مبین کی ہیں نمل آیت ۱۔ پھر لکھا ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ یعنی اے اہل الکتاب
 تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آچکی ہو۔ مادہ ۱۰ رکوع ۱۰۔ پھر موسیٰ اور آپ کی امت کا ذکر کرنے
 سے پہلے آیا ہے تِلْكَ اَيُّهُ الْكِتَابُ الْمُبِينُ۔ شعر آیت ۱۔ پھر وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ
 فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ آیا ہے۔ یعنی آسمان و زمین میں کوئی ایسی شے نہیں کہ وہ کتاب مبین سے غائب ہو۔ نمل آیت
 ۱۰ رکوع ۱۰۔ پھر وَكَانَ حَقًّا فِي ظُلُمَاتٍ الْأَرْضِ وَلَا فِي ظُلُمٍ وَلَا يَأْتِي إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ آیا ہے اور نہ
 کوئی نور و زمین کے اندھیروں میں ہے اور نہ کچھ خشک یا تر۔ مگر وہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔ انعام آیت
 ۱۰۰ و ۱۰۱۔ مَا اَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي الْفَوْسِكِ مِمَّا لَا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ
 اَنْ تَكُونَ اَمَّا۔ یعنی تمام زمین پر کوئی آفت نہیں آتی اور نہ تمہارے نصوص میں۔ مگر کتاب من قبل میں

بخاری میں ابوسریہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہلکا اور سبک ہو گیا تھا، اودیر قرآن سورہ اہی سواروں کے کئے کا حکم کرتے تھے۔ تو قرآن کو زمین کئے سے پہلے پڑھ چکے تھے اور نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کب سے۔ مشارق الانوار حدیث ۱۴۹-۱۵۰ اس حدیث سے بایں کا نام قرآن ثابت ہے پس بایں قرآن ہے اور سچا قرآن بایں ہے۔ اب بایں کے مخالفین اور قرآن کے بیوفادار دست تامل فرما کر دیکھیں کہ ان کی بایں سے سرکشی اور بایں سے مخالفت کیا معانی رکھتی ہے۔

فقہ ۱۸- بایں کے دیگر خطایات۔ **وَآلَہُ کُفًّیٰ تَرْجُوٰا لَآ وَلَیْنُ شِعْرَۃُ الرَّکْرِعِ - وَآلَہُ**

لَقُرْآنَ کَرِیْمٍ فِی کِتَیْبٍ مَّکْنُوْنٍ۔ یہ یعنی قرآن کریم لکھی ہوئی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ واقعہ آیت ۷۶- ۷۷ اِنَّا لَهٰذَ کُفًّی الْقَصَصِ الْاَوَّلٰی صُفِّیْ اِبْرَہِیْمَ وَمُوسٰی - اعلیٰ - وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِنَ الْاَنْبِیَآ مَا فِیْہِ مِنْ رُّوحٍ حَکْمَۃٍ بِالْبَیِّنَۃِ۔ یعنی جب ان کے پاس (اہل الکتاب کے پاس) انبیاء میں سے چکے اور ان میں تنبیہ اور حکمت بالذہن۔ قرآنی آیت ۳- اُوْمَ مَحْضًا مَّطْمَہً فِیْہَا کُتُبٌ قَبِیْۃٌ۔ بنیہ۔ فَمَنْ نَّشَآءْ ذَکَرَ فِی مَحْضٍ مَّکْرَۃً مِّنْ رُّوْحِنَا مَکْرَۃً مَّطْمَہً بِاَیْدِی سَفَرَةٍ کَرِیْمٍ بَرَّۃً۔ پس جو چاہے اس کو قرآن کو یاد کرے بزرگ مخالفت میں جو اونچے رکھے جاتے ہیں جو پاک ہیں اور بزرگ نیک کامیوں کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے ہیں۔ عیس۔ اِنَّا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا لَا یُخْفَوْنَ عَلَیْنَا۔۔۔ اِنَّا الَّذِیْنَ کَفَرْنَا بِاَلٰہِکُمْ لَمَآ جَآءَهُمْ رَآیَۃٌ لِّکِتٰبٍ عَرَبِیٍّ لَا یَآئِیْہِ اِنْبَآطُکُمْ وَلَا یُغَیْرِکُمْ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْۢ خَلْفِہِ شَرِیْفٌ مِّنْ حَکِیْمٍ مُّبِیْنٍ جو لوگ ہماری آیات میں تحریف کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے نہیں ہیں کیا پس جو شخص آگ میں ڈالا گیا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن کے ساتھ آئے۔ تم جو چاہو عمل کرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے جن لوگوں نے ذکر سے ابھار کیا جب وہ اس کے پاس آیا اور وہ زبردست کتاب ہے۔ کہ باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے حکمت والے اعلیٰ صفات والے کی طرف سے اتری ہے۔ حم السجدة آیت ۴۴- ۴۵- پھر لکھا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْکِتٰبُ مِنْ عِندِنَا قَالُوْا لَوْ لَا اُوْتِیَ مِثْلُ مَا اُوْتِیَ مُوسٰیؑ اَوْ لَوْ کُنْہُمْ کَافِرًا وَّ اِنَّمَا اُوْتِیَ مُوسٰی مِنْ قَبْلِہِمْ قَالُوْا سِحْرٌ بَشَرٍ اِنَّا نَحْسَبُہُ رِیَاسًا وَّ قَالُوْا نَارِیْکُمْ لَکِفْرُوْنَ قُلْ فَاَوْتِیْکُمْ مِّنْ عِندِ اللّٰہِ فَمَوْہِدٰی مِّنْہُمْ تَبِیْعَہُ اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِْمِیْنَ۔ پس جب ان کے پاس ہماری پاس سے حق پہنچا تب کہنے لگے کہ کیا کچھ موسیٰ دیا گیا تھا۔ اس کو کہیں نہیں دیا گیا۔ کیا انہوں نے ان باتوں کا انکار نہ کیا تھا جو پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں کہتے تھے کہ دونوں جادوگر ہیں کہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم کل سے ابھاری ہیں۔ تو کہہ اچھا اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو ان دونوں سے زیادہ رہتا ہو تاکہ میں اس کی پیروی کروں۔ اگر تم سچے ہو۔ قصص آیت ۴۸- ۴۹- ۵۰- ۵۱- ۵۲- ۵۳- ۵۴- ۵۵- ۵۶- ۵۷- ۵۸- ۵۹- ۶۰- ۶۱- ۶۲- ۶۳- ۶۴- ۶۵- ۶۶- ۶۷- ۶۸- ۶۹- ۷۰- ۷۱- ۷۲- ۷۳- ۷۴- ۷۵- ۷۶- ۷۷- ۷۸- ۷۹- ۸۰- ۸۱- ۸۲- ۸۳- ۸۴- ۸۵- ۸۶- ۸۷- ۸۸- ۸۹- ۹۰- ۹۱- ۹۲- ۹۳- ۹۴- ۹۵- ۹۶- ۹۷- ۹۸- ۹۹- ۱۰۰- ۱۰۱- ۱۰۲- ۱۰۳- ۱۰۴- ۱۰۵- ۱۰۶- ۱۰۷- ۱۰۸- ۱۰۹- ۱۱۰- ۱۱۱- ۱۱۲- ۱۱۳- ۱۱۴- ۱۱۵- ۱۱۶- ۱۱۷- ۱۱۸- ۱۱۹- ۱۲۰- ۱۲۱- ۱۲۲- ۱۲۳- ۱۲۴- ۱۲۵- ۱۲۶- ۱۲۷- ۱۲۸- ۱۲۹- ۱۳۰- ۱۳۱- ۱۳۲- ۱۳۳- ۱۳۴- ۱۳۵- ۱۳۶- ۱۳۷- ۱۳۸- ۱۳۹- ۱۴۰- ۱۴۱- ۱۴۲- ۱۴۳- ۱۴۴- ۱۴۵- ۱۴۶- ۱۴۷- ۱۴۸- ۱۴۹- ۱۵۰- ۱۵۱- ۱۵۲- ۱۵۳- ۱۵۴- ۱۵۵- ۱۵۶- ۱۵۷- ۱۵۸- ۱۵۹- ۱۶۰- ۱۶۱- ۱۶۲- ۱۶۳- ۱۶۴- ۱۶۵- ۱۶۶- ۱۶۷- ۱۶۸- ۱۶۹- ۱۷۰- ۱۷۱- ۱۷۲- ۱۷۳- ۱۷۴- ۱۷۵- ۱۷۶- ۱۷۷- ۱۷۸- ۱۷۹- ۱۸۰- ۱۸۱- ۱۸۲- ۱۸۳- ۱۸۴- ۱۸۵- ۱۸۶- ۱۸۷- ۱۸۸- ۱۸۹- ۱۹۰- ۱۹۱- ۱۹۲- ۱۹۳- ۱۹۴- ۱۹۵- ۱۹۶- ۱۹۷- ۱۹۸- ۱۹۹- ۲۰۰- ۲۰۱- ۲۰۲- ۲۰۳- ۲۰۴- ۲۰۵- ۲۰۶- ۲۰۷- ۲۰۸- ۲۰۹- ۲۱۰- ۲۱۱- ۲۱۲- ۲۱۳- ۲۱۴- ۲۱۵- ۲۱۶- ۲۱۷- ۲۱۸- ۲۱۹- ۲۲۰- ۲۲۱- ۲۲۲- ۲۲۳- ۲۲۴- ۲۲۵- ۲۲۶- ۲۲۷- ۲۲۸- ۲۲۹- ۲۳۰- ۲۳۱- ۲۳۲- ۲۳۳- ۲۳۴- ۲۳۵- ۲۳۶- ۲۳۷- ۲۳۸- ۲۳۹- ۲۴۰- ۲۴۱- ۲۴۲- ۲۴۳- ۲۴۴- ۲۴۵- ۲۴۶- ۲۴۷- ۲۴۸- ۲۴۹- ۲۵۰- ۲۵۱- ۲۵۲- ۲۵۳- ۲۵۴- ۲۵۵- ۲۵۶- ۲۵۷- ۲۵۸- ۲۵۹- ۲۶۰- ۲۶۱- ۲۶۲- ۲۶۳- ۲۶۴- ۲۶۵- ۲۶۶- ۲۶۷- ۲۶۸- ۲۶۹- ۲۷۰- ۲۷۱- ۲۷۲- ۲۷۳- ۲۷۴- ۲۷۵- ۲۷۶- ۲۷۷- ۲۷۸- ۲۷۹- ۲۸۰- ۲۸۱- ۲۸۲- ۲۸۳- ۲۸۴- ۲۸۵- ۲۸۶- ۲۸۷- ۲۸۸- ۲۸۹- ۲۹۰- ۲۹۱- ۲۹۲- ۲۹۳- ۲۹۴- ۲۹۵- ۲۹۶- ۲۹۷- ۲۹۸- ۲۹۹- ۳۰۰- ۳۰۱- ۳۰۲- ۳۰۳- ۳۰۴- ۳۰۵- ۳۰۶- ۳۰۷- ۳۰۸- ۳۰۹- ۳۱۰- ۳۱۱- ۳۱۲- ۳۱۳- ۳۱۴- ۳۱۵- ۳۱۶- ۳۱۷- ۳۱۸- ۳۱۹- ۳۲۰- ۳۲۱- ۳۲۲- ۳۲۳- ۳۲۴- ۳۲۵- ۳۲۶- ۳۲۷- ۳۲۸- ۳۲۹- ۳۳۰- ۳۳۱- ۳۳۲- ۳۳۳- ۳۳۴- ۳۳۵- ۳۳۶- ۳۳۷- ۳۳۸- ۳۳۹- ۳۴۰- ۳۴۱- ۳۴۲- ۳۴۳- ۳۴۴- ۳۴۵- ۳۴۶- ۳۴۷- ۳۴۸- ۳۴۹- ۳۵۰- ۳۵۱- ۳۵۲- ۳۵۳- ۳۵۴- ۳۵۵- ۳۵۶- ۳۵۷- ۳۵۸- ۳۵۹- ۳۶۰- ۳۶۱- ۳۶۲- ۳۶۳- ۳۶۴- ۳۶۵- ۳۶۶- ۳۶۷- ۳۶۸- ۳۶۹- ۳۷۰- ۳۷۱- ۳۷۲- ۳۷۳- ۳۷۴- ۳۷۵- ۳۷۶- ۳۷۷- ۳۷۸- ۳۷۹- ۳۸۰- ۳۸۱- ۳۸۲- ۳۸۳- ۳۸۴- ۳۸۵- ۳۸۶- ۳۸۷- ۳۸۸- ۳۸۹- ۳۹۰- ۳۹۱- ۳۹۲- ۳۹۳- ۳۹۴- ۳۹۵- ۳۹۶- ۳۹۷- ۳۹۸- ۳۹۹- ۴۰۰- ۴۰۱- ۴۰۲- ۴۰۳- ۴۰۴- ۴۰۵- ۴۰۶- ۴۰۷- ۴۰۸- ۴۰۹- ۴۱۰- ۴۱۱- ۴۱۲- ۴۱۳- ۴۱۴- ۴۱۵- ۴۱۶- ۴۱۷- ۴۱۸- ۴۱۹- ۴۲۰- ۴۲۱- ۴۲۲- ۴۲۳- ۴۲۴- ۴۲۵- ۴۲۶- ۴۲۷- ۴۲۸- ۴۲۹- ۴۳۰- ۴۳۱- ۴۳۲- ۴۳۳- ۴۳۴- ۴۳۵- ۴۳۶- ۴۳۷- ۴۳۸- ۴۳۹- ۴۴۰- ۴۴۱- ۴۴۲- ۴۴۳- ۴۴۴- ۴۴۵- ۴۴۶- ۴۴۷- ۴۴۸- ۴۴۹- ۴۵۰- ۴۵۱- ۴۵۲- ۴۵۳- ۴۵۴- ۴۵۵- ۴۵۶- ۴۵۷- ۴۵۸- ۴۵۹- ۴۶۰- ۴۶۱- ۴۶۲- ۴۶۳- ۴۶۴- ۴۶۵- ۴۶۶- ۴۶۷- ۴۶۸- ۴۶۹- ۴۷۰- ۴۷۱- ۴۷۲- ۴۷۳- ۴۷۴- ۴۷۵- ۴۷۶- ۴۷۷- ۴۷۸- ۴۷۹- ۴۸۰- ۴۸۱- ۴۸۲- ۴۸۳- ۴۸۴- ۴۸۵- ۴۸۶- ۴۸۷- ۴۸۸- ۴۸۹- ۴۹۰- ۴۹۱- ۴۹۲- ۴۹۳- ۴۹۴- ۴۹۵- ۴۹۶- ۴۹۷- ۴۹۸- ۴۹۹- ۵۰۰- ۵۰۱- ۵۰۲- ۵۰۳- ۵۰۴- ۵۰۵- ۵۰۶- ۵۰۷- ۵۰۸- ۵۰۹- ۵۱۰- ۵۱۱- ۵۱۲- ۵۱۳- ۵۱۴- ۵۱۵- ۵۱۶- ۵۱۷- ۵۱۸- ۵۱۹- ۵۲۰- ۵۲۱- ۵۲۲- ۵۲۳- ۵۲۴- ۵۲۵- ۵۲۶- ۵۲۷- ۵۲۸- ۵۲۹- ۵۳۰- ۵۳۱- ۵۳۲- ۵۳۳- ۵۳۴- ۵۳۵- ۵۳۶- ۵۳۷- ۵۳۸- ۵۳۹- ۵۴۰- ۵۴۱- ۵۴۲- ۵۴۳- ۵۴۴- ۵۴۵- ۵۴۶- ۵۴۷- ۵۴۸- ۵۴۹- ۵۵۰- ۵۵۱- ۵۵۲- ۵۵۳- ۵۵۴- ۵۵۵- ۵۵۶- ۵۵۷- ۵۵۸- ۵۵۹- ۵۶۰- ۵۶۱- ۵۶۲- ۵۶۳- ۵۶۴- ۵۶۵- ۵۶۶- ۵۶۷- ۵۶۸- ۵۶۹- ۵۷۰- ۵۷۱- ۵۷۲- ۵۷۳- ۵۷۴- ۵۷۵- ۵۷۶- ۵۷۷- ۵۷۸- ۵۷۹- ۵۸۰- ۵۸۱- ۵۸۲- ۵۸۳- ۵۸۴- ۵۸۵- ۵۸۶- ۵۸۷- ۵۸۸- ۵۸۹- ۵۹۰- ۵۹۱- ۵۹۲- ۵۹۳- ۵۹۴- ۵۹۵- ۵۹۶- ۵۹۷- ۵۹۸- ۵۹۹- ۶۰۰- ۶۰۱- ۶۰۲- ۶۰۳- ۶۰۴- ۶۰۵- ۶۰۶- ۶۰۷- ۶۰۸- ۶۰۹- ۶۱۰- ۶۱۱- ۶۱۲- ۶۱۳- ۶۱۴- ۶۱۵- ۶۱۶- ۶۱۷- ۶۱۸- ۶۱۹- ۶۲۰- ۶۲۱- ۶۲۲- ۶۲۳- ۶۲۴- ۶۲۵- ۶۲۶- ۶۲۷- ۶۲۸- ۶۲۹- ۶۳۰- ۶۳۱- ۶۳۲- ۶۳۳- ۶۳۴- ۶۳۵- ۶۳۶- ۶۳۷- ۶۳۸- ۶۳۹- ۶۴۰- ۶۴۱- ۶۴۲- ۶۴۳- ۶۴۴- ۶۴۵- ۶۴۶- ۶۴۷- ۶۴۸- ۶۴۹- ۶۵۰- ۶۵۱- ۶۵۲- ۶۵۳- ۶۵۴- ۶۵۵- ۶۵۶- ۶۵۷- ۶۵۸- ۶۵۹- ۶۶۰- ۶۶۱- ۶۶۲- ۶۶۳- ۶۶۴- ۶۶۵- ۶۶۶- ۶۶۷- ۶۶۸- ۶۶۹- ۶۷۰- ۶۷۱- ۶۷۲- ۶۷۳- ۶۷۴- ۶۷۵- ۶۷۶- ۶۷۷- ۶۷۸- ۶۷۹- ۶۸۰- ۶۸۱- ۶۸۲- ۶۸۳- ۶۸۴- ۶۸۵- ۶۸۶- ۶۸۷- ۶۸۸- ۶۸۹- ۶۹۰- ۶۹۱- ۶۹۲- ۶۹۳- ۶۹۴- ۶۹۵- ۶۹۶- ۶۹۷- ۶۹۸- ۶۹۹- ۷۰۰- ۷۰۱- ۷۰۲- ۷۰۳- ۷۰۴- ۷۰۵- ۷۰۶- ۷۰۷- ۷۰۸- ۷۰۹- ۷۱۰- ۷۱۱- ۷۱۲- ۷۱۳- ۷۱۴- ۷۱۵- ۷۱۶- ۷۱۷- ۷۱۸- ۷۱۹- ۷۲۰- ۷۲۱- ۷۲۲- ۷۲۳- ۷۲۴- ۷۲۵- ۷۲۶- ۷۲۷- ۷۲۸- ۷۲۹- ۷۳۰- ۷۳۱- ۷۳۲- ۷۳۳- ۷۳۴- ۷۳۵- ۷۳۶- ۷۳۷- ۷۳۸- ۷۳۹- ۷۴۰- ۷۴۱- ۷۴۲- ۷۴۳- ۷۴۴- ۷۴۵- ۷۴۶- ۷۴۷- ۷۴۸- ۷۴۹- ۷۵۰- ۷۵۱- ۷۵۲- ۷۵۳- ۷۵۴- ۷۵۵- ۷۵۶- ۷۵۷- ۷۵۸- ۷۵۹- ۷۶۰- ۷۶۱- ۷۶۲- ۷۶۳- ۷۶۴- ۷۶۵- ۷۶۶- ۷۶۷- ۷۶۸- ۷۶۹- ۷۷۰- ۷۷۱- ۷۷۲- ۷۷۳- ۷۷۴- ۷۷۵- ۷۷۶- ۷۷۷- ۷۷۸- ۷۷۹- ۷۸۰- ۷۸۱- ۷۸۲- ۷۸۳- ۷۸۴- ۷۸۵- ۷۸۶- ۷۸۷- ۷۸۸- ۷۸۹- ۷۹۰- ۷۹۱- ۷۹۲- ۷۹۳- ۷۹۴- ۷۹۵- ۷۹۶- ۷۹۷- ۷۹۸- ۷۹۹- ۸۰۰- ۸۰۱- ۸۰۲- ۸۰۳- ۸۰۴- ۸۰۵- ۸۰۶- ۸۰۷- ۸۰۸- ۸۰۹- ۸۱۰- ۸۱۱- ۸۱۲- ۸۱۳- ۸۱۴- ۸۱۵- ۸۱۶- ۸۱۷- ۸۱۸- ۸۱۹- ۸۲۰- ۸۲۱- ۸۲۲- ۸۲۳- ۸۲۴- ۸۲۵- ۸۲۶- ۸۲۷- ۸۲۸- ۸۲۹- ۸۳۰- ۸۳۱- ۸۳۲- ۸۳۳- ۸۳۴- ۸۳۵- ۸۳۶- ۸۳۷- ۸۳۸- ۸۳۹- ۸۴۰- ۸۴۱- ۸۴۲- ۸۴۳- ۸۴۴- ۸۴۵- ۸۴۶- ۸۴۷- ۸۴۸- ۸۴۹- ۸۵۰- ۸۵۱- ۸۵۲- ۸۵۳- ۸۵۴- ۸۵۵- ۸۵۶- ۸۵۷- ۸۵۸- ۸۵۹- ۸۶۰- ۸۶۱- ۸۶۲- ۸۶۳- ۸۶۴- ۸۶۵- ۸۶۶- ۸۶۷- ۸۶۸- ۸۶۹- ۸۷۰- ۸۷۱- ۸۷۲- ۸۷۳- ۸۷۴- ۸۷۵- ۸۷۶- ۸۷۷- ۸۷۸- ۸۷۹- ۸۸۰- ۸۸۱- ۸۸۲- ۸۸۳- ۸۸۴- ۸۸۵- ۸۸۶- ۸۸۷- ۸۸۸- ۸۸۹- ۸۹۰- ۸۹۱- ۸۹۲- ۸۹۳- ۸۹۴- ۸۹۵- ۸۹۶- ۸۹۷- ۸۹۸- ۸۹۹- ۹۰۰- ۹۰۱- ۹۰۲- ۹۰۳- ۹۰۴- ۹۰۵- ۹۰۶- ۹۰۷- ۹۰۸- ۹۰۹- ۹۱۰- ۹۱۱- ۹۱۲- ۹۱۳- ۹۱۴- ۹۱۵- ۹۱۶- ۹۱۷- ۹۱۸- ۹۱۹- ۹۲۰- ۹۲۱- ۹۲۲- ۹۲۳- ۹۲۴- ۹۲۵- ۹۲۶- ۹۲۷- ۹۲۸- ۹۲۹- ۹۳۰- ۹۳۱- ۹۳۲- ۹۳۳- ۹۳۴- ۹۳۵- ۹۳۶- ۹۳۷- ۹۳۸- ۹۳۹- ۹۴۰- ۹۴۱- ۹۴۲- ۹۴۳- ۹۴۴- ۹۴۵- ۹۴۶- ۹۴۷- ۹۴۸- ۹۴۹- ۹۵۰- ۹۵۱- ۹۵۲- ۹۵۳- ۹۵۴- ۹۵۵- ۹۵۶- ۹۵۷- ۹۵۸- ۹۵۹- ۹۶۰- ۹۶۱- ۹۶۲- ۹۶۳- ۹۶۴- ۹۶۵- ۹۶۶- ۹۶۷- ۹۶۸- ۹۶۹- ۹۷۰- ۹۷۱- ۹۷۲- ۹۷۳- ۹۷۴- ۹۷۵- ۹۷۶- ۹۷۷- ۹۷۸- ۹۷۹- ۹۸۰- ۹۸۱- ۹۸۲- ۹۸۳- ۹۸۴- ۹۸۵- ۹۸۶- ۹۸۷- ۹۸۸- ۹۸۹- ۹۹۰- ۹۹۱- ۹۹۲- ۹۹۳- ۹۹۴- ۹۹۵- ۹۹۶- ۹۹۷- ۹۹۸- ۹۹۹- ۱۰۰۰- ۱۰۰۱- ۱۰۰۲- ۱۰۰۳- ۱۰۰۴- ۱۰۰۵- ۱۰۰۶- ۱۰۰۷- ۱۰۰۸- ۱۰۰۹- ۱۰۱۰- ۱۰۱۱- ۱۰۱۲- ۱۰۱۳- ۱۰۱۴- ۱۰۱۵- ۱۰۱۶- ۱۰۱۷- ۱۰۱۸- ۱۰۱۹- ۱۰۲۰- ۱۰۲۱- ۱۰۲۲- ۱۰۲۳- ۱۰۲۴- ۱۰۲۵- ۱۰۲۶- ۱۰۲۷- ۱۰۲۸- ۱۰۲۹- ۱۰۳۰- ۱۰۳۱- ۱۰۳۲- ۱۰۳۳- ۱۰۳۴- ۱۰۳۵- ۱۰۳۶- ۱۰۳۷- ۱۰۳۸- ۱۰۳۹- ۱۰۴۰- ۱۰۴۱- ۱۰۴۲- ۱۰۴۳- ۱۰۴۴- ۱۰۴۵- ۱۰۴۶- ۱۰۴۷- ۱۰۴۸- ۱۰۴۹- ۱۰۵۰- ۱۰۵۱- ۱۰۵۲- ۱۰۵۳- ۱۰۵۴- ۱۰۵۵- ۱۰۵۶- ۱۰۵۷- ۱۰۵۸- ۱۰۵۹- ۱۰۶۰- ۱۰۶۱- ۱۰۶۲- ۱۰۶۳- ۱۰۶۴- ۱۰۶۵- ۱۰۶۶- ۱۰۶۷- ۱۰۶۸- ۱۰۶۹- ۱۰۷۰- ۱۰۷۱- ۱۰۷۲- ۱۰۷۳- ۱۰۷۴- ۱۰۷۵- ۱۰۷۶- ۱۰۷۷- ۱۰۷۸- ۱۰۷۹- ۱۰۸۰- ۱۰۸۱- ۱۰۸۲- ۱۰۸۳- ۱۰۸۴- ۱۰۸۵- ۱۰۸۶- ۱۰۸۷- ۱۰۸۸- ۱۰۸۹- ۱۰۹۰- ۱۰۹۱- ۱۰۹۲- ۱۰۹۳- ۱۰۹۴- ۱۰۹۵- ۱۰۹۶- ۱۰۹۷- ۱۰۹۸- ۱۰۹۹- ۱۱۰۰- ۱۱۰۱- ۱۱۰۲- ۱۱۰۳- ۱۱۰۴- ۱۱۰۵- ۱۱۰۶- ۱۱۰۷- ۱۱۰۸- ۱۱۰۹- ۱۱۱۰- ۱۱۱۱- ۱۱۱۲- ۱۱۱۳- ۱۱۱۴- ۱۱۱۵- ۱۱۱۶- ۱۱۱۷- ۱۱۱۸- ۱۱۱۹- ۱۱۲۰- ۱۱۲۱- ۱۱۲۲- ۱۱۲۳- ۱۱۲۴- ۱۱۲۵- ۱۱۲۶- ۱۱۲۷- ۱۱۲۸- ۱۱۲۹- ۱۱۳۰- ۱۱۳۱- ۱۱۳۲- ۱۱۳۳- ۱۱۳۴- ۱۱۳۵- ۱۱۳۶- ۱۱۳۷- ۱۱۳۸- ۱۱۳۹- ۱۱۴۰- ۱۱۴۱- ۱۱۴۲- ۱۱۴۳- ۱۱۴۴- ۱۱۴۵- ۱۱۴۶- ۱۱۴۷- ۱۱۴۸- ۱۱۴۹- ۱۱۵۰- ۱۱۵۱- ۱۱۵۲- ۱۱۵۳- ۱۱۵۴- ۱۱۵۵- ۱۱۵۶- ۱۱۵۷- ۱۱۵۸- ۱۱۵۹- ۱۱۶۰- ۱۱۶۱- ۱۱۶۲- ۱۱۶۳- ۱۱۶۴- ۱۱۶۵- ۱۱۶۶- ۱۱۶۷- ۱۱۶۸- ۱۱۶۹- ۱۱۷۰- ۱۱۷۱- ۱۱۷۲- ۱۱۷۳- ۱۱۷۴- ۱۱۷۵- ۱۱۷۶- ۱۱۷۷- ۱۱۷۸- ۱۱۷۹- ۱۱۸۰- ۱۱۸۱- ۱۱۸۲- ۱۱۸۳- ۱۱۸۴- ۱۱۸۵- ۱۱۸۶- ۱۱۸۷- ۱۱۸۸- ۱۱۸۹- ۱۱۹۰- ۱۱۹۱- ۱۱۹۲- ۱۱۹۳- ۱۱۹۴- ۱۱۹۵- ۱۱۹۶- ۱۱۹۷- ۱۱۹۸- ۱۱۹۹- ۱۲۰۰- ۱۲۰۱- ۱۲۰۲- ۱۲۰۳- ۱۲۰۴- ۱۲۰۵- ۱۲۰۶- ۱۲۰۷- ۱۲۰۸- ۱۲۰۹- ۱۲۱۰- ۱۲۱۱- ۱۲۱۲- ۱۲۱۳- ۱۲۱۴- ۱۲۱۵- ۱۲۱۶- ۱۲۱۷- ۱۲۱۸- ۱۲۱۹- ۱۲۲۰- ۱۲۲۱- ۱۲۲۲- ۱۲۲۳- ۱۲۲۴- ۱۲۲۵- ۱۲۲۶- ۱۲۲۷- ۱۲۲۸- ۱۲۲۹- ۱۲۳۰- ۱۲۳۱- ۱۲۳۲- ۱۲۳۳- ۱۲۳۴- ۱۲۳۵- ۱۲۳۶- ۱۲۳۷- ۱۲۳۸- ۱۲۳۹- ۱۲۴۰- ۱۲۴۱- ۱۲۴۲- ۱۲۴۳- ۱۲۴۴- ۱۲۴۵- ۱۲۴۶- ۱۲۴۷- ۱۲۴۸- ۱۲۴۹- ۱۲۵۰- ۱۲۵۱- ۱۲۵۲- ۱۲۵۳- ۱۲۵۴- ۱۲۵۵- ۱۲۵۶- ۱۲۵۷- ۱۲۵۸- ۱۲۵۹- ۱۲۶۰- ۱۲۶۱- ۱۲۶۲- ۱۲۶۳- ۱۲۶۴- ۱۲۶۵- ۱۲۶۶- ۱۲۶۷- ۱۲۶۸- ۱۲۶۹- ۱۲۷۰- ۱۲۷۱- ۱۲۷۲- ۱۲۷۳- ۱۲۷۴- ۱۲۷۵- ۱۲۷۶- ۱۲۷۷- ۱۲۷۸- ۱۲۷۹- ۱۲۸۰- ۱۲۸۱- ۱۲۸۲- ۱۲۸۳- ۱۲۸۴- ۱۲۸۵- ۱۲۸۶- ۱۲۸۷- ۱۲۸۸- ۱۲۸۹- ۱۲۹۰- ۱۲۹۱- ۱۲۹۲- ۱۲۹۳- ۱۲۹۴- ۱۲۹۵- ۱۲۹۶- ۱۲۹۷- ۱۲۹۸- ۱۲۹۹- ۱۳۰۰- ۱۳۰۱- ۱۳۰۲- ۱۳۰۳- ۱۳۰۴- ۱۳۰۵- ۱۳۰۶- ۱۳۰۷- ۱۳۰۸- ۱۳۰۹- ۱۳۱۰- ۱۳۱۱- ۱۳۱۲- ۱۳۱۳- ۱۳۱۴- ۱۳۱۵- ۱۳۱۶- ۱۳۱۷- ۱۳۱۸- ۱۳۱۹- ۱۳۲۰- ۱۳۲۱- ۱۳۲۲- ۱۳۲۳- ۱۳۲۴- ۱۳۲۵- ۱۳۲۶- ۱۳۲۷- ۱۳۲۸- ۱۳۲۹- ۱۳۳۰- ۱۳۳۱- ۱۳

نیا دہ شان دکھائی گئی ہے یہیں بیشتر کے بیان کو اس کے ساتھ رکھ کر دیکھنے سے ام الکتاب مرث باجبل ہی اس خطاب ثبات سوتا ہے آسانی نوع محفوظ کا... تو کسی طرح ثبوت و اشارہ نہیں مل سکتا۔

دفعہ ۱۵۔ بائبل کے نام پر ایت و تورات و رحمت ہیں۔ لکھا ہے وَالْقَمْرُ کُورًا وَقَدْ رُءِ

وَعَلَّمَ الْبَابَ مِنْ الدَّارِ الْآخِرَةِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

منازل اور چاند کو نور کے واسطے بنایا اور اس کی منزلیں مقرر فرمائیں۔ یونس آیت ۵۔ پھر آیا ہے قُلْ

مَنْ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ أَلَدَىٰ حَيَاءٍ يَمْوَسِي فُجُورَهُمْ وَيُفْهِدُ فِي أُنْثَىٰ نَسِيجَ لِبَاسٍ يُجْعَلُونَ لَهُ قَرَارٌ طَيِّبٌ وَيُسَبِّحُونَ

لَهُمَا وَتُحْمَلُونَ كَتَبًا وَعَلَيْكُمْ مَالُهُمْ تَعَالَوْا إِنَّمُومُ وَلَا آجِبَا كَلِمَةً کہہ کہ وہ کتاب کس نے آری ہے

جو موسیٰ لیکر آیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت دے تو ہو تم اس کو درق و برق کر کے ظاہر کرتے ہو اور بہت سا حصہ

چھپاتے ہو اور تم کو وہ کچھ دکھایا گیا تھا جو تم اور تمہارے باپ دادا کے جانتے نہ تھے۔ انعام آیت ۹۱۔
پھر لکھا ہے۔ ثُمَّ إِنَّمَا مَوْسَىٰ أَلْقَىٰ تَابَ التَّوْحِيدِ الذِّمَّةَ عَلَىٰ الذِّمَّةِ الْحَسَنَةِ وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ وَفَصْلٌ
وَحَمْدٌ لِّعَلَّاهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ۔ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو تمام غیب کی جامع اور ہر شے

کے واسطے اُن لوگوں کے ہدایت و رحمت ہے جو اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لانے والے ہیں۔ انعام آیت ۱۵۵۔ پیروں مرفوم ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصِيرًا لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ پہلے ان کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے واسطے بصیرت۔ ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑ لیں۔

قصص آیت ۴۳ - اس جگہ ناظرین آگاہ رہیں کہ جو کچھ موسیٰ کی کتاب کی بابت کہا گیا ہے وہی کچھ انجیل کی بابت آئیہ ہے ہم طوالت کے خوف سے زیادہ حوالے نقل کرنے مناسب نہیں جانتے مگر ایک حوالہ انجیل کی بابت بھی لکھ کر اس نمبر کو ختم کرتے ہیں۔ لکھا ہے **وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ صُودَىٰ وَنُورٌ مُّهِدٌ قُلْ** **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَدْرِي بَابَ مَنَ اللَّهِ إِلَّا رَءَاةٌ وَهُدًى وَنُورٌ مُّهِدٌ** - امد آیت ۴۶۔

واقعہ ۱۶۔ یاجیل کے نام توریت۔ زبور۔ انجیل میں۔ وَأَنْتَ التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ
مِنْ قَبْلِ عِمْرَانَ. وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ۔ عمران آیت ۴۴، دایہ آیت

۱۱۔ ویرک آیت ۳۰ و حدیث آیت ۲، وصف آیت ۶ و مادہ آیت ۶۶۳۷ - ۶۷۷۷ و اعراف ۱۵۷ و توبہ آیت ۱۱۱ و بنی اسرائیل آیت ۵۵ و نساء آیت ۱۶۳۔ ان مقامات میں بائبل کے آہی اصل ہونے کے ٹکے بچائے گئے ہیں اور کل بائبل کی علمی قرآن کے خلاف عزت و حرمت بیان کی گئی ہے۔

۱۔ یا نبیل کما تم قرآن ہے۔ یوسف میرے خفیف علی داود القرآن نکات یا
مرید وایہ فتسرج فیتراۃ القرآن قبل ان تسرج وایہ ولا یا کل الاعل یدہ۔

جن آیات قرآنی سے ہم نے خطاب مذکور لئے ہیں ان کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر ایک دعویٰ حق ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ خطابات بائبل کے ہیں۔

حقیقت پسند علمائے قرآن ہمیشہ سے یہ بھی کوشش کرتے رہے کہ وہ ان اسماء و خطابات کے سلسلے و مخطوب کو آساز میں جا چسپائیں۔ چنانچہ اپنی تفاسیر میں کئی ناموں اور خطابوں سے مراد انہوں نے وہ لوح محفوظ لکھ ماری جس کا زمین پر وجود ہی نابود ہے۔ لیکن ایسے ایسے خیالات خلاف اسلام و قرآن ہونے کے باعث مقبول ہیں۔ قرآن میں کسی ایسی لوح محفوظ کا ذکر نہیں جو آسمانوں کے کسی گوشہ میں دھری ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن عربی کا محکم حصہ عربی صحیفوں سے حضرت محمد کی میراث میں آیا۔ انہوں نے بائبل کی بابت اپنے عقیدے بزبان قرآن محکم حضرت محمد کو سکھائے۔ حضرت محمد نے اپنی قوم کو نہایت ادر سکھائے یہ کل خطابات زبرجست بائبل مقدس کے ثابت ہیں اور ہمیشہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ زبرجست بائبل کی بابت قرآن محکم کی تعلیم ہے۔ اگر اس کے مقابل ہم اپنے زمانہ کے بیان اسلام کے بائبل کی بابت عقیدے دیکھیں تو ان میں کثیر لوگ ایسے بیٹنگے جو بد اعتقادی میں خفاہی عرب کے بھی اُشاد ہیں ہم ان کے عقاید و سلوک کو نکار کر نکالے انہیں

تیرھویں فصل

وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا مِثْلَ بَابِلَ

اکثر اصحاب اس بات کے قائل پائے گئے ہیں کہ حضرت احمد کی آکاہی اور آپ کے علم میں مسیحیوں کی موجودہ بائبل نہ تھی۔ انہوں نے خیال اس بات سے اخذ کیا ہے کہ قرآن عربی میں اکثر ایسے بیانات پائے جاتے ہیں جو یہودیوں اور مسیحیوں کی غیر معتز کتب سے لئے گئے ہیں۔ اس خیال کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضرت محمد کو مسیحیوں کی بائبل مل جاتی تو آپ وہ روایات لوگوں کو کبھی نہ سنا تے صرف بائبل ہی سنا تے۔

اس قول کے قائلین اول تو یہ بات بھولتے ہیں کہ اس زمانہ کے نہ صرف یہودی بلکہ مسیحی بھی غیر لوگوں کو بائبل سناتے سخت کر رہے جاتے تھے۔ وہ بائبل غیر مسیحیوں کو تو کیا سنا تے مسیحیوں کو بھی عام طور سے بائبل پڑھنے نہ دیتے تھے۔ جیسا کہ آج تک یہودی اور رومن کیتھولک مسیحی کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ غیر مسیحیوں کو بائبل دینا یا سنا سواروں کے آگے موتی پھینکنا ہے۔ لہذا وہ عام مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو اکثر غیر مستند روایات اور بائبل کے مشہور عام قصص سکھایا اور سنا کرتے تھے۔ جنکو مسیحی غیر مسیحی سبھی ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت محمد اپنے زمانہ کے مسیحی رسم و رواج سے واقف تھے۔ آپ کے دل میں بھی بائبل کی بابت وہی خیالات تھے جو عربی مسیحیوں میں مروج تھے۔ لہذا انہیں روایات کو قرآن کی عربی کا لباس پہنایا گیا۔ اور عرب کے بت پرستوں کی ہر بات

بائبل کے قرآنی خطابات۔ جب سے یسوع مسیح کی ملبرداری کے تحت مقتدان بائبل کے وسیلے سے دنیا کے روبرو بائبل پیش کی گئی ہے اُس وقت سے آج کے دن تک اُس کے خادم رپا درہا سحاب اور بائبل کے مقتد اہل دنیا کو بائبل کی تعریفیں سناتے آتے ہیں، غیر یہی اقوام کے مشاہیر بھی بائبل کے موافق بہت کچھ لکھتے آئے ہیں جو علم و دست اصحاب کے علمی دائرہ میں محدود ہے۔ مگر جو کچھ عربی سچوں نے حضرت محمد و قرآن محمدی کی زبان بائبل کی تعریف تو توصیف کی جو وہ مروجہ حجت کے حدود سے باہر اپنا نالی نہیں کھتی جو قرآن عربی کے بڑے مضامین دین اسلام کی حقانیت، اللہ الاسلام و اسحیت کی صداقت، انبیاء اسلام کی نبوتوں اور رسالتوں کی صداقت، اہل الاسلام و اسحیت کی مصلحت، بائبل مقدس کی حقانیت و صداقت، غیر اسلام و اسحیت مذاہب کی تکذیب و تردید ہیں۔ ان تمام مضامین میں قرآن محمدی بائبل کی تائید و تصدیق پر جو زور دیتا آیا ہے۔ وہ صحیحہ دار سلم کی عقل و فکر کو رنگ کو سنو والا ہے۔ بائبل کے قرآنی اسامہ و خطابات پر جو سر دیکھو مثلاً قرآن کہتا ہے کہ بائبل۔

مَرَّسَلٌ مِّن قَبْلِكَ - كَلِمَاتٌ نَّزَّيْنَاكَ - سُنَّةُ اللَّهِ - آيَاتُ اللَّهِ - تَنْبِيْهُ - كَلَامُ اللَّهِ
مَا أُنْزِلَ اللَّهُ - وَهَآءُ أَنْزِلَ مِّن قَبْلِكَ - كَتَبَ مِّن عِندِ اللَّهِ - كَتَبَ اللَّهُ - أَلْكَتَبَ شَهَادَةً
عَمَلُهُ مِّنَ اللَّهِ - سُلْطَنٌ مُّبِينٌ - سُلْطَنًا - سُلْطَانًا مُّبِينًا - عِلْمٌ - حُكْمًا - وَالنَّهْيُ - كِتَابٌ
الْمُنِيرُ مِّن بَيْنَاكَ - خَرِيرٌ - فُرْقَانٌ - تَوْرَتٌ - نَّزَّيْنَاكَ - نَزَّيْنَاكَ - نَزَّيْنَاكَ - نَزَّيْنَاكَ - نَزَّيْنَاكَ
الْقَصَصُ - كِتَابٌ مُّبِينٌ - أُمُّ الْكِتَابِ - تَوْرَتٌ - تَوْرَتٌ - تَوْرَتٌ - تَوْرَتٌ - تَوْرَتٌ - تَوْرَتٌ
كِتَابٌ مَّكْنُونٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ أَلَا وَلِيٌّ صَحِيفَتِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ مَّحْفُوفَةٌ
كِتَابٌ قِيمَةٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ مَّحْفُوفٌ

خفیت پسند اصحاب کہنیکے کہ یہ خطابات تو قرآن عربی کے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ قرآن عربی بائبل کے مطالب کے سوا کیا چیز ہے، کیا ہم قرآن کی زبانی قرآن کی تعریف پیش نہیں کر چکے، کیا قرآن عربی کی صداقت کا ثبوت یہ نہیں ہے کہ قرآن عربی سچوں کی بائبل میں پاپا جاتا ہے سچوں کے سینوں میں بستا جو بھی اس کے عالم و مفسر ہیں۔ وہ صرف بائبل کی تائید و تصدیق ہی ہے۔ جبکہ قرآن عربی آپ کو سچوں کی بائبل کے مطالب کا مجبور قرار دیتا ہے تو وہ بائبل سے جدا۔ پھر بائبل کے متقابل اپنی کوئی ہمتی نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اگر انقباب و خطابات زربحث قرآن عربی کے ہی خطاب ہوں تو وہ بائبل کے ہی خطاب و انقباب ثابت ہیں کیونکہ قرآن محکم بائبل کا عین ہے۔

مگر خفیت پسند اصحاب کا یہ خیال سراسر بے بنیاد ہے کہ خطابات زیر بحث قرآن عربی کے خطابات ہیں

اسی قرطاس پر لکھایا کرتے تھے۔ قرطاس کے وجود سے حضرت محمد کو خوب آگاہی تھی۔ پس اسی بیان سے مروجہ اسلام کے مسلمانوں کی وہ تمام حکایات و روایات باطل ٹھہریں جو قرآن عربی کی تحریر و نوشت کے متعلق وضع کی گئی ہیں۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ حضرت محمد شانوں کی بڑیوں پر اور درختوں کے پتوں پر قرآن عربی کی آیت کرایا کرتے تھے۔ انہیں کسی صندوق میں بترتیب رکھتے جاتے تھے۔ مگر کیا کہ حضرت محمد نے اپنی زندگی میں قرآن محمدی کا کوئی بترتیب نسخہ لکھا ہی نہ تھا۔ پھر اُس پر یہ بھی غضب دیکھو کہ حضرت محمد کی وفات کے دن بڑیوں وغیرہ کا وہ صندوق بھی کسی کے ہاتھ نہ آیا تھا۔ صحابہ کی امت نے مروجہ متن قرآن کو جمع کیا۔ کسی کی تفسیر میں یہ بات کبھی نہ آئیگی کہ حضرت محمد نے قرآن عربی کو کیوں رقی یا قرطاس پر نہ لکھایا تھا۔ آپ کو کیوں قرآن کی کتابت کے لئے بڑیاں اور ٹھکریاں تلاش کرنا پڑیں۔ بینام صحابہ کی امت کے افراد کی مصنوعات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جبکہ یہودی اور مسیحی اپنے نوشتے رقی اور قرطاس پر لکھا کرتے تھے اور حضرت محمد کو اس بات کا علم تھا تو حضرت محمد نے بھی قرآن محمدی قرطاس وغیرہ پر ہی لکھا تھا۔

بائبل کی بابت دوسری گواہیوں کی ہے۔ وَقَالَتْ الْيَهُودُ لَيْسَتْ الْمَسْمُوعَةُ عَلَىٰ مِثْلِي وَقَالَتْ الْمَسْمُوعَةُ لَيْسَتْ يَسْبِقُنِي الْيَهُودُ عَلَىٰ مِثْلِي وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ۔ یعنی اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ راہ پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی راہ پر نہیں۔ اور درحالیکہ دونوں کتاب واحد کو پڑھتے ہیں۔ بقرہ ۱۲۸ رکوع۔ آیت مذکور میں ایک علم داگنا بھی آئی ہوئی حقیقت کا بلکہ تجربہ میں آئی ہوئی بات کا بیان کیا ہے۔ یہودیوں اور مسیحیوں کی باہمی مخالفت کو زمانہ جانا ہے۔ عرب میں یہودی اور مسیحی جو واحد کتاب پڑھتے تھے رہتے تھے۔ وہ میرا عہد نامہ پڑھتے ہوئے ایک دوسرے کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ اگر اس واحد کتاب کا حضرت محمد کو یا قرآن کے مصنف کو علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز وہ کچھ نہ کہتا جو آیت مذکور میں کہا گیا ہے۔

حضرت محمد کی آگاہی میں بائبل کے ہونے کا تیسرا ثبوت یہی آیا ہے۔ لَيْسُوا سَوَاءً مَن آخِلَ الْكِتَابِ أَمَنَ قَائِمًا يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنَا أَلَيْسَ لَكُمْ نَبِيٌّ مِّمَّنْ لَمَّا كَرِهَ اللَّهُ لَكُمْ فَتَتْلُوا فَتَقْبَلُوا بِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ یعنی اہل کتاب سے ایسے نہیں۔ اُن کی ایک امت ہے جو قائم و مستقل ہے۔ وہ ایلۃ اللہ کو آتوں کے درمیان پڑھتی ہے اور وہ سب سجدہ کیا کرتے ہیں۔ عمران ۱۲ رکوع۔ اس آیت میں مشکل عرب کی ایک امت کے ہاتھ میں بائبل دیکھ رہا ہے۔ وہ امت اس بائبل کو آتوں کو پڑھتی نظر آتی ہے۔ ہاں وہ اسے اپنی نازوں میں پڑھتی اور سجدہ کرتی دکھائی جاتی ہے۔ اس آیت کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت محمد کے علم داگنا بھی میں بائبل نہ تھی؟

بائبل سے آگاہی و واقف ہونے کی ایک اور دلیلیں آئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الصَّوَارِثَ

کے لئے استعمال کیا گیا۔ اس کے سوا عرب لوگ کوئی خواندہ اور پڑھے لکھے لوگ نہ تھے۔ جنہیں بائبل کا ہی ترجمہ دیا جاتا۔ بائبل کا ترجمہ ہزاروں کے بیچ کی چیز تھا۔ اس لئے بائبل کے ترجمہ کی جگہ محمدی قرآن کا ہی متن انہیں دیا گیا۔ جو ان کی ہدایت کے لئے کافی تھا۔ مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ حضرت محمد بائبل مقدس سے ہی نا آشنا تھے۔ ہم ذیل میں ایسی گواہیاں نقل کرتے ہیں۔ جو حضرت محمد کے بائبل سے موافق و آگاہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً لکھا ہے۔ قُلْ مَنۢ أَخْلَاكَ الذِّیۡ خَلَعَ بِهٖ تُسُلٰی نُوْرًا وَّحُضٰی لِّلنَّاسِ فَحِجۡلُوْہٖ ذَرٰ طٰیۡسٍ مُّبٰیۡدٍ وَلٰہَا وَتَحَفُوْنَ کَثِیْرًا جَوَعَلٰہُمۡ مَّا لَمْ تَعْمَلُوْا اَنۡتُمْ وَاٰبَاؤُکُمْ قَبْلَ اللّٰہِ ثُمَّ ذَرٰہُمۡ فِیۡ حُوضٍ مَّعۡیُۢنٍ۔ وَلَہٰذَا اَلِیۡتَ اَنۡزَلۡنَا مُبٰرَکَ لَکَ مَصَدِّقَیۡۤیۡنَ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَلِیۡتۡنِیۡ رَاۡمَ لُقۡرٰی وَمِنۡ حُوْلَہَا۔ پوچھو تو کس نے اناری وہ کتاب جو موسیٰ لایا روشنی اور ہدایت لوگوں کی جسکو تم نے ورق کر کے دکھایا اور بہت چھپا رکھا اور تم کو اس میں سکھایا جو نہ جانتے تھے تم نہ تمہارے باپ دادا سے۔ کہنا اس نے اناری۔ پھر چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کمیلا کریں۔ اور یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اناری برکت کی۔ سچ بتاتی ہے اپنی اگلی کتاب اور ناکوڑ اور اسے اصل بتی کو اور اس پاس انکو انعام اور کرم۔ اس کے ساتھ سورہ طور کی آیت اول میں آیا ہے وَاتَّطَوَّعُوا حَتّٰی تَسْطُوْرَیۡ فِیۡہِۡ تَیۡ مَنۡشَوۡیۡوَالْبَیۡتِ الْمَعۡمُوْرَ وَالشَّجَفِ الْمُرۡفُوْعَ۔ یعنی قسم ہے طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی جو حق کے اور اق میں ہے۔ الخ طور۔ ان دو مقاموں میں بائبل کا قرطاس اور رق پر لکھا ہوا پایا جانا ظاہر و ثابت ہے۔ خصوصاً یہودی اسے اپنے پاس رکھ کر لوگوں کو سناتے پڑھاتے نہ تھے۔ بائبل کے اس حصہ میں جسے عہد قدیم کہتے ہیں جو کچھ لکھا تھا اُسے سچی جانتے تھے اور وہ غیر یہودیوں اور غیر مسیحیوں کو سناتے اور سکھاتے تھے۔

قرآن عربی میں اسی بائبل کے مطالب بطور بائبل کی تائید و تصدیق ترجمہ کر کے حضرت محمد کو بصورت قرآن دیئے جاتے تھے کہ اہل مکہ کو ڈرایا جائے۔ یہ مسیحیوں کی بائبل حضرت کے علم و آگاہی میں تھی۔ جس رق یا قرطاس پر یہودی یا مسیحی اپنے نوشتے لکھا کرتے تھے وہ مصر کے مسیحیوں کے ہی کارخانوں میں تیار کیا جاتا تھا۔ اس کی تمام دنیا میں تجارت ہوتی تھی۔ قرطاس کے ہر ایک شیٹ پر مسیحیوں کا کلمہ تثلیث لکھا ہوا کرتا تھا۔ دیکھو نوافل ۱۱ مطبعہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۳ مضمون "عربی رسم الخط" کو۔ اس سے اول تو یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمارے زمانہ کے کاغذوں کے موجب ملک مصر کے مسیحی تھے۔ دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت محمد کے زمانہ میں رق اور قرطاس موجود تھا۔ حضرت ورق بن نوفل انہیں چیزوں پر تورات و انجیل کے مطالب کے ترجمے لکھا کرتا تھا۔ حضرت محمد اپنے دوستوں اور دشمنوں سے اسی قرطاس پر عہد و پیمان تحریر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت محمد نے جو قرآن عربی اپنی ۲۳ سالہ محنتوں سے حاصل کیا تھا اُسے بھی

کرتے تھے۔ چہارم۔ یہ حقیقت ہویدا ہے کہ بائبل کی موجودگی کا اگاہی تمام ٹومیں کرتی۔ بلکہ حضرت کو بھی اس بات کی اگاہی تھی کہ بائبل موجود ہے اور اسی باعث سے آپ نے اپنے تابعین کو کہہ کھا تھا کہ جب اہل کتاب یعنی یہودی یا بیل کا عرونی میں زحمہ کریں تو ان کی نہ تصدیق کرتا نہ مکنہ جب بلکہ کہہ دینا کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر وہ قرین نوافل کے زحمہ کو قبول کر لینا پس ابوہریرہ کی گواہی سے بائبل کا عوب میں عام ہونا ثابت ہے اور اس شہادت سے بائبل پر کوئی الزام ثابت نہیں ہے

۲۔ گواہ جابر ہے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری۔ جابر بن عبد اللہ بن عمر ہیں۔ ان کے باپ احمد کی لڑائی میں مقتول ہوئے۔ جابر اپنی کنیت عبد اللہ کیا کرتے تھے۔ عقبہ میں انصار کے ستر آدمیوں کے ساتھ یہ بھی شریک تھے اور سب سے چھوٹے تھے۔۔۔ مدینہ میں شہداء میں وفات پائی۔ عرجہ پر ان سے اس کی تھی اور اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ البیان۔ السنۃ (۹)۔ العدد (۳۰۴) صفحہ ۱۸۸

یہ بزرگ لکھتا ہے۔۔۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْخَطَّابِ رَمَنِي اللَّهُ نَعَالِي عَنْهُ أَقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسُخَّةٍ مِنَ التَّوْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مِنْ سُخَّةٍ مِنَ التَّوْرَةِ فَصَلِّتْ لِجَعَلُ يَفْرَأُ وَوَحْيَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْيَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ نَكَاشَتْكَ الْمَوَاطِنُ مَا فَرَعِي مَا يُوحِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَّرَ عَمْرِي وَحْيَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ تَحْصِيهِ اللَّهُ وَعَقَبِ رَسُولُهُ رَضِيئًا بِاللَّهِ رَأْيًا بِالْإِسْلَامِ حَرِيئًا وَبِحَدِيثِ نَبِيِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَاكُنِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَأْتُ الْكَلْبُ مَوْسَى فَاَتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُوهُ لَفَضَلْتُمْ عَنْ سَوَاعِدِ السَّيْلِ وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا دَاكُنِي لَاتَّبَعْتُمُوهُ لَدَا لَدَا امْرَأَتِي۔ یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ تورات کا پس کہا اسے رسول خدا کے یہ ہے نسخہ تورات کا پس چپ رہے حضرت پس شروع کیا حضرت عمر نے پڑھنا اور چہرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا متغیر ہوتا تھا۔ پس کہا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو۔ تم کچھ توجہ کو گرم کرنے والیاں۔ کیا نہیں دیکھتا اس چیز کو کہ کبھی چہرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ پس دیکھا حضرت عمر نے طرف چہرہ آنحضرت کے پس کہا پناہ پکڑنا ہوں میں ساتھ اللہ کے اور اللہ کے غضب سے اور غضب رسول کے سے راضی ہوں تم ساتھ اللہ کے رب ہونے پر اور ساتھ اسلام کے دین ہونے پر اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر پس فرمایا رسول خدا

لَنَدَلَّكُمْ يَجْلُوْهَا كَمَا تُبَيِّنُ السَّفَاسَ۔ یعنی مثل ان لوگوں کی جنہوں نے تورات کو ٹھٹھیا
 مثل اُس گندے کے جس پر کتابیں لدی ہوں جمعہ آیت ہ۔ اس آیت میں حضرت محمد نہ صرف عام طور سے
 بائبل سے خصوصاً عہد قدیم سے واقف و آگاہ ظاہر ہوئے ہیں۔ بلکہ آپ خصوصیت کے ساتھ پُرانے عہد
 کے متن کے مطالب و معانی کے ماہر ظاہر ہوئے ہیں آپ کو عہد قدیم کا اتنا علم تھا کہ وہ اُس کی روشنی میں یہودی
 قوم کی سیرت و خصات کو اور ان کی تورات دانی کو جان سکتے تھے۔ یہ بانی کسی لاعلم کے منہ کی نہیں ہیں۔
 جو کچھ اوپر کی آیت میں کہا گیا ہے۔ اسی مطلب کو یوں بھی ادا کیا گیا ہے۔ اَنَّا نَصْرُوْكَ
 النَّاسُ يَا لَيْتَ رُؤُوسُكَ مَعَنَا لَنَنصُرَنَّكَ لَوِ الْكُتُبُ طَافَلَا تُعْطِلُوْنَ۔ یعنی کیا تم یہودی لوگوں
 کو نیکی کرنے کا حکم نہ سنا ہو اور اپنے نفسوں کو فراموش کرتے ہو اور تم پڑھنے ہو کتاب۔ کیا نہیں جانتے ہو کہ
 بقرہ ۱۰۷ رکوع۔ اس آیت میں یہود کو ان کی حالت کے موافق نہایت درست پیغام دیا ہے۔ وہ لوگوں کو جو غیر
 اقوام کے ہوتے تھے ہرگز توریت نہ سنا تھے۔ اس آیت میں ان کے اس طریق عمل کی کرامت ظاہر
 فرمائی ہے اور ان کا یہ کام ان کی جانوں کے نقصان کی دلیل بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی انہیں بے سمجھ
 بھی بتلایا گیا ہے۔ یہ کام کسی بائبل سے بے خبر کا نہیں ہو سکتا ہے۔

اسی قسم کی قرآن عزیٰ سے کڑیوں آئین پیش کی جاسکتی ہیں جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ
 حضرت محمد نہ صرف مسیحیوں کی بائبل سے عام طور سے واقف و آگاہ تھے بلکہ آپ کو بائبل کا خصوصیت
 سے علم تھا۔ بائبل نہ صرف یہودیوں اور مسیحیوں کے پاس تھی۔ بلکہ آپ کے گھر میں اور آپ کی ملکیت میں اور
 آپ کے ذہن میں تھی۔ پس جس بائبل کی فصل بائبل میں تعریف کی گئی ہے وہ حضرت محمد کی میراث میں تھی
 یہ الہی حقیقت ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا ہے۔

قرآن عربی کو چھپڑ کر اب بائبل سے حضرت محمد کے تعلقات راویوں کی زبانی بھی دکھاتے ہیں اور
 صحابہ کی امت کے افراد کی بائبل کی بابت چہ میگوئیاں بھی دکھا دیتے ہیں۔ آنے والے بیان کو دیکھیں
 لکھا ہے فَقَالَ مُسْوَلُ اللَّهِ مَنَعَهُمْ لَا تَقْدِرُ قُوَّاءُ الْكِتَابِ وَلَا تَكُنْ بُوَصْطِهِمْ وَفَوْنُوا اَمَّا
 بِاللَّهِ وَمَا اُنْزِلَ۔ یعنی پس کہا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے تو اہل کتاب کی نصیحتیں کرو اور نہ تمہیں یہ کہہ دو
 کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔

ابوہریرہ کی شہادت سے اول تو یہ حقیقت ظاہر ہے کہ عیسٰی حضرت کے پیام میں بائبل عرب میں
 موجود تھی دھوم۔ یہ حقیقت ثابت ہے کہ بائبل اہل کتاب کے پاس موجود تھی۔ سوم۔ یہ حقیقت روشن
 ہے کہ اہل کتاب بائبل کو عبرانی میں پڑھا کرتے تھے اور مسلمانوں کے لئے اس کا ترجمہ عربی میں کیا

پس بیمار ہو گیا وہ۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس پرچھنے کو آئے۔ پس اُس کے باپ کو کہا کہ سر کے پاس تورات پڑھتے پایا۔ سو حضرت نے اُس کو فرمایا اے یہودی میں تجھے کو اُس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات آزاری کیا میری صفت اور میرا ٹکنا تورات میں پاتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں اُس جوان نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ میں آپ کی تعریف اور ٹکنا تورات میں پاتے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود برحق سوا خدا کے اور تحقیق تو رسول اللہ کا ہے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اس کے سر کے پاس سے اٹھا دو اور اپنے بھائی کے کام کے وال ہو جاؤ۔ مظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۵۲۲۔ یہ حضرت انس کی گواہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اول کہ بائبل حضرت کے گھر میں آپ کے غلام کے پاس موجود تھی۔ اس کے باپ کو حضرت نے توریت پڑھتے پایا۔ دوم یہ کہ غلام کے باپ سے جو توریت پڑھ رہا تھا حضرت نے توریت میں اپنے نامعلوم اوصاف پائے جانے کی تحقیق کی۔ مگر راست گو یہودی نے خدا کی قسم کا واسطہ منکر سچ سچ کہہ دیا کہ آپ کی کسی صفت نیک کا میں توریت میں کوئی پتہ نشان نہیں پاتا۔ یہ جواب منکر حضرت کے پاس سوا خاموشی اور غصے کے کچھ نہ تھا۔ مگر غلام بڑھکا تاڑ گیا اور بول اٹھا کہ اے حضرت بلا شک توریت میں آپ کی صفت اور آپ کے ٹکنے کا پتہ نشان ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہو۔ پس حضرت کا مطلب پورا ہو گیا۔ آپ نے غلام کی بات کا یقین کر کے غلام کے باپ کی بات کو نہ مانا اور غصے ہو کر بڑھے یہودی کو وہاں سے اٹھا دیا اور وہ اپنا بیٹا حضرت کی مذکر کے چلا آیا۔ پس اس کل گواہی میں حضرت کے منہ سے توریت کے خلاف ایک بات نہ نکلی بلکہ توریت سے اپنی رسالت کے دلائل کی جستجو ضرور کی تھی۔ اس روایت میں راوی کی خوش اعتقادی اور قرآن سے لاعلمی کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ آپ حضرت محمد کو مستقل نبی بنانے کی فکر میں ہیں جو آپ کی لاعلمی کا ثبوت ہے۔

۴۔ گواہ عبداللہ بن عمرؓ ہے۔ شاید یہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ جب تک ذکر یہ ہے کہ یہ ابو محمد کینیت کرتے ہیں۔ اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اپنے باپ کے ساتھ صفین کی لڑائی میں تھے۔ اس لڑائی میں دو ہزاریں چلائے تھے۔ ان کا گھر مکہ میں تھا۔ پھر یزید کی لڑائی تک شام میں سکونت اختیار کی تھی۔ اُس کے مرنے کے بعد کہ چلے آئے اور بیس ۳۳۵ میں وفات پائی۔ اس وقت عمر ان کی ۳۴ برس کی تھی۔۔۔۔۔ یہ اپنے باپ سے صرف ۲۷ برس چھوٹے تھے باپ بیٹے میں بارہ برس کی جھپٹائی پڑائی ان کے سوا اور کسی میں نہیں دریافت ہوئی۔ البیان السنۃ (۹) العدد (۲) صفحہ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔

پیر شاہ عبد اللہ بن عمروؒ شخص ہے جس کی کینیت ابو عبد الرحمن تھی۔ میرے خیال میں گواہ مذکور

صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اُس ذات پاک کی کہ جان محمد کی بیچ یا نہ اُس کے جو۔ اگر ظاہر ہوتے واسطے
تہارے موسیٰ پس پیروی کرتے تم اُن کی اور چھوڑ دیتے تم مجھ کو۔ البتہ گمراہ ہوتے تم راہ سیدھی سے اور
اگر ہوتا موسیٰ زندہ اور پابانوت میری۔ البتہ پیروی کرتا میری۔ روایت کیا اس حدیث کو دارمی نے۔
دیکھو دارمی چھاپہ نظامی کانپوری صفحہ ۶۷ کو۔

یہ ہے جابر کی گواہی۔ اس سے بائبل کی بابت اول تو یہ بات ثابت ہو کہ بائبل بردت تصنیف قرآن
حضرت کے ایام میں مکہ اور مدینہ میں موجود تھی۔ دوم۔ یہ کہ حضرت عمر کی ملکیت میں موجود تھی۔ سوم یہ کہ
ابوبکر اور حضرت علی اکبر ہی میں موجود تھی۔ چہاں یہ کہ عمر بائبل کو (شاید عربی ترجمہ ہوگا) پڑھ سکتا تھا۔ مگر
حضرت کی ترورات کا پڑھنا سخت ناگوار تھا پنجم یہ کہ عمر و ابوبکر نے حضرت کے روبرو بائبل کی تلاوت کرنے
سے آگے کو تو یہ کی ہشتم یہ کہ عمر و ابوبکر سچ چرچ ترورات کی آفت سے حضرت کی رفاقت کا دامن چھوڑنے
کو تھے (جادو وہ جو سر چٹپکڑیوں نے) ہفتم یہ کہ حضرت عمر کا اقرار اور حضرت کا قول ہر دو قرآن کے موافق
ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل آپ کا زمانہ سچی زبانہ تھا۔ آپ کی پیروی یسوع مسیح
کی پیروی تھی۔ اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ موسیٰ میری پیروی کرتا کے مننے صرف یہ ہیں کہ موسیٰ سچی ہوتا۔

۳۔ گواہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہے۔ انس بن مالک۔ یہ انصاری ہیں۔ انکی ماں اسم سلیم بنت لمجان ہے جو
ابو طلحہ کی بی بی تھیں۔ انکے بھائی رابع بن مالک رسول اللہ سے حدیثیں روایت کیا کرتے ہیں۔ انس کی ماں
انکو جس وقت رسول اللہ مدینہ میں تشریف لائے تھے آپ کی خدمت میں لے آئی تھیں۔ اس وقت ان کی عمر
آٹھ برس کی تھی۔ اس وقت سے انہوں نے رسول اللہ کی وفات کے وقت تک خدمت کی۔۔۔۔۔ انس
بن مالک کی عمر بہت جونی۔ بصرہ کے صحابیوں میں سے انہوں نے سب سے پیچھے قضا کی ہے۔ ان کی

وفات ۱۹۱ھ میں ہوئی۔ البیان السنہ ۲۹۱ (الحدود ۲۳) صفحہ ۸۸ ۱۸۹۱ء۔

اِنَّ غُلَامًا مِّنْ اٰیْمَانِکُمْ یَا کَانَ یُحَدِّثُکُمُ النَّبِیُّ عَلَیْکُمْ وَ سَلَّمَ فَمِنْ حَضِّ نَا نَا اَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوذُہُ فَوْجِدٌ اَبَاہُ عِنْدَ اَمْلَہِ یَقْرَءُ التَّوْرَۃَ فَقَالَ لَّہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا یَعُوذُحِی اَنْتُمْ کَ بِاللّٰہِ اَلَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَۃَ عَلٰی مُوْسٰی قُلْ یُحَدِّثُکُمُ النَّبِیُّ
لَعَنَیْ وَ صَفَیْ وَ حُجْرَی قَالَ لَا قَالَ اَلْفَتَیْ یٰلَہُ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنَا یُحَدِّثُکَ فِی التَّوْرَۃِ
لَعَنَکَ وَ صَفَیْکَ وَ حُجْرَی وَ اَتٰی اَنْتُمْ اَنْ لَا اَللّٰہُ اَللّٰہُ وَ اَتَاکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ
اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَحَابَہُ اَقْبَمُوْا هٰذَا اَعِیْ عِنْدَ رَاہِہُ وَ تَوَاحَاکُمُ
انس سے روایت ہے کہ تحقیق ایک لڑکا یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔

خلع کرنے والے ثابت ہیں۔ پس حضرت کے رد پر توریت لائی گئی اور اس میں آیت رجم کی تلاش کی گئی اور وہ آیت توریت سے نکل آئی اور حضرت نے زانی اور زانیہ کو جو یہودی تھے اُن کے رد پر سنگسار کیا۔ اور حضرت نے توریت پر یا یہود پر تجرلیف کا کوئی الزام نہ لگایا۔ درحالیکہ یہ موقع تھا کہ حضرت اُن کی بددیانتی کو ظاہر کر دیتے۔ مگر اُن کی دیانت تحقیق سے ثابت ہو گئی۔ پس عرب میں حضرت کی حیات اور قرآن کی تصنیف کے زمانہ میں نہ صرف بائبل موجود تھی پر اسی بائبل کو حضرت اور حضرت کے صحابہ اور یہودی اور عیسائی سب جانتے تھے۔

۵۔ عرب میں بائبل کے پائے جانے کا گواہ زیاد بن لبید ہے۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ لَبِيدٍ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ كَيْسٍ فَضْلِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يُقَرُّونَ اَشْوَابَهُ فَاَلَا نَجِئِلَ لَا يَعْلَمُونَ كَيْبِئِي مِمَّا فِينَا مَدَاةَ اَحْمَدَ وَابْنِ مَلْجَهٍ وَرِوَاةُ اَلْهَمْدِي عَنْهُ فُحُوهُ وَكَذَلِكَ الدَّاهِمِي عَنْ اِلِيَامَاتِهِ۔ یعنی روایت ہے زیاد بن لبید سے کہا ذکر کیا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے . . . کیا نہیں یہ یہود و نصاریٰ پڑھتے توریت و انجیل کو اور انہیں عمل کرتے اس میں سے کچھ اُس چیز سے کہیں اُن کے ہے۔ الخ مظاہر الحق چھاپہ رنگشور جلد اول صفحہ ۱۱ زیاد بن لبید نے بظاہر وہی بیان کیا ہے جو اوروں نے بیان کیا۔ مگر اسی شہادت میں یہود و نصاریٰ پر توریت و الانجیل کی خلاف روی کا الزام زائد ہے۔ اس الزام سے پایا جاتا ہے کہ حضرت محمد توریت و انجیل کے شنوں کے مطالب سے خوب واقف و آگاہ تھے۔ آپ خوب جانتے تھے کہ انجیل شریعت کے بنی آدم سے عموماً اور نصاریٰ سے خصوصاً مطالبے کیا ہیں اور نصاریٰ کے اعمال کہاں تک انجیل سے توافقی اور تطابقی رکھتے ہیں۔ پس اس شہادت کا اول نتیجہ یہ ہے کہ حضرت محمد توریت و انجیل کے مطالب سے خوب ہی واقف و آگاہ تھے۔ آپ لوگوں کے اعمال و افعال کا اور چال چلن کا اور اقوال و خیالات کا توریت و انجیل کے باؤں سے موازنہ فرمایا کرتے تھے۔

شہادت بالا سے توریت و انجیل کی عظمت و فضیلت کے ساتھ اُن کا چال و چلن کا قانون ہونا بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ سے کہ یہود و نصاریٰ کے لئے قرآن پر عامل ہونا لازم ظاہر کیا گیا ہے حضرت محمد کو یہود و نصاریٰ پر اس بات کے سب سے بڑی شکایت تھی کہ وہ توریت و انجیل پر عمل نہ کرتے تھے۔ کیا ایسی شکایت کوئی توریت و انجیل کا دشمن کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔

۶۔ زیاد بن لبید کو چھوڑ کر بیہقی کی سنو بیہقی نے حدیث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا خدا تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں۔ ان میں سے چار کتابوں میں سب کا علم و ولایت فرمایا۔ وہ

یہی شخص ہے۔ دُخْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَرِهُوا لَهُ أَنْ تَرَجُلَا مِنْهُمْ وَأَمَّا آتَةُ نَزِيًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ فِي شَأْنِ الرَّجِيمِ قَالُوا نَفَضْنَاهُمْ بِخِلْدٍ وَتَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمٍ لَنْ نَبْنِي أَنْ فِيهِمَا الرَّجِيمُ فَاتُوا بِالْتَّوْرَةِ فَفَتَشَ وَهِيَ فَوَضَعَ أَحَدُ نَصَرِيذَةٍ عَلَى آيَةِ الرَّجِيمِ فَقَرَأَ مَا تَبَيَّنَ وَمَا بَعْدَ هَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمٍ أَمْرُكَ يَدُكَ فَرَفَعَ فَأَخَذَ فِيهِمَا إِلَيْهِ الرَّجِيمَ فَقَالَ وَاصِدٌ يَا أَحْمَدُ فِيهِمَا آيَةُ الرَّجِيمِ فَأَمْرُ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَاهَا فِي رِوَايَةٍ تَالَ أَمْرُكَ يَدُكَ فَرَفَعَ فَأَخَذَ آيَةَ الرَّجِيمِ تَلَوَّحَ فَقَالَ يَا أَحْمَدُ إِنَّ فِيهِمَا آيَةَ الرَّجِيمِ وَلَكِنَّا نَكْتُمُهَا بَيْنَنَا فَأَمْرُ بِهَا فَرَجَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اور روایت جو عبداللہ بن عمرو سے یہ کہ یہودی بیٹے ایک جماعت ان میں سے آئی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ذکر کیا انہوں نے روایہ حضرت کے یہ کہ ایک مرد نے ان میں سے اور ایک عورت نے زنا کیا بیٹے اور تھے وہ محض۔ پس فرمایا ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پاتے ہو تم بیچ تورات کے بیچ مقدسہ رجم کے۔ کہا یہودیوں نے فضیحت کرتے ہیں ہم زنا کرنے والوں کو اور دڑے مارے جاتے ہیں۔ پس کہا عبداللہ بن سلام نے جھوٹ بولتے ہو تم۔ تحقیق توریت میں بھی رجم ہے پس لاؤ تورات۔ پس کھولا اُس کو اور رکھ دیا ایک نے اُن میں سے ہاتھ اپنا رجم کی آیت پر بیٹھے چھپا لیا ہاتھ کے نیچے اور پڑھ گیا اُس کے پہلے سے اور اُس کے پیچھے سے۔ پس کہا عبداللہ بن سلام نے اٹھا ہاتھ اپنا۔ پھر اٹھا لیا ہاتھ پس ناگہاں اُس میں نخی آیت رجم کی پس کہا یہودیوں نے بیچ کہا عبداللہ نے اے محمد اس میں ہے آیت رجم کی۔ پھر حکم فرمایا ان دونوں کی سنگساری کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پس سنگسار کئے گئے دونوں متفق علیہ۔ مظاہر الحق جلد سوم جہاں پر محبت بائی صفحہ ۲۸۳ +

عبداللہ بن عمر کی گواہی سے بائبل کی بابت رہے ہے شبہات کا فوراً ہی۔ جبکہ حضرت اور آپ کے اصحاب کے سامنے یہود کا مقدمہ ہے اور حضرت کے اصحاب میں عبداللہ بن سلام جو یہودی مذہب سے منسوب ہو کر حضرت کا مرید بنا تھا موجود ہے اور مقدمہ زان اور زانیہ کی سزا کا ہر اور حضرت نے تجویز کر رکھا تھا کہ ان دونوں کو توریت کی رو سے سزا دی جائے اور یہودیوں کو توریت کی سزا سے بچانا چاہتے تھے اور اُن کے لئے یہ ایک موقع تھا کہ توریت سے آیت رجم کو نکال ڈالتے۔ مگر اُن کی روایت کا اس جگہ امتحان کیا گیا کہ وہ منہ سے جھوٹ بولتے تھے۔ مگر آیت رجم کو توریت سے نکالنے والے ثابت نہیں ہوئے۔ جیسے کہ جامعین قرآن آیت رجم کو قرآن

چودھویں فصل

وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَاَ کے مفہوم میں سے بائبل کی صلیت

مروجہ اسلام کی مسلم دنیا میں بائبل شریف کی بابت ایک ہنتر لکھ بڑے شہرت پھیل چلی آئی ہے۔ ماحول میں ہر گمان کی انتہا کس شخص سے ہوئی اور کس زمانہ سے ہوئی۔ پر ہمارے زمانہ کی مسلم دنیا میں یہ بد افواہ و باکی طرح پھیل ہوئی ہے۔ جاہل سے جاہل مسلم تک یہ غمیر پہنچی ہے اور وہ بد افواہ یہ ہے کہ ہمارے مسلم بھائی مانتے ہیں۔ کہ قرآن عریٰ کی رو سے بائبل تحریف ہو چکی ہے۔ بلکہ وہ قرآن عریٰ کے آنے سے منسوخ ہو چکی ہے۔

یہ بیجا اعتقاد نہ صرف لوگوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ بلکہ مروجہ اسلام کی جو تفاسیر و روایات ہر تک پہنچی ہیں ان میں بھی کئی بیشی سے اس بد شہرت کا اثر نمایاں پایا گیا ہے۔

اس کے سوا مروجہ اسلام کی پشت ماضی کے بعض علمائے مروجہ اسلام کی حمایت کرتے ہوئے بڑے بڑے خود قرآن کی بعض آیات کی بنا پر بائبل کے تحریف ہونے پر بہت کچھ کہا اور لکھا ہے۔ اُن کی تحریرات کا نہ صرف جہلا نے اثر قبول کیا ہو بلکہ اکثر اعلیٰ درجہ کے فدا پرست لوگ بھی اُن کی غلطی کے اثر سے غیر متاثر نہیں رہ سکے ہیں۔

جب اس بد افواہ کو پھیلانے کی غرض دریافت کی جاتی ہے تو صرف ایک ہی غرض معلوم ہوتی اور وہ یہ ہے کہ اس بد افواہ کی تائید و تصدیق کرنے والے اصحاب علم دنیا کو بائبل کی طرف سے اس لئے گمان کرنے میں سعی میں کہ لوگ بائبل کے متفقہ اور پیروند ہو جائیں کہ لوگ مروجہ اسلام کی غلامی سے نکلا کر اسلام حقیقی کے اصول کی پیروی کرنے نہ جا لگیں۔ اُن کو یہ خیال اس لئے آتا ہے کہ قرآن محمدیؐ نے مسیحیت کی بائبل کی ہی سیر سی و ذرا ترمیم کر اسلام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ لہذا ملت کعبہ کے دلدادوں کو رات دن یہی فکر کھاتی آئی ہے کہ کہیں لوگ قریش کی تالیف قلوبی کے اسلام کو چھوڑ کر مسیحیوں کی بائبل اور مسیحیوں کے بیرونی مسیح کی پیروی کرنے نہ جا لگیں۔ ان اصحاب کے باطل خیالات کی اصلاح کے لئے ہم چند اوراق اور بڑھاتے ہیں اور یہ بات دکھا دیتے ہیں کہ قرآن عریٰ نے ام الکتاب کے محرف ہونے کا کبھی اعلان نہیں کیا۔ یہ تو کعبہ کے رب کے پشاوروں کی خوش فہمیاں ہیں۔

۱۔ بائبل پر تحریف کے الزام کی اصلیت۔ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُذْنَ اَلْسِنَتَهُم بِمَا كَتَبَ لِيُحْسِنُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُمْ بِمُعْذِرِيْنَ اَللّٰهُ وَمَا يَكُوْنُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ جَ وَيَقُوْلُوْنَ عَلٰى اللّٰهِ اَلْكُذِبُ وَهُمْ يَصِفُوْنَ ؕ اَرَاِنَّ مِنْ لَّيْكُ لَوْ هِيَ كَذٰبًا مَّرْكُوْمًا كَرِهُوا حَقَّ اللّٰهِ وَرِضْوَانَهُ لَوْلَا اَنَّا كُنَّا بِلَايِكُمْ لَوْلَا اَنَّا كُنَّا بِلَايِكُمْ لَوْلَا اَنَّا كُنَّا بِلَايِكُمْ لَوْلَا اَنَّا كُنَّا بِلَايِكُمْ

پاکستان میں - توریت - انجیل - زبور اور فرقان ہیں اور پھر تورات - انجیل اور زبور تینوں کتابوں کا علم قرآن میں ودیعت رکھا۔ اتفاق کی نفی حصہ دوم صفحہ ۳۱۲ +

مسیحی الذکر اشغال اس بات پر پختہ ثبوت ہیں کہ مکہ کے مسیحی اور مدینہ کے یہودی ملک عرب میں حضرت محمد کے مابین زمانہ میں پُرانا اور نیا عہد نامہ یا توریت و انجیل غرور رکھتے تھے۔ حضرت محمد کو اس توریت و انجیل کا علم تھا۔ حضرت محمد کے گھر میں توریت و انجیل موجود تھی۔ حضرت خدیجہ اور درقہ بن نوفل - توریت و انجیل رکھتے تھے۔ ان کا عربی زبان میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ حضرت محمد کے یہودی نوکروں کے پاس توریت تھی۔ حضرت محمد کے اصحاب کے پاس توریت تھی۔ وہ اُسے پڑھا کرتے تھے۔ خود حضرت محمد کے پاس توریت تھی۔ جسے آپ اپنی اور قرآن کی امام مانتے تھے۔ غرضیکہ مسیحیوں کی بائبل کی عرب میں موجودگی کی زمانہ محمدی میں شہادتیں کافی ہیں۔

اس سے بڑھ کر مندرجہ حد بیان سے یہ حقیقت بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت محمد اس بات کو خوب جانتے تھے کہ یہود و نصاریٰ واحد کتاب پڑھتے ہیں اور وہ واحد کتاب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ واحد کتاب اس تمام تعریف و ستائش کی مستحق ہے جو قرآن میں خود حضرت محمد کے چکے ہیں۔ تو بھی یہودیوں کی بابت کہتے تھے کہ وہ کسی راہ پر نہیں ہیں اور یہی یہود کی بابت کہتے تھے کہ وہ کسی راہ پر نہیں ہیں۔ اس پر بھی سچی اپنے دعوے میں سچے تھے قرآن شریف نے مسیحیوں کی صداقت کا اعلان کیا اس چٹخا کا یہی ہونے سے مندرجہ بالا خلاف حق تھا۔

حضرت محمد نے مسیحیوں اور یہودیوں کے نوشتے اپنی آنکھوں سے رق پر اور زفر طاس پر لکھے دیکھے اور بار بار دیکھے۔ ان کے حکم کے موافق لوگوں کے مقدمہ کئے۔ ان کو موت تک کی سزا دیں۔ مگر آپ کے منہ سے یہیچل کے نوشتوں کی بابت سوا عزت و حرمت کے کبھی ایک جملہ خلاف نہ نکلا تھا۔

حضرت محمد کے علم میں بائبل کو موجود رکھا کر اس بات کو بھی ناظرین کی آگاہی میں لانا ضرور ہے کہ بائبل کو رکھتے ہوئے حضرت محمد قرآن میں وہ سب کچھ لکھ سکتے تھے جو آپ نے بائبل کے حق میں لکھا ہے اور بائبل کے قصص کو وہ عربی لباس پہنا سکتے تھے جو قرآن میں پہنایا گیا ہے۔ ماحصل اس تمام بیان کا یہ ہے کہ حضرت محمد کی نظر میں قرآن عربی کی آگاہی کے موافق مسیحیوں کی بائبل اکل و اتم قرآن تھی وہ قرآن عربی کی اس تھی۔ قرآن عربی اس کا ایک اونی جز ہے جو مسیحیوں کی بائبل کی تائید و تصدیق میں اس لئے لکھا گیا تھا کہ اُس کے وسیلے سے مکہ اور اُسکیستیوں کے لوگ ہر ایت پاکراہے کفر و فتنہ کو اور اپنی حقیقت کو چھوڑیں اور مسیحی امام لاکر بائبل کی حکمرانی کریں مگر حقا و لے قرآن محمدی کی ایک نہ سنی اور اچھا نہ سنی +

کا اعلان کیا گیا ہے؟ کیا ان آیات کے متکلم کے دل کا یہ یقین ظاہر ہے کہ بائبل یا بائبل کا کوئی معجزہ محض نفا؟ اگر ان حوالوں کا مروجہ اسلام کی تمام مسلم دنیا جواب اثبات میں دیوے تو دیوے مگر ہم اس کے خلاف جواب نفی میں پیش کرتے ہیں۔ برادران اسلام کا فرض ہے کہ وہ مخالفوں کے جوابات کے ساتھ ہمارا جواب بھی پڑھیں بعد وہ اپنے لئے وہ جواب پسند کریں جس میں حق کی زیادہ سنایش ہو۔

۱۔ ان آیات میں نہ تو رات نہ زبور نہ مصائیف انبیاء اور نہ انجیل کا ذکر ہے۔ درحالیکہ یہ نام مصنف قرآن اور حضرت محمد صاحب کو معلوم تھے۔ پر کسی کتاب کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ لہذا یہود کے نعل نہ کر کو بائبل کی کتابوں سے منسوب کرنا حق کا خون کرنا ہے۔

۲۔ آیت اول میں لفظ کتاب ضرور بائبل اور بائبل کے مصائیف کا مفہوم رکھتا ہے۔ مگر اس آیت میں یہودیوں پر یہ الزام نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی کتاب کی تحریف کرتے تھے۔ وہاں پر اُن پر ایسے طور سے زبان مروڑ کر کتاب پڑھنے کا الزام ہے کہ لوگ اُن کی قرأت کے الفاظ کو کتاب کا حصہ خیال کریں جو صرف اُن کے منہ کے الفاظ ہوتے تھے۔ مگر قرآن شریف ان یہود کی اس کارروائی کو تحریف قرار نہیں دیتا ہے۔ وہ صاف بتلاتا ہے کہ یہود کتاب کے الفاظ سنانے کے بجائے اپنے الفاظ شامل کرتے تھے تاکہ لوگ فریب کھا کر ان کی باتوں کا یقین کریں۔ اس آیت سے یہود پر تحریف کا الزام نہیں لگتا ہے۔

۳۔ آیت دوم و سوم و چارم میں **يُحْيِي قُلُوبًا** لکھا گیا ہے۔ مگر ان آیات میں کلمہ سے مراد قرآن ہے۔ یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ یہود حضرت سے قرآن سن کر دہرے لوگوں کو جو خود حضرت محمد صاحب کے پاس نہ آیا کرتے ایسے طور سے جان سنا کرتے تھے کہ جس سے حضرت محمد صاحب کا مشافعت ہو جاتا تھا۔ وہ قرآن کی آیات میں ضرور کمی و بیشی کر دیتے تھے۔ یا مثل قرآن بنا کر قرآن کے منشا کے خلاف لوگوں کو جان سنانے لگتے۔ اسی وجہ سے ان کو کلم کے تحریف کہا گیا ہے۔ مگر انہیں آیات کو آجکل کے علماء کا بائبل سے منسوب کر دینا درجہ کمال کی قرآن فہمی کا ثبوت ہے۔

۴۔ آیت پنجم کا منشا یہ ہے کہ جو معتقدان قرآن اس تمنائیں تھے کہ اُن کی طرح یہودی بھی قرآن عربی کے معتقد ہو جائیں ایسے لوگوں کو جواب دیا جائے اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ قرآن عربی کے معتقد نہیں ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اُن میں وہ فریق موجود ہے جسے تمام یہودی جانتے ہیں جو کلام السیدین قرآن عربی کو تحریف کیا کرتا تھا۔ پس اس آیت میں کلام السد کی تحریف سے مراد قرآن عربی سے ہے۔ کیونکہ پیشتر ہمیں کلم سے مراد قرآن عربی جو ثابت ہوا ہے۔

۵۔ اب تحریف کے قرآن نے کیا مضبوطی ہے؟ اس پر بھی غور کرنا چاہئے۔ قرآن سے تحریف

بائبل کی تحریف کی بابت عقیدے سے سراسر بے سند و بے بنیاد ہیں جبکہ صحت پر قرآن اور حدیث سے کوئی سند نہیں لائی جاسکتی ہے۔

۷۔ مزید براں دوسرے مفسر اور علامہ بھی ان لوگوں کی بیباکی کو ظاہر کرتے ہیں جنہوں نے ناقص بائبل کی تحریف کا تصور بلند کر رکھا ہے اور مسلم دنیا کو بائبل جیسی نعمت سے محروم کر رکھا ہے۔ مثلاً آیت اول کی تفسیر کرتے ہوئے رازی بیان کرتا ہے: "کیونکہ ممکن ہے داخل کرنا تحریف تو ریت میں باوجود اس کی نہایت شہرت کے لوگوں میں ہجواب۔" شائد کہ یہ کام تھوڑے سے آدمیوں نے کہ جن کا تحریف پر اکتفا ہوا ممکن ہو گیا ہو اس صورت میں ایسی تحریف ہونی ممکن ہے۔ مگر میرے نزدیک اس آیت کی بہتر تفسیر یہ ہے کہ جو آئیں زوریت کی ثبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں غور و فکر کی احتیاج تھی اور وہ لوگ ان پر سوالات شنوش اور بیجا اعتراضات کرتے تھے۔ پھر وہ دیلیس کھنے والوں پر شبہ ہو جاتی تھیں اور یہودی کہتے تھے کہ ان آیتوں سے اللہ تعالیٰ کی مراد وہ ہے جو ہم کہتے ہیں۔ نہ وہ جو تم کہتے ہو۔ پس یہی مراد ہے تحریف سے اور زبان ہٹنے سے یا پھر نئے سے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں جب کوئی محقق کسی آیت کلام اللہ سے متدلل کرتا ہے تو گمراہ لوگ اس پر سوالات اور شبہات کرتے ہیں کہ اللہ کی مراد یہہ نہیں ہے جو تم کہتے ہو۔ اسی طرح پر اس تحریف کی صورت ہے۔

قولہ ویلسون السننہ معناه یعمدون فی اللفظہ فیہو فونہا فی حركات الاعراب تحریفاً متغیرہ المعنی امام فخر الدین یہ بھی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ کتاب پڑھنے میں زبان مروڑ کر پڑھنے میں اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ (یہودیہ) خراب کرتے ہیں لفظ کو اور بدل دیتے ہیں (پڑھنے میں) اس کے اعراب کو کہ اس تبدیل سے اس لفظ کے معنی بگڑ جاتے ہیں ۴

موافق تفسیر حسینی کے یہ الزام یہودیہ کے ان نامور لوگوں کو دیا گیا ہے کعب وغیرہ کو۔ نساء ۷۷ رکوع میں آیا ہے مِنَ الَّذِينَ هَادُوا لَمْ يَرْفُتُوا أَنْكَلِمَةً عَنْ صَوَائِعِهِمْ ترجمہ۔ وہ یہودی ہیں۔ بے ادب کرتے ہیں بات کو اس کے ٹکڑے سے۔ رازی اس پر یہ بیان فرماتے ہیں: "فَأَنْ قِيلَ كَيْفَ يَكُنْ هَذَا فِي الْكُتُبِ الدِّينِ بَلَعْتَ أَحَادِثَ وَفَنَّهُ وَكَلَّمَهُ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ الْمَشْهُورِ فِي الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ فَلَمَّا لَعَلَهُ يَقَالُ الْقَوْمُ سَهَوُوا فَيَلْبِسُونَ الْعُلَمَاءَ بِالْكِتَابِ كَمَا نَفَى غَائِبُهُ أَقْلَهُ فَقَدْ سَوَّاهُ عَلَى هَذَا التَّحْرِيفِ الثَّانِي أَنَّ الْمُرَادَ بِالتَّحْرِيفِ الْقَوْلَ الْمَشْبُوهَ بِالْبَاطِلَةِ وَالْإِسْوَاقِ بِالنَّاسِ وَالْمَرْجُوحِ بِالْمَرْجُوحِ" ترجمہ۔ پس کس طرح ممکن ہے تحریف ایسی کتاب میں جس کے ہر حرف اور کلمے تواتر کو پہنچ گئے۔ پہلا جواب شاید یوں کہا جاسکے کہ وہ لوگ تھوڑے تھے اور عالم کتاب انہی کے بہت کہتے تھے۔ پس ایسی تحریف کر سکے۔ دوسرا جواب تحریف سے مراد ہے جو لوگ

کے معنی یہ ہیں۔ وَنُفَعُونَ نَسَبَنَا وَعَمِينًا وَاسْمِعْ غَيْرُ مَسْمُوعٍ وَرَاعِنَا لِيَا بِالسِّنَةِ قُمْ وَطَمَعَنَا فِي الدِّينِ۔ اور کہتے ہیں ہم نے تم سے اپنا اور نہ سنا یا جائیو اور راعنا موڑ دیکر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین میں۔ نساوہ رکوع۔ يَتُفَعُونَ اِنْ اَوْشَيْتُمْ هَذَا فَخِذُوهُ وَاِنْ كُنْتُمْ تَوْتُوهُ فَاِخْذُوهُ کہتے ہیں اگر تم کو یہ ملے تو لو اور اگر نہ ملے تو نہ لے رہو۔ مادہ ۶ رکوع۔ وَلَا تَعْوَالْ تَطْلُعَ عَلَى خَائِيَةٍ مِنْهُمْ اَوْ كَلْبًا مِنْهُمْ۔ اور ہمیشہ تو خبر لیا ہے ان کی ایک دغا کی۔ مگر تنویر سے لوگ ان میں۔ مادہ ۳ رکوع۔ يَتُفَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يَجْرُؤُونَ مِنْ كَيْدٍ مَا عَقِلُوا وَفَعَلُوا بِكُلِّ كَيْدٍ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ سننے سے کلام اللہ کا پھر اس کو بیل ڈالنے پر مجبور لیکر اور ان کو معلوم ہے۔ بفقر ۹ رکوع۔ ان کل نفرات میں یہودی قرآن کو تحریف کرنے کی غرض اور تحریف اور اُس کے معانی بتلائے گئے ہیں۔ پس قرآن کی آیات زیر نظر سے بائبل کی تحریف کے معانی و مطالب نکالنے میں درجہ کی زیادتی ہے۔

۶۔ قرآن کو تحریف کرنے والے یہودی بتلائے گئے ہیں اور وہ بھی سب یہودی نہیں۔ مگر یہ مکروہ کام صرف ایک فریق کے یہودی کیا کرتے تھے۔ تمام نصاریٰ اس الزام سے بالکل بری ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ اہل قرآن کا نصاریٰ کے مقابل بائبل کی تحریف کا دعویٰ اٹھا دینا اور بھی بے بنیاد بات ہو۔ جس پر قرآن میں بھی طرح کا ثبوت نہیں ہے۔

ہم نے مندرجہ صدر وجوہات میں تحریف کے الزام کی حقیقت رد فن کی ہے اور اُس کے معنی بیان کئے ہیں مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مطالب مذکور ہمارے ہی طبع اور ہیں۔ شاہ عبدالقادر موضح القرآن میں سورہ عمران ۸ رکوع کی آیت پر یہ حاشیہ لکھتے ہیں۔ یعنی بن پڑھو مگر وہاں دیتے ہیں اپنی عبارت بنا کر قرآن کی طرح پڑھنے لگے کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے موضح القرآن اس کے سوا سورہ مادہ ۶ رکوع کی آیت کی تفسیر میں صاف طور سے لکھا ہے۔ کہ وہ لوگ محمد صاحب کے کلام میں تحریف کیا کرتے تھے۔ دیکھو تفسیر مجمع البیان اور تذاویں کو۔ علاوہ بریں تفسیر فتح البیان میں یہ بھی درج ہے کہ جس قدر احادیث اس امر کے متفقہ ہیں کہ شرائع منزل من اللہ عند سجد تورات امام ریا بائبل پر عمل نہ کیا جاوے۔ بلکہ ان سے نفرت کی جائے وہ جملہ احادیث ضعیف ہیں۔ تقریر میر لوی محمد امام الدین صفحہ ۳۶۔

پس ان شہادتوں سے ہمارا یہ دعویٰ ثبوت کو پہنچ گیا کہ قرآن میں جو آیات کلام اللہ کی تحریف سے متعلق یا جن سے تحریف کلام کا اظہار کیا گیا ہے وہ آیات من کل الوجہۃ قرآن عربی کے کلام کی تحریف سے علاوہ کچھ ہیں ان کا کوئی تعلق بائبل شریف کی تحریف سے نہیں ہے۔ بلکہ جن احادیث میں بائبل کی تحریف کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ کل کی کل درجہ اعتبار سے خارج ہیں۔ اس لئے ہمارے نام کے مسلم علماء کے

نہ تارا تھا اسی طرح ہیں۔ ان میں کوئی حرف بدلا نہیں گیا۔ لیکن یہودی یہ کہتے تھے۔ لوگوں کو معصوں کے بدلنے اور غلط تاویلات سے۔ اور حالانکہ کتابیں یقیناً وہ جن کا انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اسے اس طرف سے ہیں اور وہ اس کے طرف سے نہیں۔ مگر جو اس کے طرف سے کتابیں یقیناً محفوظ تھیں۔ ان میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی۔

۸۔ مزید یہاں جب ہم اس بات کو یاد کرتے ہیں کہ مروجہ قرآن کا متن غیر محرف نہیں مانا جاسکتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ ایک سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں کہ جن سے اس کا متنبہل ہونا ثابت ہو تو مندرجہ ذیل آیات قرآنی ان کے لاتنبیل ہونے کی دلیل خیال فرمانا چاہئے جیسا کہ لکھا ہے وَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهُ مَخْلُوفٌ وَعْدُهُ سَلَّمَ یَعْنِ تَوْہِیْرَ نَکْہَانِ مِت کر کہ اللہ اپنے رسولوں کے وعدوں کے خلاف کر گیا۔ ابراہیمؑ آیت ۴۴۔ پھر لکھا ہے وَأَنْتَ مَا أَوْحِیَ إِلَیْكَ مِنْ کِتَابٍ سَرَّ طَاغُ مَسْئَلٍ یُکَلِّمُہِ یعنی پڑھ جو کچھ تیرے رب کی کتاب میں سے تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اُس کے کلمات کوئی بدل نہیں سکتا ہے۔ کہ آیت ۴۲ پھر آیا ہے۔ وَلَا مَسْئَلٌ یُکَلِّمُ اللہ وَلَقَدْ جَاءَکَ مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِیْنَ اور اللہ کے کلمات کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور تیرے پاس رسولوں کی خبریں آپہنچی ہیں انعام آیت ۴۳۔ پھر لکھا ہے لَا تَسْئَلُ یُکَلِّمُ اللہ خَالَاتُ هُوَ الْعَوْنُ الْعَظِیْمُ۔ اللہ کے کلمات کے واسطے تبدیل نہیں ہے۔ یہ وہی بڑی کامیابی ہے۔ یونس آیت ۶۴۔

مذہبہ صہ بیان سے بائبل کے تحریف کرنے کے وہم کی بجائے دنیا دہی جاتی رہی ہے۔ ہر ایک حق پسند مسلم کی میراث جو بائبل نامی حق بالکل بے الزام ثابت ہو چکی۔ اس پر زیادہ لکھنا فضول ہے۔ اب تو ہر ایک مسلم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ مروجہ اسلام اور اس کے ارکان، سے دست بردار ہو کر اسلام عیسوی اور اس کے ارکان کو مانیں یا نہیں۔ قرآن محمدی کے احکام کی فرمانبرداری کر لیں یا نہیں کر لیں۔ اسلام عیسوی کی پیروی کئے بغیر قرآن محمدی اور حضرت محمد کی عزت کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا۔ ان تمام سوالات کے جوابات مسلم بھائیوں کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ اپنے لئے ان کے خود جواب دیں :

۴۔ آخر میں قرآن عربی کی بابت اس قدر ضرور عرض کرنا ہے کہ موجودہ قرآن عربی ضرور تحریف شدہ کتاب ہے، اس کے بغیر ہم حصہ سوم میں دیکھے موجودہ صورت میں اس کا ہر ایک حکمانے کے لائق نہیں ہے اسوجہ سے ہر ایک مسلم کے لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنی عاقبت کی فلاح و بہبودی کے لئے عیلامی اور عیسوی بائبل کے تابع نہ ہو۔ کیونکہ اب کسی قرآن ماننے کے مدعی کیلئے بائبل سے مخبر ہونے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی ہے اگر کوئی نام کا مسلم یا یہی بائبل و سمجیت کے قبول کرنے میں غور کرے تو ہم ایسے مسلم بھائی کو خدا کے سپرد کرتے ہیں کہ وہی اسکی ہدایت فرمائے +

منشیوں کا ڈالنا اور غلط تاویلوں کا کرنا اور لفظ کو صحیح معنوں سے سمجھنے معنوں کی طرف کھینچنا عقل حیلوں سے۔ جیسے کہ اس نمانے کے بدعتی اپنے مذہب کی مخالف آیتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کو سمجھو اور یہی مراد تخریف کی بہت صحیح ہے۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهَا مَاءٌ مِثْلُ آيَةِ - ترجمہ - بہ لے تے ہیں کلام کو اپنے ٹھکانے سے۔ ابن عباس سے روایت ہے: واخر ج ابن جبریر عن ابن عباس في قوله يحرفون الكلم عن مواضعه يعني حذف ودله في التوراة انه ترجمہ یہ جو فرایا اللہ تعالیٰ نے کہ بہ لے تے ہیں کلام کو اپنے ٹھکانے سے۔ اس کے یہ نسخے ہیں کہ جو حدیث اللہ تعالیٰ نے حکام کی مقرر کی ہیں تغیر و تبدل کرتے ہیں۔ رازی بیان کرتا ہے التحریف یحتمل التناویل الباطل و یحتمل تغیر اللہ ظله وقد نبأ فی تقدم ان الاول اولی لان الکتاب المنقول بالتواتر لا یتناقل فیہ تغیر اللفظ ترجمہ التحریف سے یا تزلزل تاویل مراد ہے یا بلفظ کا بدلنا مراد ہے اور ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ جو کتاب بنو اتر منقول ہو اس میں تغیر لفظی نہیں ہو سکتا۔ اور یہی معنی کا بیان ہے فتح الباری صحیح بخاری میں یہ بیان آیا ہے۔ قد سئل ابن تیمیہ عن هذا المسئلة فاحیاب فی فتاواہ للعلماء فی هذا اقوالہن احدہما وقوع التبدیل فی الالفاظ۔ ایضاً فاما میضالاً متبدیل الا فی المعنی و احتم للشانی۔ ترجمہ ابن تیمیہ سے مسئلہ تحریف کا پوچھا گیا۔ پس انہوں نے جواب دیا کہ علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بھی ہوتی تھی۔ دوم یہ کہ تبدیلی لفظی نہیں ہوتی مگر صرف معنوں میں اور اس سری بات پر بہت دلیلیں بیان کی ہیں۔ محمد اسماعیل بخاری لکھتے ہیں۔ قوله تعالیٰ يحرفون الكلم عن مواضعه يحرفون یزیدون ولبس احد من لفظ کتاب من کتب اللہ ولكنتم يحرفون یتا و لونه علی غیبتا و اولہ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ تحریف کرتے ہیں کلموں کو ان کی جگہ سے۔ سو تحریف کے معنی ہیں بگاڑ دینے کے۔ اور اگر کسی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے ایک لفظ کسی کتاب کا۔ لیکن یہودی فد کی کتاب کو اس کے اصلی اور سچے معنوں سے غیر تاویل پر پھیر کر تحریف کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہی تحقیق ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت وغیرہ کے ترجمے میں تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل توریت میں اور یہی قول ابی حسان کا ہے۔ فہذا الکبیر تفسیر و منشور کے مصنف نے ابن منذر و ابن ابی حاتم کی زبانی یہ بیان روایت کیا ہے۔ واخر ج ابن منذر و ابن ابی حاتم عن دھب ابن منہ قال ان التوراة حاکلا فجیل کما انزل ہما اللہ لم تغیر منہما حرف و لکنہم یضلون بالتحریف والتاویل و الکتاب کا نفا یکتبونہما من عند انفسہم و یقولون ہومن عند اللہ و ما ہومن عند اللہ فاما کتب اللہ فانہا محفوظہ لا تتحول۔ ترجمہ۔۔۔۔۔ توریت و انجیل جس طرح کہ ان دونوں کو اللہ

يَا لَأَنفَ وَالْأُذُنَ الْبَاحِثِينَ بِالسِّتْرِ وَالْجُرُوحِ قِصَاصٌ مَن قَتَلَ ذَنَابًا فَحُصُو
كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَن لَّمْ يَجِدْكَ بِأَنفِكَ اللَّهُ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

وَقَفِينَا عَلَىٰ أَنفَاءِ هُمُ يَعْنِي ابْنَ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْحِيدِ وَأَمْنِيَّةُ الْأَ
نْجِيلِ فِيهِ نَعْدَىٰ وَتَوْرَتُ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْحِيدِ وَنَعْدَىٰ وَمَوْعِظَةُ الْمُتَّقِينَ وَ
لِيَجْزِيَكَ أَهْلُ الْأَنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ وَمَن لَّمْ يَجِدْكَ بِأَنفِكَ اللَّهُ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
وَأَنْزَلْنَا الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ فَاَحْكُمُونَا مِنْهُمْ
بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ فَرَجَلٌ أَوْرَدَهُ خُجْجَةٌ كَيْسَ نَصْفُ مَهْرًا تَبِي فِي حِكْمَانِ كَيْسَ
تَوْرِيَتْ هُوَ اس میں خدا کا حکم لکھا ہے بعد اس کے وہ پھر جاتے ہیں وہ اپنی کتاب کے بھی مومن نہیں ہیں ہم نے
توریت نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے یہودیوں کو اسی توریت کے موافق فرمانبرداری لوگ حکم دیا کرتے تھے
اور ربی لوگ بھی اسی کے موافق حکم دیتے تھے اور احبار (یعنی کاهن لوگ) بھی اسی کے موافق حکم دیتے
تھے۔ کیونکہ وہ سب لوگ خدا کی کتاب کے محافظ اور گواہ ٹھہراتے تھے۔ پس اسے یہودیوں نے خججہ سے
ڈرو نہ آدمیوں سے ڈرو اور حقیر قیمت (یعنی دنیا) میری آیتوں کے مقابل نہ لو اور جو کوئی نازل کردہ خدا
کے موافق حکم نہ کرے وہی کافر ہیں۔

ہم نے توریت میں مان کے لئے یوں لکھا ہے کہ جان کے بدلے جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ آل کے
بدلے ناک۔ کان کے بدلے کان۔ دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر ہے۔ پھر میں نے زخم
کا بدلہ تصدق کر دیا اس کے لئے کفارہ ہو گیا۔ جو کوئی یہ نازل کردہ خدا کی حکم نہ دیکھا وہی ظالم ہے
اور ان نبیوں کے پیچھے انہیں کے نقش قدم پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو توریت کا مصدق بنا کے بھیجا تھا
اور ہم نے اسے انجیل دی تھی اس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ توریت کی مصدق ہے اور ہدایت ہے اور
نصیحت ہے پر مہنگا روں کے لئے۔ چاہئے کہ اہل انجیل اس کے موافق جو اس نے انجیل میں نازل کیا حکم
کریں اور جو کوئی یہ نازل کردہ خدا کی حکم نہ دے وہی فاسق ہے۔

اور تیری طرف (اے محمد) ہم نے سپائی سے کتاب نازل کی ہے (قرآن) جو کتاب سابقہ کا مصدق
اور ان پر کچھ پھیلائے ہوئے پس تو یہودیوں کی نسبت یہ نازل کردہ خدائی حکم (ایہ آیت ہم)۔ سہ ماہ
ترجمہ ڈاکٹر عابد الدین لاہور کا۔

پھر یہ کہ یا اھل الکتاب کسبتم علی تسبیحی حتی تقریبوا تنور لہ واکلا یخجل واما انزل انکیم
میں سے کچھ لینے اسے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جسے کہ تم توریت و انجیل اور کچھ تمہارے رب سے تمہیں

پندرھویں فصل

دعا انزل علینا کے مفہوم ہیں سے قرآن بابل کا جانشین نہیں ہے

مبوق الذکر سے بلا شک قرآن محمدی بڑی قدر و منزلت کی خطاب ظاہر ہوا ہے۔ اس کے متن کا ٹوٹل پر اور اسکے متن کے حدود و قیود پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ جس قدر اب تک گواہیاں نظر آئے سے قرآن محمدی کی حقیقت و اہمیت معلوم ہو گئی ہے وہ بابل کو چھوڑ کر ان لوگوں کے لئے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ بلا شک قدر و منزلت کی خطاب جو اس میں ہے۔ اسلام و بابل شریعت کے متعلق وہ کوٹ کوٹ کر صداقت بھری ہے جو عقل و فکر کے اندھوں کو بھی سیراب کر سکتا ہے۔ مروجہ اسلام کے مسلمانوں نے اگرچہ اسے نہیں جانا اور نہ سمجھا تو بھی اسے اپنی رہنمائی کا وسیلہ بنانے اور گھٹنے میں بہت دھچک خطا نہیں کی ہے۔ قرآن محمدی کو پیار کرنے میں انہوں نے اس کی قدر و منزلت غور کی۔ مروجہ اسلام کے مسلمانوں کا قصہ نہیں کہ وہ قرآن محمدی کو عزیز رکھتے ہیں۔ ان کا قصور یہ ہے کہ وہ قرآن محمدی کو نہ جانتے قرآن محمدی کی گرفت میں آ گئے ہیں۔ جسے قرآن متشابہ کہا گیا ہے۔ ان بزرگان دین نے قرآن محمدی کو نہ جانتے اعتقاد کر لیا کہ قرآن عربی یا قرآن محمدی حقیقیوں کی بابل کا جانشین ہے۔ قرآن سے پیشتر بلا شک سچوں کی بابل کے حکم احکام پر عمل تھا۔ پر جب قرآن عربی پیدا ہو گیا تو گویا اس نے اپنی بڑھی ہاں بابل کو نہ ہی اختیار و اقتدار کے تحت سے اُٹا دیا۔ اور گویا قرآن عربی خود بابل کی عزت و حرمت کے تحت پر شکن ہو بیٹھا۔ اُس کے با اختیار ہونے کی دیکھ کر گویا قرآن عربی نے اُسے منسوخ کر دیا۔ اپنے معتقدوں کو گویا حکم دیدیا کہ وہ سچوں کی کتب مقدسہ کے حق میں جو چاہیں کفر گوئی کریں۔ کوئی مواخذہ و مطالبہ نہ ہو گا۔ ہم مروجہ اسلام کے مسلمانوں کو قرآن عربی کی زبانی یہ بتلایا جاتے ہیں کہ اُن کا یہ وہم دیگر ادیان کا طبع بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن عربی اگرچہ بابل کا عربی بچہ ہے مگر بابل کا قائم مقام یا اس کا جانشین نہیں ہے۔ اس کا وجود عارضی ہے جو بابل مقدس کے وجود میں جمع ہے۔ اس مطالب کے ثبوت میں لکھا ہے۔

وَكَيْفَ يَخْلُوكَ وَعِنْدَهُمُ الشَّيْءُ لَهُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ إِنَّا نُنْزِلُ الْكُتُبَ فِيهَا هُدًى وَنُزْرًا يَخُتَلِفُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أُمْسَلُوا لِلَّذِينَ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَاللَّاتِيهِينَ وَالْآخِرِينَ أَلَا حَسْبًا بِمَا اسْتَفْضَلُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَبِأَنفُسِهِمْ شَفَكًا أَوْجَ فَلَا تَحْشَوْا النَّاسَ وَاتَّخِذُوا النَّفْسَ الْكَافِرَةَ وَتَلَبَّاسًا عَلَيْهُمْ فِيمَا أَنْتَ بِنَفْسِكَ بِالْعَدِيدِ وَأَلَا

ذکر الایمان دیا نہ اُسے اپنی تشریف آوری سے منسوخ کیا بلکہ اُسے بالکل صحیح و درست اور قابل اعتبار جابکہ اور ان کُر اُسے اس کے قدیمی مرتبہ پر بحال رکھا۔ اسے سچے دین کا اصول قرار دے کر اُس کے احکام کُر اُس کے ایمان و عمل کو جاری رکھنا ضروری ٹھہرایا۔ جو لوگ اُس کے احکام کے عامل نہ تھے۔ جو لوگ کتاب الہیہ رکھتے ہوئے بدعمل تھے اُن سب کو ظالم و فاسق ٹھہرایا۔ اس کے عامل ہونے کی برکات کا بالتشریح ذکر کیا۔ ان باتوں سے اس حقیقت کو اظہر من الشمس کر دیا کہ قرآن عربی نہ صرف بائبل کا بدل نہیں نہ صرف قرآن عربی بائبل کا جانشین نہیں جیسا کہ مردوجہ اسلام کے مسنون نے بنایا ہے۔ بلکہ بائبل کے مقابل اس کی حیثیت صرف بائبل کی صداقت کے مصدق کی ہے۔ اس کا وجود بائبل سے بے خبروں کے لئے بائبل کے داعظ کا ہے۔ اس کی بائبل کے شاہ ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ صورت رہیگی۔ پردہ بائبل کا شاہد و گواہ ہو کر زیادہ بائبل کا مصدق ہو کر بائبل نہیں بن سکتا۔ نہ وہ بائبل کا جانشین ہو کر بائبل کی تمام عزت و حرمت کا مالک بن سکتا ہے۔ بلکہ اُس کا یہ کام ہے کہ تمام تعریف و حمد کے ہاروں کو جو لوگ اُس کے گلے میں ڈالتے رہے ہیں ام الکتاب کی نہ کرتا رہے۔ بائبل کے ناواقفوں کو بائبل کی فہم دیتا رہے۔ بائبل کے دشمنوں کی اور بائبل سے سرکشوں کی تادیب و غلامت کرتا رہے۔ بائبل کو ماننے والوں کی عزت و توثیق کرتا رہے۔ وہ کتاب الہیہ کو سربراہ ٹھاکر اپنے معتمدوں کو حجب و کرتا رہے کہ وہ اس پر ایمان لائیں۔ کہ وہ اس پر عمل کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ قرآن محمدی یا اصلی ہی کام کر آیا ہے۔ مگر اُن پرافسوس ہے جو فی زمانہ قرآن عربی کے معتمد مشہور ہوتے آئے۔ انہوں نے بائبل تشریف کے مصدق کی ایک نہ سنی۔ انہوں نے قرآن کو بائبل کا جانشین تو بنایا مگر اُس سے بھی شمس سمجھ کر بنایا۔ انہوں نے قرآن کو ماننے کا بیڑا اٹھایا مگر آج تک اُسے نہ مانا۔ ہمیں اپنے مسلم بھائیوں سے قوی امید ہے کہ جب انھیں کھلینگی حبیب وہ ہماری ان گزارشوں کو اطمینان قلبی سے پڑھیں گے تو وہ ضرور قرآن محمدی کے حکم احکام کے فرمانبردار بن کر بائبل سے پرایمان باعمل لاکر نجات کے وارث ہونگے۔

ہم پھر درود دل سے اپنے مسلم بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اللہ انہی اَنزَلَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ۔ یعنی اللہ وہ ہے جس نے حق اور میزان کے ساتھ کتاب نازل فرمائی تھی۔ شوری و قُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللہُ مِنْ رَبِّیْ اور کہہ دو کچھ اللہ نے بصورت کتاب نازل کیا ہے اس پر ایمان لائے شوری سچا اسلام مسیحوں کی کتب مقدسہ کی ہی پیروی و اطاعت ہو۔ کعبہ اور اللہ الکعبہ نے دنیا کے لئے کچھ نہیں کیا۔ پس بائبل مقدس کو قرآن محمدی کے احکام کے موافق حاصل کرو۔ یہی ہماری میراث محمدی ہے۔

۱۰۔ اَنْزَلَ بِهَا تَاْمَاتٍ مِّنْ كُرْدٍ۔ اِنَّہٗ ایت ۶۸۔ وَلَوْ اَنصَحَا قَامُوا تَتَوَرَّعُ اللّٰهُ فَالَا تُخِيلُ وَمَا اَنْزَلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ تَنْجِيْهِ لَّا كَلَّوْا مِمَّنْ فَوْقَ قُبُورِهِمْ فَذَنَبُوا لَمْ تَلْعَبْ اَمْ جَلَلٌ عَلَیْہِمْ۔ اور اگر وہ توریت و انجیل کو اور اس کو جو ان کے رب کی طرف سے اُن پر نازل ہوا ہے قائم کریں تو ہم اُن کو اور پر سے اور نیچے سے کھلائیں مائدہ ایت ۶۶۔ مندرجہ صدر آیات میں توریت وغیرہ کی نسبت لفظ صدی آیا ہے۔ اس کی بابت تفسیر کبیر میں آیا ہے۔ صدی معمول ہے بیان احکام اور شرائع اور تکالیف پر اس لئے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ احکام اور شرائع اور تکالیف مندرجہ کتاب الہیہ توریت امام مسوخ نہیں ہیں وہ لوگ اس اعتقاد کو اس آیت سے بھی بریں وجہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر وہ احکام اور شرائع اور تکالیف مسوخ یا محرف ہوں تو اس سبب سے وہ احکام اور شرائع اور تکالیف ایسی ہوں کہ حکم اُن کا بالکل ہی اعتبار کے لائق نہ ہو اور اس صورت میں لازم آتا ہے کہ وہ احکام اور شرائع اور تکالیف ہرگز ہرگز ہدایت اور نوری نہیں ہوں۔ حالانکہ قولہ (فیہما ھدًی و نور) سے ثابت ہے کہ توریت میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ بائبل پر عمل کرنا فرض ہے۔

اور واضح رہے کہ نفیر البوسود اور نیشاپوری اور بیضاوی میں بھی اسی مضمون کے قریب قریب درج ہے۔ اور کتاب غایتہ التحقیق شرح حسامی میں بھی باب التبدیل اور اصول یزدی (ہدایت) کے صفحہ ایمان اور شرائع یہود لکھے ہیں اور علاوہ ہاں یہ بھی لکھا ہے کہ شرائع سابقہ کی پیروی واجب ہے۔ اور روح المعانی میں (بیکم) کی تحت میں یوں بھی درج ہے کہ (چونکہ محمد صاحب مجملہ عالمان توریت کے تھے۔ اس سبب سے کہنے والے استدلال کرتے ہیں کہ پہلی شرائع پہلی قوموں کو عمل لازمی ہے (شرع میں قبلنا لازم علینا الا اذ قوام الدلیل علی صدق و رندہ) اور تفسیر کبیر۔ البوسود۔ جل۔ اور بیضاوی اور فتح البیان میں بھی ایسا مضمون درج ہے۔ فلا تخشوا الناس و اخشون ولا تشتر و ابایا فی فتننا قلبیہ۔ میں محمد صاحب کو توریت کا عمل ترک کرنے سے مخالفت کی گئی ہے۔ دیکھئے درمنثور اور مجمع البیان۔ وَمَنْ لَّہٗ صِیْغَہٗمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمَا الْکَافِرُوْنَ تفسیر درمنثور میں ابن عباس سے یوں روایت ہے کہ یہ آیت یہودیوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ محمدیوں کو بھی مشتمل ہے اور ایسا ہی تفسیر مجمع البیان۔ فتح البیان کبیر میں درج ہے کہ حکم اس آیت کا عام ہے۔ کیونکہ کلمہ (من متضمن معنی عام کا ہے۔ خط و کتابت جناب مولانا مولوی محمد امام الدین بائزرغل امام احمدیہ دہلی صفحہ ۱۔

جو مروجہ اسلام کے علماء حق کے درست ہیں اور حق کی تلاش میں آجنگ حیران رہے ہیں وہ آیات منقولہ بالا میں ایک بھاری اور ضروری حقیقت یہ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ قرآن عربی نے مسیحیوں کی بائبل کو

آپ کا پیغام ہے۔ **وَاللّٰهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَامَّا تُؤْتُوا فَاْتُمْ وَجْهَ اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ** یعنی مشرق و مغرب اللہ ہی کے واسطے ہیں پس جس طرف تم نہ کرو اسی طرف اللہ متوجہ ہے اور اللہ وسیع علم والا ہے۔ بقرہ ۱۱۵
 رکوع۔ اس آیت میں پھر مشرق و مغرب کے قبلوں کی ضرورت اُٹرائی گئی ہے۔ اللہ کو عابدوں کے منہ کی طرف متوجہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے سوا قرآن نے مسجد الحرام کے آباد کرنے کو اور حاجیوں کی آمد اور کرنے کو خفیف معاً ظاہر کیا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْعَلُوا مِن دَرَجَاتِكُمْ سَفَايَةً لِّلْحَاجِّهِ وَبِمَا تَعْبُدُونَ اللّٰهَ أَكْثَرَ أَتَيْتُمُ اللَّهَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا تَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ۔** کیا تم نے مسجد الحرام کو آباد کرنا اور حاجیوں کو رہانی بلانا اس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں کوشاں ہے وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہے۔ نوہ ۳ رکوع پھر لکھا ہے۔ **لَيْسَ الْبِرُّ اَلْبَرَّانَ لَعَنَ اللّٰهُ اُوْجُوْهَكُمْ فِیْ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلَکِنَّ اَلْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ اَلْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلَائِکَةِ وَ الْکِتٰبِ وَ النَّبِیِّنَ جَزَآءِی الْمَالِ عَلٰی حُجَّتِهِ ذُو الْقُرْبٰی وَ الْبَعِیِّ وَ الْمَسَکِیْنِ وَ اَبْنِ السَّبِیْلِ وَ السَّآئِکِیْنِ وَ فِی السَّرَقَابِ جَزَآءِ اَقَامَ اَلْحَرِّ الْمَسَکِیْنَةَ وَ اَنّٰی الزَّکٰوةَ جَزَآءِ الْمُؤْتُوْنَ بِعَقْدٍ هُمْ اِذَا هُمْ اِذَا اَعَا هُمْ جَزَآءِ الصَّبْرِ فِی السَّآءِ وَالنَّصْرِ اَبَوْ حِیْنَ الْبَاسِ اَوْ اُولَئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوا اَوْ اُولَئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔** یہی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق و مغرب کی طرف پھيرو۔ بلکہ یہی اُسی کی ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لائے اور اُس کی حب سے قرابتیں یمیں مسکینوں مسافروں سوا لیوں اور غلاموں پر مال صرف کرے۔ نماز ادا کرتا رہے اور زکوٰۃ دے اور جو اپنے عہد کو جو جب و عہد کر کے پورا کرنے والے ہیں اور جو تنگی اور تکلیف میں اور مشکلات میں سہر کرنے والے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور یہی لوگ متقی ہیں۔ بقرہ آیت ۱۷۷۔ اَلَا اَکْرَعَ عِبَادَ الْمَلِکِیْمِ غَال۔

یہودی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ہم پیشتر ظاہر کر چکے ہیں۔ مگر یہی کسی کعبہ و قبلہ کو نہ مانتے تھے وہ اپنے معبود کی عبادت ہر طرف منہ کر کے کر سکتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کر وہی اعتقاد رکھتے تھے جو عربی صحیحہ کا عقائد آیات بالا کا پیغام یہی عقیدہ کا جز ہے۔ اس میں حضرت محمد کہہ کے حقائق کے کعبہ کی ضرورت اُٹا کر اُن کے روبرو رب العالمین کی ان معانی کی عبادت پیش کی جس میں کعبہ کی ضرورت نہ تھی۔ پیغام مذکور کی تائید دیگر روایات سے بھی ثابت ہو جیہ مطلب ظاہر کرتی ہیں کہ حضرت محمد نے اپنی زندگی کے ایام میں کعبہ رضی نمازیں نہ پڑھی تھیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ حضرت محمد دین اسلام کو لاتے ہوئے اپنی زندگی کے آخری دم تک کعبہ رضی نمازیں پڑھتا تو درنہ کعبہ کو غائب خدا بھی خیال نہ کر سکتے تھے۔ ۴

سولہویں فصل

حضرت محمد کی کعبہ سے اور اس کے عاشقوں سے علیحدگی اور شیرداری

فصولِ اقبل کو غور و فکر سے پڑھنے والے اصحاب اس بات کو مان چکے ہونگے کہ حضرت محمد جس دینِ اسلام کی جس اسلام کے اعلیٰ داعی و ارکان کی عربوں میں زبانِ قرآن حکم منادی کیا کرتے تھے اُن کو خود مصدقِ دل سے مانتے ہونگے۔ آپ کفار مکہ کے دین اور اُس کے عقائد کو بالکل ترک کر کے دینِ اسلام و بحیثیت کے عقائد کے پیچے دل سے پابند ہونگے۔ آپ اللہ الاسلام بحیثیت کی ہی عبادت کرتے ہونگے۔ آپ عربی بیبیوں کی جماعت کے ہی ممبر و شریک ہونگے۔ آپ نے مسیحی ہر کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے جو ایک عالمہ دعا گو و بانہ مسیحی لیڈری تھیں عقد و نکاح کر لیا ہو گا۔ آپ نے مسیحی تعلیم کو ختم کر کے وعظ و منادی کا کام بھی شروع کر دیا ہو گا۔ کیونکہ حضرت خدیجہ سے شادی کرنے پر آپ کو زندگی کی جسمانی ضروریات کی طرف سے بیفکری حاصل ہو گئی تھی۔ آپ کے مذہبی جذبات اور آپ کی مذہبی معلومات آپ کو مجبور کرتی ہوئیں کہ آپ اپنی قوم کے گمراہ و بدبین لوگوں کو دینِ حق کی بشارت سن کر راہِ حق پر لائیں۔ اسی وجہ سے آپ اس اہم کام کو انجام دینے کے لئے مقرر ہوئے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ وَكَذَلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ اُمَّةً الْقُرْاٰنِ وَاسْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ سِوَاكُمْ اَجْمَعُ لَاحِرٍ وَبَاطِنٍ فِی الْبَحْثِ وَفَرَّقَ فِی السَّعِیْدِ قُرْهَمَہٗ اور اسی طرح آمارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر نہ سادے بڑے گاؤں کو اور اسکے آس پاس والوں کو اور شیرنادر سے جمع ہونے کی دن کی اس میں دعو کا نہیں ایک فریقہ ہمیشہ میں اور ایک فرقہ آگ میں۔ سورہ شوریٰ۔ پھر لکھا ہے۔ وَهٰذَا کِتٰبُ اَنْزَلْنٰہُ مُبَارَکٌ مُّصَدِّقٌ الَّذِیْ نَبِیْہِ وَ لَتُنْذِرَ اُمَّةً الْقُرْاٰنِ وَاسْ حَوْلَهَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَهُمْ عَلٰی اَصْلٰہِمْ یَحْصِیْہَا فَعَلُوْنَ۔ ترجمہ۔ اور یہ ایک کتاب جو کہ ہم نے آزاری برکت الہی سے بناتے اپنے اسگے کو اور تا تو ڈر او سے اصل نبی کو اور اُس کے آس پاس والوں کو اور جنکو یقین ہے۔ آخرت کا وعدہ وہ اسکو مانتے ہیں اور وہ ہیں اپنی ناز سے خبردار۔ الغلام۔

ایسا تذکرہ کورہ بالا سے ظاہر ہے کہ شہر کہ اور اُس کی تمام بستیاں گمراہ تھیں وہ پیشتر کبھی ڈرائی نہ گئی تھیں۔ حضرت محمد بائبل کی تصدیق کرنے والے قرآن کے ساتھ انہیں ڈرانے کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت نے یہ کام کیا۔ ان کو رب العالمین کی عبادت کے لئے وعظ سنائے۔ پھر پہلے آپ نے اہل مکہ کے کعبہ کی اور اس کے حجوں کی ضرورت کو اڑایا۔ ان کو اس بات کی تعلیم دی کہ رب العالمین کی عبادت و عبادت کے لئے کعبوں کی ضرورت نہیں ہے۔ کعبوں کی عبادت جڑ سے نکال دی ہے۔ ذیل کی آیات

آیات مذکورہ سے ایک یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت محمد کعبہ پرستوں اور کعبہ پسندوں سے کسی طرح کا دینی رشتہ نہ رکھتے تھے۔ آپ دینی طور سے اہل مکہ اور ان کے مذہب و عقائد سے بالکل الگ تھے۔ آپ سادہ دین آپ کے دین کے عقائد ان سے بالکل مختلف و متضاد تھے۔ اس وجہ سے آپ کو مکہ کے حفاء سے کسی طرح کی شرکت نہ تھی۔

ہم قرآن میں ایسے احکامات بکثرت پاتے ہیں جو حضرت محمد اور دین اسلام کے متلاشیوں کو اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ آپ اہل مکہ سے جو مذہب کے حفاء و کا فر وغیرہ تھے الگ رہیں۔ وہ تو حضرت محمد کے جانی دشمن تھے۔ ان سے کسی طرح کا میل و ملاپ ممکن ہی نہ تھا۔ جیسے وہ حضرت محمد کے دشمن تھے۔ ویسے ہی دین اسلام کے متلاشیوں کے دشمن تھے۔ ذیل کی چند آیات حضرت محمد اور کفار و مشرکین وغیرہ کے تعلقاً باہمی تطفیع کرنے پر سند میں لکھا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْكُمْ لَكُفْرَانٌ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لِيَمْلِكُنَا إِلَى اللَّهِ وَارْتَضَوْا بِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ يَخْرُجُ عَنْهُمْ سَرَوَاتٍ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (آل عمران ۷۷)۔
 کو معرفت اسی لئے نبیج کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو اس کی راہ سے روکیں۔ انفال ۱۰ رکوع پھر آیا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَلَا أَبْنَاءَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنَّ السَّبْحَةَ لِلَّهِ عَلَىٰ الْأَيْمَانِ ۖ وَأَمَّا تَسْتَوْفُوا فَمِنْكُمْ فَكُلُوا مِنْهُم مَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ۔ یعنی اے ایمان لانے والو اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست مت پکرو اگر وہ کفر کو عزیز رکھیں اور ایمان کے اور جو تم میں ان کی رفاقت اختیار کر لیا وہی ظالموں میں سے ہے ہاں کیا توہم ۱۳ رکوع۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَلَا أَبْنَاءَكُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ الْوَلَايَةَ لِلَّهِ ۚ وَمَن يُتَّخِذْهُم مَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ فَيَتَوَلَّاهُمْ بِغَيْرِ حَرَامٍ ۖ فَذَٰلِكُمْ فَسَادٌ لِّلْإِيمَانِ ۚ فَذَٰلِكُمْ سَوَاءٌ ۚ وَإِنَّ الْأَكْثَرِينَ لَكَاُفِرُونَ۔ تحقیق کافر تمہارے عزیز و دشمن میں نہاں۔ دار کوع پھر لکھا ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ ۖ فَمَا تَصِفُ لَهُمْ سِوَا الْفُسُوقِ ۚ فَمَا تَصِفُ لَهُمْ سِوَا الْفُسُوقِ ۚ فَمَا تَصِفُ لَهُمْ سِوَا الْفُسُوقِ ۚ فَمَا تَصِفُ لَهُمْ سِوَا الْفُسُوقِ ۚ۔ پس تو کافروں کا مددگار مت ہو۔ قصص ۱۰ رکوع پھر لکھا ہے۔ وَذَرُوا نَفْسَكُمْ ۖ وَارْتَضَوْا بِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ يَخْرُجُ عَنْهُمْ سَرَوَاتٍ ۚ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (آل عمران ۷۷)۔
 کہ تم کافر نہ جاؤ۔ المتخذہ آیت ۲۔ وَذَرُوا نَفْسَكُمْ ۖ وَارْتَضَوْا بِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ يَخْرُجُ عَنْهُمْ سَرَوَاتٍ ۚ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ تاکہ تم میں اور ان میں براہی نہ جائے نہاں ۱۲ رکوع۔ فَلَمَّا تَطَاعُوا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَقَرٌ مِّنْ دُونِهَا ۚ وَارْتَضَوْا بِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ يَخْرُجُ عَنْهُمْ سَرَوَاتٍ ۚ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ تاکہ تم میں اور ان میں براہی نہ جائے نہاں ۱۲ رکوع۔ فَلَمَّا تَطَاعُوا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَقَرٌ مِّنْ دُونِهَا ۚ وَارْتَضَوْا بِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ يَخْرُجُ عَنْهُمْ سَرَوَاتٍ ۚ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ تاکہ تم میں اور ان میں براہی نہ جائے نہاں ۱۲ رکوع۔ فَلَمَّا تَطَاعُوا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَقَرٌ مِّنْ دُونِهَا ۚ وَارْتَضَوْا بِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ يَخْرُجُ عَنْهُمْ سَرَوَاتٍ ۚ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ تاکہ تم میں اور ان میں براہی نہ جائے نہاں ۱۲ رکوع۔

کی تصاویر ہو کرتی تھیں جن سے وہ سانس آسان بنا کرتے تھے۔ ان کعبوں میں قمری سال کے حساب کے موافق سال کے ہر ایک دن کے لئے ایک دیوتا اور معبود ہوتا تھا۔ حاران میں صابیت کا کعبہ کا نفا عموماً میں ایک بڑا مہتمم تھا۔ بابل میں صابیت کے مندر تھے۔ اہل تحف مصر کے اہرام کو بھی کعبہ مانتے تھے۔ حضرت محمد کے زمانہ میں شہر کہیں بھی حنفیت کا کعبہ تھا جس میں ۳۶۰ ستونوں کے سوا مختلف دیوتاؤں خصوصاً سات سیاروں کی تصاویر تھیں جن کے لئے وہی سات بابائے نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ جو اہل نام کی مسلم دنیا پڑھ رہی ہے۔ غرضیکہ حنفیت یا صابیت زمانہ قدیم کی سخت بت پرست ملت تھی۔ جسے حضرت محمد کے آیا اچھا مانتے تھے۔ شہر کہ عرب میں اس کا خاص مرکز تھا۔

۵۔ اس بات میں تل برابری نہیں ہو سکتا کہ گومدینہ کے گرد نواح کے صابیوں اور حنفیوں کو عربی یہودیت سے بہت روشنی ملی تھی پر عربی یہودیت نے عرب کو یہودی بنانے کی نہ کو کوشش کی نہ اُس کی کوشش عربی حنفیت کے کفر و شرک کے قتل کو فوج کرنے میں کارگر ہوئی۔ سینکڑوں سال سے یہودی عرب میں آباد تھے۔ اگر وہ اہل مذہب کی اشاعت کرتے تو حضرت محمد سے صدیوں پیشتر تمام عرب کو یہودیت کا حلقہ بگوش بنا لیتے۔ مگر انہوں نے ریاست مدینہ کو قائم و ثابت کر کے آگے ترقی نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب سے ہمیشہ کے لئے یہودیت کا نام و نشان مٹ گیا۔

۶۔ مکی صابیت و حنفیت کو عربی مسیحیت نے فوج کیا جس کا قصہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ اس عربی مسیحیت کی مکی فتوحات کا پہل حضرت محمد بن عبدالمطلب جن سے اس وقت ہمیں سروکار ہے۔

۷۔ واقعات و حالات سے یہ بات دکھائی گئی کہ حضرت محمد کی پیدائش کے زمانہ کے قریب مکیس عربیت نے قتل پایا۔ حضرت محمد کے خاندان کے چند اکابر بھی ہو گئے۔ ان میں سے بعض آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اگرچہ اہل تخت نے ان سے اوسچیوں نے اہل تخت سے قطع تعلق کیا ہوا تھا تو بھی حضرت محمد کو اپنے عیسوی عزیزوں سے اہل تھا۔ آپ کا یہ انس بڑھا گیا حتیٰ کہ غیر رشتہ دار بھی آپ کے دوست بن گئے۔ آپ ان سے غرضت عین کی بابت سیکھنے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ایک خاتون کے ملازم ہو گئے۔ اسی ملازمت کے زمانہ میں آپ کی ان سے شادی ہو گئی۔ گو شادی سے پیشتر آپ کا عیسوی ہونا نہ کو نہیں پر چونکہ عربی عیسوی اہل تحف سے اہل رتبہ تک نہ رکھتے تھے۔ اس سے قیاساً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت محمد حضرت صدیق اکبرؐ کی سے شادی کرنے سے پیشتر عیسوی ہو گئے۔ بغیر عیسوی ہونے کے حضرت محمد کا حضرت خدیجہ سے شادی کرنا جو عیسوی تھیں واقعات و حالات موجودہ کے خلاف تھا جسے مانا نہیں جاسکتا ہے۔

حضرت خدیجہ سے شادی کرنے کے بعد آپ حضرت و قح بن نوفلؓ کی قربت میں آگئے غلط ہو حضرت

ستارہوں فصل

حضرت محمد کا متروکہ و منقبولہ مذہب

بفصل خدا تم تحقیق الاسلام کی راہ میں پہلی منزل کا سفر تمام کر چکے جو حالات و واقعات ہماری آگاہی میں آئے انکو جہاں ترتیب دے چکے وہ ایسا نوکھے اور اچھوت اور معنی خیز میں جنکی سچائی کی جھلک ہر ایک نظر کی آنکھوں میں چکا چونہ پیدا کرتی ہے۔ حالات و واقعات مذکورہ کی صداقت کی چمک بالکل گرد و غبار سے صاف ہے اسے دیکھنے والا ہرگز اسے جھٹلا سکا مقدور نہیں رکھتا جو تمام بیان میں سادگی پائی جاتی ہے حضرت محمد کی زندگی کے حالات کے ساتھ تمام واقعات موافقت و مطابقت رکھتے نظر آتے ہیں جسکے سمجھنے میں کسی کو دقت نہیں ہو سکتی ہے۔

جو واقعات و حالات پیشتر مرتب ہو چکے ہیں ان پر دوبارہ نظر ڈال کر پہلے حضرت محمد کے آبائی مذہب اور اس کے عفا کی بابت قرآن مجسم اور آپ کے فیصلے دیکھو۔ اُس کی تدر و قیمت کا خوب اندازہ لگاؤ۔ دوسری طرف حضرت محمد کے اختیار سی مذہب پر غور و فکر کر کے دیکھو خصوصاً اس بات کا خیال کرو کہ حضرت محمد کے آبائی مذہب کا آپ کے اختیار سی مذہب سے کیا رشتہ ثابت ہو سکتا ہے؟ ذیل کے بیان میں فصول تاویل کے مطالب کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت کا آبائی مذہب یا متروکہ مذہب۔

۱۔ حضرت محمد کے آبائی مذہب کے نام بیت سے مذکور ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ملت حنیف۔ ملت کعبہ۔ ملت ابراہیم صابیت۔ دین الفطر۔ دین الیم۔ خفیت سرانیت وغیرہ زیادہ مشہور اسماء تھے۔ ممکن ہے مختلف حصوں میں اور ناموں سے بھی مشہور ہو۔

۲۔ حضرت محمد کے زمانہ میں مذہب مذکور عرب اور عراق عرب۔ اور عرب و مصر کے درمیانی ملک میں جو غیر یہودی اور غیر مسیحی آبادی پائی جاتی تھی اس سب میں کمی بیشی سے یہی مذہب مردج تھا جو قدامت کے اعتبار سے حضرت ابراہیمؑ عربانی کے زمانہ سے بھی قدیم تھا جس کے بانی غالباً بابل مقدس کے ماعونی اور قدیم صابی وغیرہ تھے۔ حضرت محمد کے آباد کے مذہب میں ہر قسم کی بت پرستی۔ سنگ پرستی۔ درخت و اور ٹبلہ پرستی۔ جنات و ملائک پرستی۔ سیار و ستار پرستی وغیرہ پائی جاتی تھی جس کے ساتھ نہایت قبیح رسوم بھی شامل تھیں اُس میں کسی نبی رسول یا نذیر و بشیر یا الہام و کتاب کی ہستی نہ تھی۔ نہ وہ مذہب ان باتوں کا معتقد تھا۔

۳۔ صابیت یا خفیت کے کئی بت خانے یا کعبے تھے جن میں ان کے بت ہوا کرتے تھے۔ سات سیاروں

معبودوں اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ ان کو وہاں بھیج دیا جہاں گئے وہ لائے تھے۔ یہ حضرت محمد کی زندگی کے حالات ہیں یہ خبر بھی دیتے ہیں کہ آپ نے دین اسلام کو قبول کر لیا۔ یہ آپ کی زندگی کا دوسرا عظیم الشان کارنامہ ہے۔

۱۔ دین اسلام کیا نہیں تھا؟ دین اسلام دین حنیف نہ تھا۔ دین مساویت نہ تھا۔ دین المفطر نہ تھا۔ وہ کعبہ یا ملت کعبہ نہ تھا۔ ملت ہلال نہ تھا۔ عرب کی یہودیت نہ تھا۔ پارسیت نہ تھا۔ ان تمام ملتوں کے سوا تھا ایک معانی میں ان تمام ملتوں کا سخت دشمن تھا۔ مذہبی مذکورہ تو اس کی جانی دشمن تھیں۔

۲۔ دین اسلام کیا تھا؟ دین اسلام کی بابت خواہ کسی کے کیسے ہی خیال ہوں۔ پر ایک بات بالکل سنا و ظاہر ہے کہ دین اسلام حضرت نوح و ابراہیم و سلیمان و عیسیٰ و موسیٰ و انبیاء و اسرائیل و اہل بیت و ائمہ و صحابہ و تابعین کی معرفت حضرت محمد تک پہنچا تھا۔ جس اسلام کو حضرت محمد نے آجائے یہ ترک کر کے قبول کیا۔ وہی دین اسلام تھا۔

حضرت محمد نے دین اسلام کی تعلیم زبان قرآن حکم ضروری مسیحیوں سے حاصل کی تھی۔ اس تعلیم کی بابت اسلام کے معلموں کا اور حضرت محمد کا غور یہ عقیدہ تھا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے جو کچھ قرآن حکم کے لباس میں حضرت محمد کو دین اسلام کی بابت اسلام کے ارکان کی بابت سکھایا گیا تھا۔ مسیحیوں کی بابت مسیحیت کے بانی کی نسبت مسیحیوں کی بائبل اور اس کے انبیاء کی نسبت تعلیم دی گئی تھی۔ اللہ الام کی بابت سکھایا گیا تھا۔ اس میں چند باتوں کو چھوڑ کر بائبل کی ہی صلاحت کے مطالب جمع تھے۔ عول زمان میں جہاں لوگ کتاب کے وجود سے ہی بے خبر تھے قرآن حکم جیسا کہ پاپا امویا لوگوں کے لئے معجزہ سکھ نہ تھا اس لئے یہ بات عجیب نہ تھی کہ مسیحی اور حضرت محمد قرآن حکم کی بابت یقین کرتے تھے کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ حقیقت اس میں خدا کی طرف کی صداقتوں کا بیان تھا۔ اگر قرآن حکم مکمل ہمارے زمانہ میں پہنچ جاتا تو تعجب نہ تھا کہ ہمارے زمانہ کے چوٹی کے عالم بھی اس کے منجانب الہد ہونے کا یقین کر لیتے۔ مگر انہیں ہے کہ ہمارے زمانہ میں اس کے چند اجزاء ہی بے ترتیبی کی صورت میں پہنچے ہیں جن سے ہم نے بیشتر کے مطالب مرتب کئے ہیں۔

کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمد کے مقبولہ اسلام کی مسلم امت عربی مسیحیوں کی امت تھی جس کے ہاتھوں سے آپ نے اسلام زریحہ کو پایا تھا۔ آپ کے عقیدہ کی مسیحی امت میں تمام اوصاف موجود تھے جو کسی خدا پرست امت کا لازمہ ہو سکتے ہیں۔ زبان قرآن مسیحی امت کی جو زبان بیان کی گئی تھی اس میں قرآن کی مثال ناپید ہے۔ قرآن حکم میں صرف مسیحی امت ہی ایک ایسی امت نظر آ سکتی ہے جو دین اسلام کی مسیحی مسلم تھی۔ جو قرآن حکم کے دھنکے

خدیجہ کا بھائی اور ان کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ جولہ پنے زمانہ کا علامہ ہونے کے سوا کچھ سچی تھا۔ عام عقائد کے موافق پندراں برس تک آپ اپنی عالمہ سچی بیوی اور علامہ عکرمہ سچی سالہ کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے اور آپ کا سچی بھائی ورقہ بن نوفل مسیحوں کی کتب مقدسہ کا عربی میں ترجمہ کیا ہی کرتا تھا۔ ورقہ بن نوفل کا وارث سوا حضرت محمد کے کوئی اور نہ تھا۔ لہذا یہ تمام قرائن اس بات کے شاہد ہیں کہ حضرت محمد کے قرآن محکم کی اصل حضرت ورقہ بن نوفل کے وہ عربی نوشتے ہی تھے جو مسیحوں کی کتب مقدسہ کا عربی ترجمہ تھے۔ اور حضرت محمد کی دینی تعلیم کا گورس تھے۔

۸۔ واقعات و حالات سے یہ حقیقت صفائی سے ظاہر ہو چکی ہے کہ حضرت محمد نے آبائی مذہب خفیت کو اُس کے جملہ عقائد و رسوم کو باطل جابک و ضرر ترک کیا تھا۔ عام عقیدہ بھی اس قدر تسلیم کرتا ہے کہ حضرت محمد دعویٰ نبوت کے بعد کی زندگی کے ۱۳ سال اور مدنی زندگی کے ۱۲ سال تک خفیت کے کعبہ اور اُس کے معبودوں کی عزت و عبادت سے بیزار رہے۔ پر ہم واقعات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ آپ خفیت اور اُس کے کعبوں سے خفیت کے جملہ معبودوں سے خفیت کے جملہ عقائد سے خفاء کے اکل و شرب سے ان کی دوستی و رفاقت سے مرنے و دم تک بیزار رہے۔ نہ صرف بیزار ہی رہے بلکہ خفیت کی اس کے جملہ عقائد و رسوم کی خفیت کے کعبوں اور قبلوں کی۔ کعبوں کے جملہ معبودوں کی جملہ اہل تحف کی تکذیب و ترویج کرتے رہے۔ ان کے معبود سورج اور چاند بھی تھے ان کی بابت ہمیشہ کہتے رہے کہ وَمَوْلَايَ الْاَبْلَاقُ وَالْقَهْلُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَلَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اَيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔ یعنی اور اُس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں۔ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو مرث السجدہ کو سجدہ کر جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر تم اللہ ہی کو پوجتے ہو۔ حرم السجدة رکوع ۵ آیت ۳ جس شخص کا علم و عرفان اس درجہ تک پہنچ گیا ہو کہ وہ آبائی مذہب کی اور اس کے عقائد و معبودوں کی انکے باطل معبودوں کو ماننے والوں کی۔ ان کے کعبوں اور قبلوں کی ان الفاظ میں جو پیشتر منقول ہو چکے ہیں اہل کھلا دلیرانہ طور سے تکذیب کرتا ہوا اسے پھر باطل پرستی کا مرید بنا کر کھانا ایک امر محال کے وقوع کا یقین دلانا ہے ہم اہل قبلہ کو کہتے ہیں کہ حضرت محمد نے تمہارے قبلہ اور مذہب کی عزت و آبرو باقی نہیں رکھی۔ آنکھوں سے دیکھو لو عقل سے سمجھو لو کہ ہم درست کہتے ہیں یا نہیں؟

دفعہ ۲ حضرت محمد کا مقبولہ مذہب۔ اس بات میں مطلق شک و شبہ نہیں رہا کہ حضرت محمد نے ملت خفیت یا ملت ابراہیم و غیرہ کے قل کر چھوڑے اسے اس کے کعبوں اور اُس کے

دفعہ ۳ قرآن و اسلام محمدی اور ہمارے زمانے کے اہل قبلہ قرآن و اسلام محمدی کی امتیں جو مذکور ہو چکی ہیں وہ اسی قرآن عزیزی کا جزو ہیں۔ جسے ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ یا مدعیان اسلام مان رہے ہیں۔ تقریری دیر کے لئے ان کے عقائد و عمل کو اسی تعلیم کے مقابل رکھ کر دیکھو جو پیشتر کی فصلوں میں مذکور ہو چکی ہے تو تمہاری پریشانی کی حد نہ رہیگی۔ مثلاً ہم حضرت محمد کے زمانہ کے عربی مسیحیوں کے حالات قرآنی و تاریخی پیش کر چکے ہیں۔ تاریخ اور قرآن ان کی خدا پرستی پر۔ ان کی نیکو کاری اور دینی امامت پر۔ ان کی اور حضرت محمد کی باہمی خوش اعتقادی پر۔ ان کی مسیحیت کی سچائی اور صداقت پر فدا ہیں۔ ان کی تعریف و ستائش پر جوں ہیں ان کی قرآن و انی و بائبل و انی و فدا دانی کے شاہد ہیں۔ مگر ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ عموماً اور احمدی اہمیت خصوصاً نہ صرف حضرت محمد کے معلوم اور درستوں کو جو آپ کے زمانہ میں موجود تھے۔ نیک اور فدا پرست نہیں مانتے بلکہ ان کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کے ہم مذہبوں کو دجال اور جوج و ماجوج کہتے ہیں۔ اس پر لطف کی یہ بات ہو کہ یہ حضرات خود قرآن و اسلام محمدی سے لاکھوں میل دور ہیں اسی مذہب کو مان رہے ہیں جس کی حضرت ۱۳ برس تک تکذیب و تردید کرتے رہے تھے۔ انہیں خفاء کے جملہ عقائد کے معتمد ہیں جو حضرت محمد اور قرآن و اسلام کی ہمیشہ تکذیب کرتے رہے تھے۔

مسیحیوں کو ایک طرف چھوڑ کر مسیحیت یا اسلام محمدی کی بابت اہل قبلہ کی درازدستیوں کو دیکھو مثلاً حضرت محمد کے زمانہ کے اہل تحفہ مسیحیت یا اسلام کے کھلے دشمن تھے۔ ان کی دشمنی اس بات سے ظاہر ہے کہ قرآن محمدی نے ان کی دل کھول کر تکذیب کی۔ ان کو ہمیشہ کافر و مشرک۔ ظالم و فاسق۔ مفسد و کذاب و غیرہ کہہ کر یاد کیا۔ ان کی حنفیت کی تکذیب کی قرآن مروجہ میں اہل تحفہ میں سے کسی کا نام تک مذکور نہیں جس نے مسیحیت یا اسلام کو قبول کیا ہو۔ ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ عموماً اور احمدی خصوصاً اسلام محمدی یا مسیحیت کے کھلے دشمن ہیں مسیحیت کی تکذیب و تکفیر سی طرح کر رہے ہیں جس طرح حضرت محمد کے زمانہ کے اہل کفر کرتے تھے۔ نہ صرف یہی کر رہے بلکہ ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ اسی ملت کعبہ کو مان رہے ہیں جسکی قرآن محکم نے تکذیب کی تھی۔ ان کے جملہ عقائد اسی حنفیت کے ہیں جس کی حضرت محمد اور قرآن محکم نے ۱۳ برس تک تکذیب فرمائی تھی۔

مسیحیت کے سوا قرآن محکم سے جو سلوک کیا گیا ہے وہی فراغت نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت محمد قرآن محکم کی اہل تحفہ میں کم از کم ۳۳ برس منادی کرتے رہے۔ اہل تحفہ کو قرآن محکم کے ماننے پر مجبور کرتے رہے۔ مگر اہل تحفہ نے حضرت محمد کی حیات میں قرآن محمدی کو بھی صدق دل سے مانا۔ زبانی آمنا کہہ کھڑے تھے۔ اسی قرآن محکم کے اس حصہ کی قدر و منزلت اپنے زمانہ کے اہل قبلہ میں دیکھو جو ہمارے زمانہ تک پہنچا ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو پیشتر مرتب ہو چکا ہے۔ اہل قبلہ نے آج تک اس کا

تمام موعودوں کی راست نفی۔ وہی اسلام کی ہادی اور امام و پیشوا سمجھی گئی تھی۔

حضرت محمد زین اسلام اختیار کر کے جب تک کہ میں رہے تب تک کہی مسیحی ضرور آپ کی کسی نہ کسی طرح مدد کرتے رہے تھے۔ مگر چونکہ اہل مکہ خود مختار ریاست کے تھے۔ مسیحیوں کا وہاں اختیار و اتنا ار نہ تھا۔ اس وجہ سے اہل مکہ کے اُن مظالم کو روک نہ سکتے تھے جو وہ حضرت محمد پر کیا کرتے تھے یا کرنا روا رکھتے تھے۔ اس وجہ سے کہی ریاست میں ہوتا چوتھے اسلام کے نام مسیحیت کی اشاعت کی نفی وہ ہر طرح سے قابلِ داد ہے۔

حضرت محمد کے مقبولہ اسلام کے ارکان خصوصیت سے قابلِ لحاظ ہیں۔ وہ جو حضرت محمد کو بالکل غیر مسیحی ثابت کرنے کے درپہ ہیں اس بات کا قیامت جواب نہیں رکھتے کہ اگر حضرت محمد اپنی زندگی میں مسیحی نہ ہوئے تھے۔ تو اُن کو دین اسلام کے ارکان نہ کہ کس نے سکھائے اور کیوں وہی ارکان سکھائے جن کو اس زمانہ کی مسیحیت مانتی تھی یا مان سکتی تھی؟ کیوں خفیت کے ارکانوں کی قرآن میں ایسی تعلیم دی نہ گئی؟ اُن ارکان کو بھی جو تعریف کی جا چکی ہو وہ کیوں قرآن میں سادہ یا گئی اور کیسے سادہ یا گئی؟ ان سوالات کا اُن اصحاب کے پاس کچھ جواب نہیں جو حضرت محمد کو غیر مسلم یا غیر مسیحی بنا چاہتے ہیں۔

دین اسلام کے ارکانوں کی بابت ایک بات صفائی سے دیکھی جاسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل تحف کے لئے وہ تمام ارکان نہ صرف اجنبی اور غیر مانوس تھے بلکہ سخت قابلِ نفرت تھے جس میں اسلام کے ہر ایک رکن کی طرف سے اہل کفر اہل دلا علم تھے۔ اللہ والرحمن کی وحدانیت کے اعتقاد سے کورے تھے۔ ام الرحمن مان کے لئے بالکل اجنبی اور غیر عربی تھا۔ نبیوں کی بابت اُن کے عجیب خیال تھے۔ غرضیکہ وہ ارکان اسلام سے سراسر لاعلم ہو کر اپنے باپائی دین حنیف کی پیروی پہنچنے سے اڑے ہوئے تھے۔ اُنشا حضرت محمد اور اسلام کے اقرار یوں کو خفیت میں واپس لانے کی سرگرمی کو شش میں مصروف رہتے تھے۔ حنفاء کی ان کوششوں کو دیکھ کر کوئی شخص نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ اہل تحف حضرت محمد اور قرآن کے اسلام کے مسلم بنجائیکے۔ جب اس خیال کو دوبرو سکھ کر مروجہ قرآن کو پڑھا جاتا ہے تو ہمارے خیال اس بات سے اور بھی بچتے ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مروجہ قرآن میں ایک شخص کا بھی نام نہ کر نہیں جو قرآن و اسلام محمدی کا مسلم بنام عام خیال کے موافق ۲۲ برس تک حضرت محمد اسلام و قرآن حکم کی عرول میں اشاعت کرتے رہے۔ پرفرد واحد کا اسلام لانا نہ کر نہیں ہے۔ حدیث وغیرہ دینی کتب میں اسلام لانے والوں کے عجیب و غریب افسانے پائے جاتے ہیں۔ پران کی طرف سے قرآن مروجہ بالکل خاموش ہے۔ یہ معاملہ ہرگز اتفاقی نہیں ہے۔ اس سے یہ بات ارادۂ ظاہر کی گئی ہے کہ قرآن و اسلام محمدی حضرت محمد کی ترمذگی کے اہل تحف میں سے کسی کے اعتقاد و عمل کا جزو نہ تھا۔ یہ کیسی عجیب چیز بات ہے؟

سے ہرگز وہ نفرت و کراہیت نہیں جو مسیحیوں کی بائبل اور مسیحیوں کی بائبل کے بعد الرحمن سے ہے۔ ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ نے عام طور سے اور مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور اُنکے پیروں نے خاص طور سے اللہ الاسلام کی تکذیب و تکفیر میں جو کچھ لکھا ہے بغیر مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت محمد کے زمانہ کے اہل تحف کے ذلک کو بھی سوچا نہ تھا۔

جو کچھ اور کہا گیا ہے اس پر اس بات کا اضافہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے یہ بندگانِ خدا سب سے زیادہ اپنی ضد ایستی اور ضدِ ادانی کے دنیا میں دھول بجاتے پھرتے ہیں۔ آجنگ کعبہ کے نامعلوم خدا کی پوجا کرتے ہیں۔ قدیم بت خانہ کو سیار و ستار خانہ کو جنات و ملک خانہ کو خانہ خدا کہتے ہیں۔ آجنگ اُن کا قومی جھنڈا نشانِ ہلال ہے۔ علامتِ ستارہ رکھتا ہے۔ اس عجیب خانہ خدا میں آجنگ سنگ اسود جو خدا کا دہنا پادہ یقین کیا جاتا ہے موجود ہے جو حاجیوں کے گناہ چوس چوس کر سیاہ پڑ گیا ہے کعبہ شریف کا معبود زمانہ قدیم کی سات وقتی یا پانچ وقتی کعبہ رنجی نمازوں سے جو پانچ یا سات ستاروں یا سیاروں کی پرستش میں پڑھی جاتی تھیں پرستش کیا جا رہا ہے۔ درحالیکہ قرآن مجید نے کعبہ اور اُس کے جیسے معبود کو اور اُن کے پرستاروں کو جہنم رسید کر کے چھوڑا تھا مگر ہمارے زمانہ میں یہودی کعبہ ہوا اور اُس کے معبود کی یا معبودوں کی پرستش جاری ہے۔

جب اہل قبلہ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کعبہ کون سے معبود کا مسکن ہے۔ تو ہمارے فصیح و بلیغ مولوی صاحبان خصوصاً نزاری اور احمدی اصحاب اور خواجہ کمال الدین صاحب اللہ الاسلام نے اللہ المسیحیت کے قرآنی اسامہ و افعال و صفات کا ہار پر در اللہ الکعبہ کے گلے ڈال کر دکھاتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی نہ کہ مسیحیوں کے رب و رب اللہ الاسلام یا اللہ المسیحیت کی تکذیب پڑھتے ہیں۔ مگر اللہ الکعبہ کی الوہیت کی بابت استفسار ہو تو پھر اللہ الاسلام یا اللہ المسیحیت کا قرآنی لباس اسے پہنا کر دکھا دیتے ہیں۔ یہ ہمارے زمانہ کی احمدیت کا انوکھا ہنر ہے جس سے کم از کم مسیحیت آگاہ نہ تھی۔ مگر اب خفیت کے ہتھکنڈوں سے مسیحی بھی خبردار ہو چکے ہیں۔

مندرجہ صریحان سے جو اہم صداقت ناظرین کرام کی آگاہی میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ گو مردِ حق قرآن میں مسیحیت یا اسلام کی صداقت وہی موجود ہے جو حضرت محمد نے اپنی زندگی کے آخری وقت تک اہل تحف کو سنائی اور سکھائی تھی۔ پر عجب معاملہ یہ ہے کہ مسیحیت یا اسلام کی صداقت کے نہ تو اہل تحف معترف ہوئے جو حضرت محمد کے زمانہ میں تھے نہ انہوں نے کعبہ پرستی چھوڑی نہ اُس صداقت کے پیر و اہل قبلہ پائے گئے جو ہمارے زمانہ میں موجود ہیں تو یہی حیرت انگیز معاملہ یہ ہے کہ قرآن عربی اپنے متن میں اسلام مسیحیت کی بابت وہ صداقت اپنے ساتھ ضرور لے آیا ہے۔ اس رازِ خفی کو انشاء اللہ حصہ سوم میں کھولا جائیگا

کو نسا حکم مان رکھا ہے؟ انہوں نے کب آج تک ارکان الاسلام پر عمل کیا؟ انہوں نے اپنا ایمان ہی ایسا تجویز کر لیا جو ہر قسم کے نیک عمل سے خالی ہو۔ امام اعظم نے جو ایمان تجویز کیا۔ اس میں عمل کا دخل ہی رہنے نہیں دیا۔ حنیفوں کا ایمان تو خشک ٹھیک و لیس ہی ہے جیسا کہ عوام نے مسیحیوں کے کفارہ کو سمجھا ہے۔ وہ آج تک ان لوگوں کے منتظر پڑے ہیں جو ان پر ایمان باعمل لائیں۔ مگر ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ کو خفیت کے کعبہ ہے محبت ہے جو حضرت محمد کے زمانہ کے خفا کا بُت خانہ خفا شمس و قمر خانہ تھا۔ بزم خانہ تھا۔ سنگ اسود خانہ تھا۔ ارکان الاسلام متن قرآن میں پڑے ہیں۔

قرآن شریف نے جو تعریف و ستائش انبیاء بائبل کی کی تھی خصوصاً جو تعریف و حمد بائبل مقدس کی تھی۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہی تعریف حضرت محمد کے زمانہ کے اہل کفر کو پریشان کیا کرتی تھی۔ اسی تعریف کے لئے اہل تحف قرآن محکم کو مجبورہ اساطیر اللدین کہا کرتے تھے۔ اسی تعریف کی وجہ سے قرآن کی فرمانبرداری نہیں موت کا مابل نظر آیا کرتی تھی۔ اسی کی وجہ سے وہ قرآن اور حضرت محمد کی تکذیب کرتے تھے۔ بخیر کہ قرآن کی فرمانبرداری کے معنی وہ بھی لے سکتے تھے۔ کہ مسیحیوں کی بائبل کی غلامی کریں۔ اس حقیقت کو رد و رد رکھ کر اپنے زمانہ کے اہل قبلہ کو غمرا اور احمدیوں کو خصماً دیکھو۔ وہ آج تک بائبل مقدس کی تکذیب و تکفیر میں لڑ رہے ہیں۔ چوٹی تک کا زور لگا چکے ہیں اور منہ زور لگا رہے ہیں۔ ان سے بڑھ کر ان کا یہ عمل دیکھا گیا ہے کہ وہ بائبل کے قرآنی خطابات قرآن مرد و کدیکو عوام کی آنکھوں کو اندھا کر رہے ہیں۔ اس پر غضب یہ ہے کہ کلمین الامم و قرآن بائبل اسلام و مسلمانانِ سیمانی اور نبوت کے رمی۔ بنے بیٹھے ہیں پھر نہیں حضرت محمد کی اطاعت و پیروی کا دعوے ہے۔ بائبل مقدس سے جو کچھ اہل قبلہ نے کیا ہے اسے بھی جانے دو۔ اللہ الاسلام کو اپنے زمانہ کے اہل قبلہ کے رد و رد کر کے دیکھو اس سے اہل قبلہ کی مسلمانان کا بالکل پول کھل جاتا ہے جس کی حکایت یہ ہے۔

کہ قرآن عزلی میں جس السد الرحمن کا جس السد الرحمن کے کاموں کا جس السد الرحمن کی ذات و صفات کا بیان آیا ہے۔ جو السد الرحمن عزت و عبادت کے لائق بتلایا گیا ہے وہ عقل و فکر کے امد و نگو بھی مسیحیوں کی بائبل کا السد الرحمن یعنی میرا الہ الیمیم و رب العالمین معلوم ہو سکتا ہے۔ اسی کی تائید عرب کے یہودیوں کی مخالفت۔ اہل تحف کی مکاذبت سے ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس دعوے کی صداقت قرآن محکم کا وہ بیان بھی ہے جو اہل تحف کے قبلوں اور ان کے بیچ معبودوں کی تکذیب میں آیا ہو۔

ان معانی کے اللہ الاسلام کی موجودگی پر اس کی بابت ایسی صاف و واضح تعلیم کے موجود پائے جانے پر ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ اللہ الاسلام کی امد و صحت اسی طرح تکذیب و تکفیر کے جارہے ہیں۔ جس طرح سے حضرت محمد کے زمانہ کے اہل تحف یا اہل قبلہ کیا کرتے تھے۔ انہیں غیر مسیحیوں کے معبودوں

فی الحال ہم حصہ اول کو اسی جگہ ختم کرتے ہیں حصہ دوم میں ہم سچے مسلمانوں کی حکایات شروع کرینگے جنہوں نے اہل قبلہ کے مروجہ عقائد کے کعبہ اور اس کے معبودوں کی کبھی عزت و عبادت نہ کی تھی۔ تو بھی وہ دین اسلام کو پیشوا اور امام تھے۔ فقط۔

غلام مسیح ایم پیٹر۔ نواز نشان۔ لاہور

باستہام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹرنجائی پریس لاہور میں چھپی